

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

# التبيان العظيم

في تفسير

## سورة التحريم

مجموعة دروس

امام اہلسنت غزالی زمان حضرت علامہ

سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

بانی و شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ہفتان

صدر شعبہ اسلامیات اسلامی یونیورسٹی بہاولپور



ناشر فائوس پبلی کیشنز

راولپنڈی - پاکستان

(ISBN) 969-8300-03-1

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

# التبيان العظيم

في تفسير

## سورة التحريم

مجموعة دروس

امام اہلسنت غزالی زمان حضرت علامہ

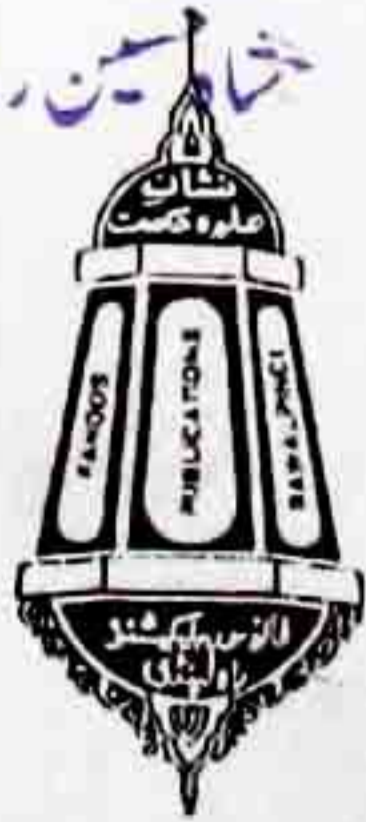
سید احمد سعید کاظمی رحمة الله عليه

بانی و شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان

صدر شعبہ اسلامیات اسلامی یونیورسٹی بہاولپور

اسلامی و طبی کتابیں  
مکتبہ کاظمی  
شمارہ ۱۰۰۰ روڈ اجرات عقبہ بی

0302629



ناشر: فائوس پبلی کیشنز

راولپنڈی۔ پاکستان

جملہ حقوق بحق افرادِ خانوادہ غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ محفوظ ہیں

التبيان العظيم في تفسير سورة التحريم

نام کتاب

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

مجموعہ دروس

سید آل شاہد معینی

مرتبہ

علامہ حبیب اللہ سعیدی چشتی

نظر ثانی

جمیل النبی ناصر، فانوس پبلی کیشنز

ناشر

960/6-A عابد مجید روڈ راولپنڈی فون: 5583146

بزم معینیہ انوار سعید

زیر نگرانی

الحرمین پرنٹرز 54/62 بینک روڈ راولپنڈی

مطبع

(فون: 92-51-5510182)

اگست ۲۰۰۳ء

بار اول

لا سبریری ایڈیشن Rs. 200/-

ہدیہ

International Standard Book  
Number (ISBN) 969-8300-03-1

کتاب ملنے کا پتہ:

سید آل شاہد معینی

144A/B-III مسکن معینی

خرم کالونی مسلم ٹاؤن راولپنڈی

Ph: No. 051-4471721 sasmoini@hotmail.com

marfat.com

۱۶	(الدرس الاول)	ڈاکٹر صاحب کے خط کا خلاصہ	۱۔
۱۸		جواب بالا اختصار	۲۔
۱۹		ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی اور اپنی خواہشِ نفس	۳۔
۲۰	(الدرس الثانی)	اعتراض	۴۔
۲۰		اس کا جواب	۵۔
۲۱		الہوی سے مراد	۶۔
۲۱		کسی غیر نبی کی خواہش کا وحی الہی ہونا ممکن ہے	۷۔
۲۲		شانِ نزول	۸۔
۲۳		روایت اول	۹۔
۲۴		روایت ثانی	۱۰۔
۲۴		پیشگوئیِ خلافتِ شیخین	۱۱۔
۲۵		إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا	۱۲۔
۲۵		روایت ابن عباس	۱۳۔
۲۵		مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ	۱۴۔
۲۸	(الدرس الثالث)	رسول اللہ ﷺ کی محبت	۱۵۔
۲۹		غیرت کے معنی	۱۶۔
۳۰		محبتِ رسول کی حقیقت	۱۷۔
۳۰		خلاف واقعہ کا حضور ﷺ کی طرف منسوب کرنا	۱۸۔
۳۰		میرے نزدیک صحیح جواب	۱۹۔
۳۲		ازواجِ مطہرات کی خوشنودی کو طلب کرنا	۲۰۔
۳۴		اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنا حکم کی نفی ہے یا نہیں؟ (الدرس الرابع)	۲۱۔
۳۵		آیت کا مطلب	۲۲۔
۳۵		کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا یہ گویا ایک قسم کی یمین ہے	۲۳۔
۳۶		فَرَضَ بِمَعْنَى شَرَعَ	۲۴۔

۳۷	قسموں کے حلال ہونے کا طریقہ	۲۵
۳۷	حضور ﷺ نے کفارہ دیا یا نہیں دیا؟	۲۶
۴۰	غیرت کے معنی (الدرس الخامس)	۲۷
۴۰	سیدی شرف الدین ابو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار	۲۸
۴۱	غیرت کمالِ محبت پر مبنی	۲۹
۴۱	کمالِ محبتِ رسول ﷺ حقیقتِ ایمان	۳۰
۴۲	مخاطبت میں عظمت کا اظہار	۳۱
۴۲	مخلوق کے لیے النبی سے بڑھ کر تو کوئی عزت کا لفظ جہان میں نہیں	۳۲
۴۲	قرآن کریم میں رسول کریم سید عالم ﷺ کے عتاب کا مسئلہ	۳۳
۴۵	وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ "ہ کارخ ازواجِ مطہرات کی طرف (الدرس السادس)	۳۴
۴۶	حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانا یا پہنچانا	۳۵
۴۸	صیغہ مخاطبت کے استعمال میں فرق	۳۶
۵۱	ازواجِ مطہرات نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی یا نہیں؟ (الدرس السابع)	۳۷
۵۲	محبتِ رسول ﷺ سے بڑھ کر کوئی نیکی ہے؟	۳۸
۵۳	دو عورتیں جن کا ذکر اس موقع پر آیا	۳۹
۵۳	ازواجِ مطہرات کو توبہ کرنے، اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم	۴۰
۵۴	ایک طرف کو مائل ہونے کا مطلب	۴۱
۵۵	فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَلِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلآئِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ	۴۲
۵۷	جب اللہ مددگار ہے تو کسی اور کے مددگار ہونے کی ضرورت	۴۳
۵۸	طرزِ مخاطب (الدرس الثامن)	۴۴
۶۰	عتابِ عتاب میں فرق	۴۵
۶۱	غزوہ تبوک کا موقع	۴۶
۶۳	حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۷
۶۳	یُزَكِّيْ كَا فَاعِل	۴۸

- ۲۵ عتاب نہیں تو محبت نہیں -۴۹
- ۲۸ نبی کریم ﷺ کی ازواج تمام جہان کی عورتوں میں بے مثل (الدرس التاسع) -۵۰
- ۴۰ اللہ کے رسول کو قصد تکلیف پہنچانا کفر ہے -۵۱
- ۴۲ مسئلہ استعانت -۵۲
- ۴۳ ہر کمال کے بہت سے مراتب (الدرس العاشر) -۵۳
- ۴۶ عورتوں میں بے مثال عورتیں -۵۴
- ۴۶ سب سے زیادہ دشمنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے -۵۵
- ۴۷ اللہ کے نزدیک یہ اتنی بڑی بات -۵۶
- ۴۸ یہاں جو تنبیہ فرمائی -۵۷
- ۴۸ سرکارِ دو عالم ﷺ کی سات اولادیں -۵۸
- ۸۰ حیاتِ دنیا کی زینت -۵۹
- ۸۰ اِنْ كُنْتُمْ تُرْذِنُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَرِزْوَانَهَا -۶۰
- ۸۳ نسبتِ رسول -۶۱
- ۸۴ حضور ﷺ ہماری جان کے مالک (الدرس الواحد عشر) -۶۲
- ۸۴ النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ -۶۳
- ۸۵ ملکِ حقیقی اور ملکِ مجازی -۶۴
- ۸۶ رسول کو ایذا پہنچانے والا جہنمی -۶۵
- حضور تاجدارِ مدنی ﷺ نے سیدۃ فاطمۃ الزہرۃ کے متعلق فرمایا -۶۶
- ۸۸ اہل بیت سے مراد اصل میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات -۶۷
- سرکارِ دو عالم ﷺ کی دعا سے علی مرتضیٰ، فاطمۃ الزہرۃ -۶۸
- ۸۸ اور حسنین کریمین علیہم السلام بھی اہل بیت میں شامل ہیں -۶۹
- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث -۶۹
- (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے) -۸۹
- پورے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا اعلان فرمایا (الدرس الاثنا عشر) ۹۲ -۷۰

- ۷۱۔ کسی کے محبوب کی اگر کوئی غلطی اور عیب نکالنا ہو تو محبت کے کلام میں
- ۹۵ وہ عیب نکلے گا یا اس کے دشمن کے کلام میں وہ عیب نکلے گا؟
- ۷۲۔ فتنہ منافقین
- ۹۵
- ۷۳۔ کافر، منافق سب مردے ہیں اور ہر مؤمن زندہ
- ۹۶
- ۷۴۔ محبوب کے کلام میں تو محبوب کی تعریف ہی ملے گی
- ۹۶
- ۷۵۔ حکایتِ حالِ ماضیہ (الدرس الثالث عشر)
- ۹۸
- ۷۶۔ متکلم اپنے فعل کو جو ماضی میں ہو احکایتِ حالِ ماضیہ کے طور پر
- ۹۸
- بصیغہ مضارع حکایت فرماتا ہے
- ۹۹
- ۷۷۔ اَحَلَّ یہ ماضی کا صیغہ ہے اور تُحَرِّمُ مضارع کا صیغہ
- ۱۰۰
- ۷۸۔ معفو کے معنی
- ۱۰۱
- ۷۹۔ صیغہ کے استعمال میں غور کرنے کی بات
- ۱۰۱
- ۸۰۔ یہ استفہام فعلِ تحریم سے متعلق نہیں بلکہ فعلِ تحریم کے نتیجہ سے متعلق
- ۱۰۳
- ۸۱۔ رسول کی رافت اور رحمت
- ۱۰۴
- ۸۲۔ کسی فعل کی حرمت نازل ہونے سے قبل اس فعل کا کیا جانا جائز ہے
- ۱۰۵
- ۸۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغفرت کی دعائوں فرمائی؟
- ۱۰۶
- ۸۴۔ کسی چیز کی خصوصیت اللہ اور اس کے رسول کے چاہنے سے بدل جاتی ہے
- ۱۰۸
- ۸۵۔ ایک ہزار افراد کے مسلمان ہونے کی بشارت
- ۱۰۸
- ۸۶۔ نماز جنازہ میں اپنوں کے لیے دعائے مغفرت
- ۱۰۹
- ۸۷۔ مسئلہ
- ۱۰۹
- ۸۸۔ اللہ کا قانون ہے کہ گستاخ رسول کو ضرور سزا دی جائے
- ۱۱۱
- ۸۹۔ رضائے حبیب کو نصب العین بناؤ (الدرس الرابع عشر)
- ۱۱۲
- ۹۰۔ حضور ﷺ راضی ہیں تو دین ہے حضور ﷺ راضی نہیں تو کوئی دین نہیں
- ۱۱۳
- ۹۱۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم سید عالم ﷺ نے حکم دیا
- ۱۱۳
- ۹۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ واقعہ (غزوہ تبوک)

۱۱۳	سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واقعہ (غزوہ بدر)	۹۳-
۱۱۵	صحابہ کی فضیلت کا کیا معیار	۹۴-
۱۱۵	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا	۹۵-
۱۱۸	مَلِكَةٌ غِلَاظُ شِدَادٍ (الدرس الخامس عشر)	۹۶-
۱۱۹	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ	۹۷-
۱۲۰	حضور ﷺ کے غیب جاننے سے منافقین کا انکار	۹۸-
۱۲۲	تَوْبَةٌ نَصُوحًا خَالِصٌ تَوْبَةٌ	۹۹-
۱۲۲	اللہ اور رسول کے لئے خالص ہونے کے کیا معنی	۱۰۰-
۱۲۲	نصیحت کا مفہوم	۱۰۱-
۱۲۲	خالص توبہ کا حال	۱۰۲-
۱۲۳	وسیلہ اور سبب	۱۰۳-
۱۲۶	ہم کس لئے تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم تَوْبَةٌ نَصُوحًا کرو (الدرس السادس عشر)	۱۰۴-
۱۲۷	دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا	۱۰۵-
	عصمت انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اور حفاظت اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۱۰۶-
۱۲۷	کے لئے انعام خداوندی	
۱۲۷	اپنے برے اعمال پر خوف اور ندامت ایمان کا معیار	۱۰۷-
۱۳۰	يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ (الدرس السابع عشر)	۱۰۸-
۱۳۱	ابن ماجہ میں ایک زیادت	۱۰۹-
۱۳۳	مقام محمود	۱۱۰-
۱۳۳	يَحْمِدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ	۱۱۱-
۱۳۶	جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ (الدرس الثامن عشر)	۱۱۲-
۱۳۶	کافر اور منافق سے جہاد میں فرق	۱۱۳-
۱۳۶	کفر ظاہری چیز ہے اور نفاق باطنی چیز	۱۱۴-
۱۳۷	کافروں اور منافقوں کے جہاد میں تفریق کیسے ممکن	۱۱۵-



۱۳۷	حضور ﷺ کو منافقوں کی پہچان	۱۱۶
۱۳۹	منافق کو دیکھ کر حمار شریف کا پیشاب کرنا	۱۱۷
۱۳۹	حَتَّى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ	۱۱۸
۱۴۱	ایمان شرط اول (نسبت کے لئے)	۱۱۹
۱۴۱	امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ	۱۲۰
۱۴۲	ازواج انبیاء جنسی خیانت سے پاک ہیں	۱۲۱
۱۴۳	وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ	۱۲۲
۱۴۵	وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ اٰحْصٰتُ فَرْجَهَا	۱۲۳
	نوح اور لوط علیہم السلام کی بیویوں (الدرس التاسع عشر)	۱۲۴
۱۴۹	کا جنمی ہونے اور حضور ﷺ کی ازواج کا بے مثال ہونے کا قرآن میں بیان موجود	
	الْخَبِيْثٰتُ لِّلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِّلْخَبِيْثِ	۱۲۵
۱۴۹	الطَّيِّبٰتُ لِّلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِّلطَّيِّبِ	
۱۵۰	یہ قانون دنیا کے لئے نہیں یہ قانون آخرت کے لئے ہے	۱۲۶

مجموعه دروس  
التبيان  
العظيم  
في تفسير  
سورة التحريم

## تقدیم

غزالی زماں رازی دوراں امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا نام عالم اسلام کے لئے محتاج تعارف نہیں۔ بلاشبہ وہ فکر رازی کے امین اور سوز رومی کے قسیم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں علم و دانش کا مقتدا بھی بنایا تھا اور عشق و معرفت کا امام بھی۔ ان کے روشن کئے ہوئے چراغ تا قیامت گمراہیوں اور ضلالتوں کی شبِ دیبجور کو کافور کرتے رہیں گے فیاض ازل نے انھیں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت کی دولت بڑی فراوانی سے عطا فرمائی تھی۔ وہ اُس علم و آگہی کو جہالت سے تعبیر فرماتے تھے جو محبتِ رسول ﷺ کی آگ کو تیز سے تیز تر نہ کرے۔ اُن کے نزدیک علم و ادب کا منتہا اور عشق و معرفت کا کمال دلوں میں محبت الہی کے چراغ جلانا اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو تیز تر کرنا تھا۔ اُن کے نزدیک ہر حدیثِ رخِ مصطفیٰ ﷺ کا قصیدہ گاتی اور ہر آیتِ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے ترانے الاپتی تھی

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم

الاحدیث یار کہ تکرار می کنیم

وہ عشق و محبت کے انھیں راز داروں میں سے تھے جن کے نزدیک قرآن مجید فرقانِ حمید کی ہر شد اور مدِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ کے نغمے سناتی ہیں

نظر والوں کو آتی ہے نظر ہر آئیہ قرآن

تمہارے مصحفِ رخ کا قصیدہ یار رسول اللہ

ان کی تقریر سامعین کے قلب و نظر میں نئی زندگی کی روح پھونکتی تھی اور اُن کی تحریر کی جامعیت اور حسن بیان الجھی گتھیوں کو سلجھا دیتی تھی۔

زیرِ نظر کتاب ”التبیان العظیم فی تفسیر سورة التحريم“ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ اُن کے دروس قرآن کی ایک کتابی شکل ہے جو حضرت نے ماہِ رمضان المبارک میں ارشاد فرمائے تھے۔

یہ درست ہے کہ تحریر اور تقریر کا انداز مختلف ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کو جو بے پناہ صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں آپ کے یہ دروس بھی اُن کا منہ بولتا شہکار ہیں یہ ہے تو تقریر لیکن تحریر کی تمام تر خوبیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے۔

سورة التحريم کی تفسیر میں بہت سے مفسر بھی عجیب و غریب اشکالات کا شکار ہوئے اور عصمتِ نبوت کے منافی بہت سے اقوال بھی کر گئے لیکن حضرت کی یہ تفسیر پڑھے تو دل فرطِ طرب سے مچل اٹھے گا اور ایک ایک جملہ

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے قصیدے سناتا ہوا نظر آئے گا عظمتِ الہی کا نقش بھی دل میں ثبت ہوگا عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کی حلاوتیں بھی دلوں میں خیمہ زن ہوں گی اور ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عقیدتوں کے چراغ بھی روشن سے روشن تر ہوں گے۔

حضرت کی اس تفسیر میں اہلیتِ رسول ﷺ کی وضاحت بھی ملے گی آپ کی آلِ پاک کا تذکرہ بھی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کا اظہار بھی اس تفسیر میں بہت سے ایسے مسائل کی وضاحت بھی ہے جو امت میں اختلاف کی وجہ بنے ہوئے ہیں۔ فرست دیکھنے سے اس میں بیان فرمودہ مباحث کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ حضرت کی بیان فرمودہ تفسیر کو پڑھ کر آپ کو یقین کامل ہو جائے گا کہ علم صرف الفاظ کی مالارولنے کا نام نہیں ہے بلکہ ایک نور ہے جو اہل تقویٰ اور صالحین کے دلوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب سے نازل ہوتا ہے۔ اگر حضرت کے علمی ورثہ کو منظر عام پر لایا جائے اور ان کی تقاریر کو کتابی شکل میں مدون کر دیا جائے تو بلاشبہ یہ صرف اہل سنت کی ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی اور بہت سے راستہ بھٹکنے والوں کو منزل مقصود مل جائے گی اور حضرت کی روح کے اطمینان میں اضافہ ہوگا۔

اس قدر ہوگی ترنم آفریں بادِ بہار

نگہتِ خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائے گی

شبِ نیم افشانی میری پیدا کرے گی سوز و ساز

اس چمن کی ہر گلی درد آشنا ہو جائے گی

اس ساری کاوش کو رنگ لانے کا اصل سہرا حاجی شفیق عمری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے جن کی محبت کی وجہ سے یہ کیسٹ ہمیں حاصل ہوئے جو حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے پر انہوں نے جمع کئے اور حضرت کی اہلیہ کے حکم پر آپ کی چھوٹی صاحبزادی کو بصد شوق عطا کئے اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کی قبر کو جنت کا باغ بنا دے اور اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے آمین بحرمات نبیک الکریم ﷺ

نوٹ: چونکہ یہ کتاب دروس کے سمعی کیسٹ سن کر مرتب کی گئی ہے لہذا اس میں اگر کوئی تسامح نظر آئے تو وہ مرتب کی طرف منسوب کیا جائے اور ہمیں مطلع کیا جائے تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے

سید آل شاہد معینی عفی عنہ

## انتساب

یہ مجموعہ دروس حضرت غزالی زماں کی سب سے چھوٹی صاحبزادی نے جمع کیا اور اس کو اپنی والدہ محترمہ کی

طرف سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اجمعین اور بالخصوص

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الكبرى رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی طرف منسوب کیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اپنی جناب خاص سے سرکارِ دو عالم ﷺ کے طفیل اور صدقہ میں حضرت غزالی زماں کو اور آپ کی اہلیہ رحمہما اللہ کو اپنے پیارے حبیب کا قرب خاص نصیب فرمائے اور آپ کے چاہنے والوں کو ہدایت کی راہ پر قائم رکھے آمین

# سورة التحريم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ نہایت رحمت والے بے حد رحم فرمانے والے کے نام سے ۝

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اے نبی (کریم) آپ (تسم کھا کر اپنے اوپر) اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہیں جسے اللہ نے آپ کیلئے حلال فرمایا، آپ (ازراہ شفقت) بیویوں کی رضاجوئی فرماتے ہیں اور اللہ بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے

قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝

(اے ایمان والو) بیشک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر فرمادیا اور اللہ تمہارا مددگار ہے اور وہ بہت جاننے والا بڑی حکمت والا ہے  
وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ مِ بَعْضِ ج  
اور جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے نبی پر اس کا اظہار فرمادیا تو نبی نے انہیں  
کچھ بتادیا اور کچھ بتانے سے اعراض فرمایا،

فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝

پھر جب نبی نے انہیں اس کی خبر دی تو وہ بولیں آپ کو کس نے بتایا نبی نے فرمایا مجھے علم والے نہایت خبردار نے بتایا۔

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ج

اگر تم دونوں اللہ کی طرف رجوع کو لو (تو بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل (راہ اعتدال سے کچھ) ہٹ گئے ہیں،

وَإِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَلِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ۝

اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم دونوں ایک دوسرے کی معاونت کرتی رہیں تو یقیناً اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک و نیک نیت مسلمان اور اس کے بعد اس کے فرشتے بھی (ان کے) مددگار ہیں۔

عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ فَنِيَّتٍ ثَبَّتِ عِبَادَاتٍ سِخْتٍ ثَبَّتِ

وَأَبْكَارًا ۝

اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رتبہ بدل دے ان کیلئے تم سے بہتر بیویاں فرمانبردار، ایماندار، باادب، توبہ شعار،

عبادت گزار، روزہ دار، شوہر دیدہ اور (بعض) کنواری

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ

اللَّهُ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

اے ایمان والو! چاہو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جن پر بندہ خوطاقت و فرشتے (مقرر) ہیں وہ اللہ کا کوئی حکم نہیں ٹالتے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَدُوا الْيَوْمَ ۚ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ ۱۷

اے کافرو! آج کوئی عذر پیش نہ کرو تمہیں اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۚ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ تَجْرِي

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ

اے ایمان والو! اللہ کی طرف صاف دل سے خالص توبہ کر لو بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہارے گناہ تم سے دور کر دے اور تمہیں باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۚ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا

لِنَأْكُلُوا وَنَشْرَبُ لِنَأْكُلُوا وَنَشْرَبُ لِنَأْكُلُوا وَنَشْرَبُ لِنَأْكُلُوا وَنَشْرَبُ ۝

جس دن اللہ سوانہ کرے گا (اپنے) نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دوڑتا ہو گا ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں عرض کرتے ہو گئے اے ہمارے رب ہمارا نور ہمارے لیے پورا فرما دیا اور ہمیں بخش دے بیشک تو جو چاہے اس پر قادر ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ ۚ وَأَغْلظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَغْلظْ عَلَيْهِمْ ط وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ط وَبَشِّرِ الْمَصِيرَةَ

اے نبی جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی فرمائیے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَاتِ نُوحٍ وَأَمْرَأَاتِ لُوطٍ ط

اللہ نے کافروں کے لئے نوح کی عورت اور لوط کی عورت کی مثال بیان فرمائی

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ ۝

وہ ہمارے (خاص مقرب) دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے (دین کے معاملے میں) ان سے خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابلے میں انہیں کسی شے سے نہ بچا سکے اور حکم دے دیا گیا کہ تم دونوں (عورتیں) داخل ہونے والوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَاتِ فِرْعَوْنَ ۖ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ

وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

اور ایمان والوں کے لئے اللہ نے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے جب اس نے عرض کی کہ اے میرے رب میرے لئے اپنے

پاس جنت میں گھر بنا دے اور مجھے چالے فرعون سے اور اس کے عمل سے اور مجھے نجات دے دے ظالم لوگوں سے۔  
وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُنْتِ مِنَ

### الْقَائِمِينَ ۲۷۵

اور عمران کی بیٹی مریم (کی مثال بھی) جس نے اپنی عفت کی (ہر طرح) حفاظت کی ہم نے (بواسطہ جبرائیل اس کے) چاک گریباں میں اپنی (طرف سے) روح پھونک دی اور اُس نے اپنے رب کی باتوں اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ (بادب) اطاعت گزاروں میں سے تھی۔

### [البيان]



## الدرس الاول

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝  
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ جِئْتَنِي بِمَرْضَاتٍ أَرْوَاهُ كِتَابُ اللَّهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (بارہ ۲۸ التحريم آیت ۱)

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين  
والحمد لله رب العالمين ۝

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ إِحْسَانِهِ آجَ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي دوسری تاریخ ہے ہفتے کا دن ہے ہم سب روزے سے  
ہیں اللہ تعالیٰ سارے رمضان کے روزے اسی طرح پورے کروا دے وماذالك على الله بعزیز

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

عزیزان محترم! سورة التحريم کی آیت میں نے پڑھی اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی کل پر سوں کی بات ہے کہ  
یہاں پاکستان میں کوئی بہت بڑا علمی ریسرچ کا ادارہ ہے اس کے سربراہ کوئی ڈاکٹر ہیں انہوں نے تین آیتوں کے بارے  
میں اپنے خدشات کا اظہار کیا اور انہوں نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ قرآن شریف کی یہ تینوں آیتیں آپس میں متعارض ہیں اور  
ایک آیت دوسری آیت کے خلاف ہے تو اس سلسلے میں ان کو تو بہت مختصر الفاظ میں جواب لکھنا پڑیگا لیکن میری طبیعت  
نے یہ تقاضا کیا کہ اس قسم کی باتیں جب (اس زمانے کی اصطلاح کے مطابق) بڑے بڑے محققین کے دماغوں میں سما  
جاتی ہیں تو پھر عام لوگوں کا کیا کہنا ہے اور بہت ممکن ہے کہ عامۃ الناس جو تھوڑا علم رکھتے ہیں وہ ان شکوک و شبہات کا  
شکار ہو کر دولت ایمان سے محروم ہو جائیں۔ اللہ محفوظ رکھے۔ میں تو اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں الہ العالمین ایمان کو  
بہر حال میں سالم رکھیو اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائیو

ڈاکٹر صاحب کے خط کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی یہ آیت وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝  
(بارہ ۲۷ النجم آیات ۴، ۳) جبکہ اس کے معنی یہ کئے جائیں کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ بھی بولتے ہیں جو کچھ بھی فرماتے ہیں

ان کا بولنا، ان کا فرمانا وحی الہی ہوتا ہے إِنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا جو نطق مبارک ہے،  
حضور ﷺ کی جو گفتگو ہے، حضور ﷺ کا جو بولنا ہے وہ وحی الہی پر منحصر ہے وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے ان کا  
بولنا تو صرف وحی الہی ہی ہے اور وہ جو کچھ بولتے ہیں اللہ کی وحی ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے لکھا ابھی میں نے ان کا  
جواب نہیں تحریر کیا انشاء اللہ میں لکھوں گا دو چار دن تک مکمل کر دوں گا ان کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں ہے انگریزی  
میں ان کا پتہ وتہ لکھا ہے مجھے نام کا ابھی کچھ پتہ نہیں بہر حال کسی بڑے ریسرچ اور تحقیق کے ادارے کے وہ سربراہ ہیں  
ان کو یہ شکوک و شبہات پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ صورت حال کیا ہے میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور جب ایسے

ذی علم اور ایسے ایسے محقق لوگوں کے ذہنوں میں قرآن پاک کی آیتوں کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں تو پھر عام طور پر کم پڑھے لکھے لوگوں کا تو پھر خدا ہی حافظ ہے اللہ کرم فرمائے۔ اس خط کو پڑھ کر بہت دلی پریشانی ہوئی انشاء اللہ میں تو جواب دوں گا۔ کہنے والے نے یہ کہا ڈاکٹر صاحب نے لکھا جبکہ اس آیت کے یہ معنی کئے جائیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بولنا وحی الہی ہی ہے اور کچھ نہیں وہ جو کچھ بولتے ہیں وہ اللہ کی وحی ہے، ان کا نطق اللہ کی وحی ہے، ان کی گفتگو اللہ کی وحی ہے، وہ جو کچھ کہیں اللہ کی وحی ہے جبکہ اس آیت سے یہ معنی لیے جائیں تو قرآن کی دوسری آیت ایسی ہے جو بالکل اس کے خلاف ہے اور وہ یہ آیت سورۃ التحریم کی انہوں نے لکھی ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ جب رسول کا ہر نطق وحی الہی ہو تو سورۃ التحریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ** ج

اے نبی! آپ نے کیوں حرام کیا اس چیز کو جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی **تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ** آپ تو اپنی بیویوں کی رضا جوئی فرما رہے ہیں اور آپ اپنی بیویوں کی رضا تلاش کرنے میں مشغول ہیں واللہ غفورٌ رحيمٌ اور اللہ بخش دینے والا ہے، رحم فرمانے والا ہے۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کی خواہش کے مطابق اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو جب انہوں نے یہ فرمایا کہ میں اللہ کی اس حلال کی ہوئی چیز کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ یہ سوچ نبی کی بیویوں کی خواہش ہے اور جو چیز خواہش سے کہی جائے وہ تو وحی ہو ہی نہیں سکتی لہذا جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں فلاں چیز کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں تو کیونکہ ان کا یہ فرمانا اپنی بیویوں کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے تھا اور ان کی بیویوں کی خواہش ہی اس گفتگو کی بنیاد تھی کہ میں نے اپنے اوپر فلاں چیز کو حرام کر لیا تو جو بات بیویوں کی خواہش کے مطابق کہی جائے اور وہ بات خواہش سے کہی جائے وہ تو کبھی وحی الہی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ نے فرمایا **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ** نبی تو خواہش کی بات ہی نہیں کرتے وہ تو وحی الہی کی بات کرتے ہیں تو جو بات وحی الہی سے ہو وہ خواہش سے نہیں ہو سکتی تو جبکہ ہم نے اس آیت کے یہ معنی بیان کئے کہ رسول کی ہر بات وحی الہی ہے تو یہ اس آیت کے تو قطعاً خلاف ہو گا کہ **تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ** آپ جو کچھ اپنے اوپر حرام کر رہے ہیں، حلال چیز اپنے اوپر حرام کر رہے ہیں تو آپ نے جن لفظوں میں ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کیا آپ کے وہ لفظ تو ازواج مطہرات کی خواہش کے مطابق ہیں اور جو بات خواہش پر مبنی ہو وحی نہیں ہو سکتی کیونکہ **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ** تو لہذا یہ دونوں آیتیں آپس میں ٹکراتی ہیں پھر تیسری آیت انہوں نے یہ لکھی کہ **وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا** (بارہ ۵ النساء آیت ۸۲) اگر قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف پایا جاتا۔ یہ آیت گویا حاکم ہے، اس مقدمے کا فیصلہ کرتی ہے کہ بھئی رسول کی ہر بات وحی الہی ہے یا نہیں؟ اگر کہتے ہو کہ ہے اور جب ایک بات دوسرے کے خلاف ہو تو وہ قرآن کی آیت نہیں ہو سکتی اور وہ بات

اللہ کی طرف سے نہیں ہو سکتی اور جو بات اللہ کی طرف سے ہوگی اس میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا اور جبکہ یہاں دونوں میں ہی اختلاف موجود ہے۔ آپ کیا کریں گے؟ یہ کہیں گے کہ دونوں آیتیں قرآن کی نہیں ہیں اللہ کے کلام میں نہیں ہیں اللہ کی طرف سے نہیں ہیں اگر آپ ایسا کہیں گے تو سارے قرآن سے ہاتھ اٹھالیں اور اگر آپ ان کو اللہ کا کلام کہتے ہیں تو پھر آپ یہ بتائیں کہ ان دونوں آیتوں کے مضمون میں اختلاف کیسے پیدا ہو گیا کہ وہاں جو فرمایا کہ آپ اپنی بیویوں کی رضا جوئی فرما رہے ہیں اور ان کی خواہش کے مطابق بات کر رہے ہیں اور جو بات خواہش کے مطابق ہو وہ تو وحی ہو ہی نہیں سکتی وہاں فرمایا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ تُوِيہ انھوں نے اس قسم کی تقریر، اس قسم کا سوال انھوں نے مجھے لکھ کر بھیجا میں اب کیا کہوں؟ میری نظر میں تو یہ ان کا استدلال اس قدر بڑا ہے اور اس قدر کمزور ہے اس کی طرف آدمی کا توجہ دینا بھی اس کے منصب کے خلاف ہے اس کو کوئی اہمیت دینا۔ میں سمجھتا ہوں کوئی ذی علم آدمی تو اس کو کوئی اہمیت دے گا ہی نہیں یہ کھلی ہوئی بات ہے۔

**جواب بالاختصار:** وہاں فرمایا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ رسول اپنی خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کرتے۔ ہوا سے مراد رسول کی خواہش نفس ہے اور رسول اپنی خواہش نفس سے بات کیوں نہیں کرتے تو اس کی وضاحت تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمادی کہ كَيْفَ يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ مَنْ لَيْسَ لَهُ الْهَوَىٰ جو خواہش نفس سے پاک ہیں وہ خواہش نفس سے بات کیسے کریں گے، خواہش نفس تو ان میں ہے ہی نہیں جب ان میں خواہش نفس ہے ہی نہیں تو خواہش نفس سے وہ بات کریں گے ہی نہیں جب خواہش نفس سے ان کی بات نہیں ہوگی تو ظاہر ہے پھر وہ وحی الہی ہوگی۔ اب ڈاکٹر کا یہ کہنا کہ تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَرْوَاجِكِ آپ اپنی بیویوں کی رضا جوئی میں لگے ہوئے ہیں تو جب بیویوں کی رضا جوئی کے لیے انھوں نے کلام کیا کہ میں فلاں چیز کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں تو یہ کلام تو بیویوں کی رضا جوئی کے مطابق ہوا ان کی خواہش کے مطابق ہوا یہ وحی کیسے ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ازواج مطہرات کی رضا جوئی یہ رسول کی خواہش نفس نہیں ہے، دونوں میں صاف فرق ہے بھئی جو چیز رسول کی خواہش نفس سے ہو وہ چیز وحی الہی نہیں ہوگی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ازواج مطہرات کی رضا جوئی کے لیے فرمانا کہ میں فلاں چیز کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں، اپنی خواہش نفس سے نہیں ہے بلکہ ازواج مطہرات کی رضا جوئی کے لیے ہے اور ازواج مطہرات کی رضا جوئی وہ تو حضور ﷺ کے حسن اخلاق کا نمونہ ہے، حسن معاشرت کی بنیاد ہے، حضور ﷺ کے لطف و کرم کا تقاضا ہے حضور ﷺ کی رافت اور رحمت کا مقتضاء ہے حضور رؤف ہیں حضور رحیم ہیں بِالْمُؤْمِنِينَ رءُوفٌ رَحِيمٌ (بارہ ۱۰۔ التوبہ آیت ۱۲۸) توجوعام مؤمنین کے ساتھ رؤف اور رحیم ہوں وہ ازواج مطہرات کے ساتھ کس قدر رحمت اور رافت فرماتے ہوں گے تو ازواج مطہرات کی رضا جوئی یہ تو حسن معاشرت کا ایک نمونہ

ہے حضور کے حسنِ اخلاق کا ایک بہترین پسندیدہ نقشہ ہے اور حضور کے حسنِ سیرت کا ایک چمکتا ہوا ماہتاب ہے حضور کے حسنِ اخلاق کا چمکتا ہوا آفتاب ہے۔ بھئی دیکھئے! اگر ایک دوست دوست کی جائز خواہش کے مطابق کوئی بات کرے تو بتائیے وہ حسنِ اخلاق کا تقاضا ہو گا یا نہیں ہو گا؟ تو ازواجِ مطہرات کی رضاجوئی کوئی ایسی چیز نہ تھی کہ جو معاذ اللہ عیب قرار پائے بلکہ بیوی کی جائز خواہش کا پورا کرنا یہ کیا ہے؟ یہ تو زوجیت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے اپنی بیویوں کی جائز خواہشات اور ان کی جائز تمنا پوری کرنا یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کو عیب کہا جائے اسی لیے رسول اکرم سید عالم ﷺ کے اس فعلِ مبارک کی اگر معاذ اللہ مذمت کی جائے تو پھر حضور ﷺ معصوم نہیں رہ سکتے کیونکہ ایک قابلِ مذمت فعل کسی سے سرزد ہو تو بتائیے عصمت کہاں رہے گی؟ تو لہذا یہ فرمانا کہ تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ ط آپ اپنی ازواجِ مطہرات کی رضاجوئی فرما رہے ہیں تو یہ حضور ﷺ کے حق میں ہے کوئی عیب کی بات نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مقدس شوہر ہونے کی حیثیت سے اپنی پاک بیویوں کی رضاجوئی حسنِ معاشرت، حسنِ معیشت، حسنِ اخلاق اور اپنی پاکیزہ سیرت کے تقاضوں کی تکمیل فرما رہے ہیں، اس میں عیب کی بات کونسی ہے؟ اور ایسا کلام کیونکر وحیِ الہی کے خلاف ہو سکتا ہے؟ ارے! وحیِ الہی کے خلاف تو وہ بات ہو جو کوئی اپنی نفسانی خواہش سے کرے تو حضور ﷺ نے تو نفسانی خواہش سے یہ بات ہی نہیں کی حضور ﷺ نے تو ازواجِ مطہرات کی رضاجوئی فرمائی تو اس کو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کے خلاف قرار دینا یہ کتنا بڑا ظلم ہے بلکہ یہ سمجھو! میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اس بات پر توجہ ہی نہیں کی کہ ازواجِ مطہرات کی رضاجوئی اور اپنی خواہش نفس ان کو ان دونوں میں کوئی فرق ہی نظر نہیں آیا تو اس لیے اگر غور کیا جائے اور واقعہ پر اگر نظر ڈالی جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بات فرمائی تھی وہ یوں کہئے کہ (حضور کی) اپنی پسند کی بات تھی اس کو ترک فرما کر ازواجِ مطہرات کی رضاجوئی فرمائی بھئی وہاں تو ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ جس بات میں خواہشِ نفس کا دخل ہو وہ وحی نہیں ہو سکتی۔ ٹھیک ہے؟ تو جو بات حضور ﷺ کی خود بھی پسندیدہ تھی (اسے ترک کر دینا) اس کو کوئی خواہشِ نفس کہہ سکتا ہے؟ میں نہیں کہوں گا میں اس لئے نہیں کہوں گا کہ میں حضور ﷺ کو خواہشِ نفس سے پاک مانتا ہوں۔ جو حضور ﷺ کی طبعی طور پر پسندیدہ چیز تھی اگر حضور ﷺ نے اس کو اپنے اوپر حرام فرمایا ازواجِ مطہرات کو خوش کرنے کے لیے تو اس میں حضور ﷺ کی اپنی خواہشِ نفس کہاں سے آئی؟ بھئی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اپنی خواہش کو حضور ﷺ نے پیچھے رکھ دیا اپنی خواہش کے مطابق تو حضور ﷺ نے کوئی بات ہی نہیں کی نہ کوئی عمل فرمایا وہ تو ازواجِ مطہرات کی خوشنودی کو انہوں نے سامنے رکھا اور ازواجِ مطہرات کی خوشنودی کو سامنے رکھنا یہ تو حسنِ معاشرت کا ثبوت دینا ہے حسنِ اخلاق کا مظاہرہ ہے اس کو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کے خلاف قرار دینا تو میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ان دونوں باتوں کا مفہوم اتنا واضح مفہوم تھا کہ ایک بچہ بھی اسے سمجھ سکتا تھا مگر اتنے بڑے محقق نے اس کو سمجھنے کی زحمت گوارا نہ فرمائی بہر حال آج تو میں اس پر گفتگو ختم کرونگا باقی کلام انشاء اللہ کل ہوگا۔

## الدرس الثانی

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ۝

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجُ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي تيسرى تاريخ ه اتوار كادن ه الْحَمْدُ لِلَّهِ هَم سب روزے

سے هیں الله تعالى باقى روزے بهى اپنى رحمت سے پورے كرائے سورة التحريم سے متعلق اختصار سے ذكر كرتے هوءے ميں نے عرض كيا تھا

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

اعتراض: الله رب العزت جل جلاله عمانواله نے اس آيت كريمه ميں جو حضور ﷺ كو خطاب فرمايا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (التحريم ايت ۱) تو اس سے يه ظاهري هوتا هے كه جن الفاظ ميں حضور عليه الصلوة والسلام نے اپنى ازواج مطهرات كى دل جوئى كے ليے ايك مباح

چيز كو اپنے اوپر حرام فرما ليا تھا تو حضور ﷺ كا وه فرمانا وحى الهى نهيں تھا كيونكه اگر وحى الهى هوتا تو تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ اس كے ساتھ درست نهيں هوتا كيونكه ازواج مطهرات كى جو خواهش هے وه وحى الهى كے منانى هے الله تعالى نے فرمايا اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحى ۝ (پاره ۲۷ آيت ۴ انجم) رسول كا نطق جو هے وه خواهش سے نهيں هوتا هے بلكه

وحى الهى سے هوتا هے اور جب ازواج مطهرات كى خواهشات اور ان كى رضايه ظاهري هے كه حضور ﷺ كى پاك بيويوں كى خواهش هے اور جو چيز خواهش هے وه وحى هو نهيں سكتى حضور ﷺ كا اس موقع پر جو بهى كلام تھا وه وحى الهى هو بهى

نهيں سكتا اور پہلى آيت سے ثابت هوتا هے كه وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحى ۝ تو ان دونوں آيتوں

ميں تعارض هے اور ان ميں اختلاف هے اور جب دو آيتوں ميں اختلاف هو تو معلوم هوا كه وه الله كا كلام نهيں كيونكه وَكَلِمَاتٍ

كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدُّوا فِيهِ اِخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ (پاره ۵ النساء آيت ۸۲) كسى كلام ميں اختلاف كا پايا جانا اس بات كى

دليل هے كه وه الله كا كلام نهيں هے۔ يه استفسار تھا۔۔۔

اسكے جواب كے سلسله ميں جو كچه مجھے لكهنا هے وه تو ايك عليه ده بات هے اور وه اس كى سمجھ كے مطابق يا اس

كى تحرير كا جو انداز هے اس كے موافق لكها جايگا ليكن جو اس كا جواب هے وه ميں آپ كو سمجھانا چاهتا هوں تاكه كسى

پڑھے لکھے مسلمان کے ذہن میں یہ خلجان پیدا نہ ہو۔

الہوی سے مراد: بات یہ ہے کہ وہاں جو فرمایا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وَخِي يُؤَخِي ۗ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کی کوئی بات شھوتِ نفسانی اور خواہشِ نفسانی سے نہیں ہوتی، تو رسول کی جو بات ہوتی ہے وہ رسول کی نفسانی خواہش سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی وحی سے ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ الہوی سے مراد رسول کی خواہشِ نفس ہے رسول کی خواہشِ نفس سے رسول کی بات نہیں ہوتی، رہا ازواجِ مطہرات کی رضاجوئی یا ان کی خواہش تو اس کا الہوی سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ الہوی سے تو رسول کی خواہش مراد ہے اور مَرَضَاتٍ اَزْوَاجِكِ يَهْتَدُونَ حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی رضاجوئی ہے اس کا تصور الہوی کے ساتھ ملا کر یہ ذہن میں قائم کر لینا کہ ازواجِ مطہرات کی رضاجوئی، ان کی خواہش پر مبنی ہے اور جو کلام خواہش ہے وحی نہیں ہوتا تو یہ بہت غلط بات ہے۔

کسی غیر نبی کی خواہش کا وحی الہی ہونا ممکن ہے: آپ کو معلوم ہو گا کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے بعض صحابیات نے عرض کیا کہ حضور ﷺ قرآن پاک میں جہاں بھی ذکر آتا ہے مردوں کا آتا ہے مثلاً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ (بارہ ۱ البقرة آیت ۴۳) اور ہم عورتیں بھی تو مسلمان ہیں ہم ایمان لائی ہیں ہمارا تو کوئی ذکر قرآن میں نہیں آتا تو ہماری خواہش ہے کہ ہمارا ذکر بھی قرآن میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے پھر مؤنث کے صیغوں کے ساتھ یہ آیتیں قرآن میں نازل فرمائیں مثلاً وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتَيْنَ الزَّكَاةَ (بارہ ۲۲ الاحزاب آیت ۳۳) تو اب اگر یہ بات کہی جائے کہ کسی کی خواہش کے مطابق کوئی کلام ہو تو وہ وحی نہیں ہوتا تو یہ بڑی لغو بات ہے ایمان والی عورتوں کی خواہش کہ ہمارا ذکر بھی قرآن میں آئے چنانچہ اللہ نے اس کے مطابق قرآن میں ذکر فرمادیا۔

اب یہ کہنا کہ ازواجِ مطہرات کی خواہش جس بات میں ہو وہ وحی نہیں ہو سکتی۔ اللہ کے بندو! عام ایمان والی عورتوں کی خواہش جس بات میں ہو وہ وحی الہی قرآن میں موجود ہے اب تم یہ کہتے ہو کہ ازواجِ مطہرات کی خواہش جس بات میں شامل ہو وحی نہیں ہو سکتی یہ کتنی جھوٹی بات ہے تو تم نے نہ قرآن کو پڑھا، نہ سمجھا، پھر یہ کتنی غلط بات ہے کہ کسی کی خواہش کا دخل ہو تو وحی الہی نہیں ہوتی۔ اللہ اکبر

آپ کو معلوم ہے کہ حضور تاجدارِ مدنی ﷺ پر ابھی تک حجاب کی آیتیں نازل نہیں ہوئی تھیں پردے کا حکم ابھی نہیں آیا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری انتہائی خواہش تھی کہ ہماری بات تو الگ رکھے، اللہ کے رسول ﷺ کی بیویوں کے لئے تو پردے کا حکم آجائے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی پاک بیوی حضرت سودہ بنت ذمعة رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی ضروریات کے لیے باہر تشریف لے گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے محض اس نیاں سے یہ بات کہی کہ اللہ کو غیرت آجائے اور اللہ اپنے رسول کی بیویوں کے لیے پردے کا حکم نازل

کردے کہ عَرَفْنَاكَ يَا سَوْدَةَ اے سودہ ! ہم نے آپ کو پہچان لیا کہ آپ سودہ جا رہی ہیں، سودہ حضور ﷺ کی بیوی کا نام تھا سودہ بنت ذمعة رضی اللہ تعالیٰ عنہا المؤمنین ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وہ نکلیں تو میں نے ان کو دیکھ کر کہا عَرَفْنَاكَ يَا سَوْدَةَ اے سودہ ہم نے آپ کو پہچان لیا میں نے اس لیے کہا کہ میری اس بات پر اللہ تعالیٰ پردے کا حکم نازل فرمادے۔ اب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حجاب کا جو حکم نازل ہوا وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش پر ہوا کہ نہیں ہوا؟ پھر وہ وحی الہی ہے یا نہیں ہے؟ او ظالمو! اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش پر کوئی حکم قرآنی نازل ہو جائے تو اس کے وحی الہی ہونے کا تم انکار نہیں کر سکتے، مؤمنات، صالحات، صحابیات کی خواہش کے مطابق مؤنث کے صیغوں کے ساتھ قرآن پاک میں آیتیں نازل ہو جائیں اس کے وحی الہی ہونے کا انکار نہیں کر سکتے یہ بتادو کہ ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی کے لیے جو آیات نازل ہوں وہ کیسے وحی الہی سے خارج ہو سکتی ہیں؟ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بالکل کورے ہیں اور قرآن کو جانتے ہی نہیں ہیں تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کے اس سوال کہ ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی کے بارے میں حضور ﷺ نے جو کلام فرمایا وہ وحی نہیں ہو سکتی کیونکہ وحی وہ ہے جو الہوی سے باہر ہو اور یہ تو ان کی خواہش کے مطابق بات ہوئی تو یہ وحی کیسے ہوئی بتائیے! اس کا یہ جواب ہوا یا نہیں ہوا؟ قرآن کی جو آیت میں نے پیش کی ان کی روشنی میں اس کا جواب ہوا یا نہیں ہوا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش پر پردے کی آیتیں اتریں کہ نہیں اتریں؟ اور مؤمنات کی خواہش کے مطابق قرآن میں آیتیں اتریں جن میں مذکر کے علاوہ مؤنث کا صیغہ بھی اللہ نے ارشاد فرمایا یہ ان کی خواہش کے مطابق آیتیں اتریں یا نہیں اتریں؟ ان آیتوں کو کیا کہو گے؟ تو حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی وحی الہی ہے اور جب یہ بات طے ہو گئی تو اب یہ کہنا کہ وَكَلَّمَكَ اللَّهُ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (بارہ ۵ النساء آیت ۸۲) تو اختلاف کثیر جہاں ہو بیشک وہ اللہ کا کلام نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں اختلاف ہے کہاں؟ یہ اختلاف تو خود پیدا کر رہا ہے یہ تیرا خود پیدا کردہ اختلاف ہے یہ تیرے اپنے ذہن کا اختلاف ہے یہ قرآن میں تو کوئی بھی اختلاف نہیں جب قرآن میں کوئی اختلاف نہیں تو یہ تیسری آیت محض ان دو آیتوں کو وحی الہی سے خارج کرنے کے لیے پڑھنا یہ انتہائی بے علمی کی دلیل ہے یہی کہہ سکتا ہوں اور کیا۔

شانِ نزول: اس واقعہ کی ایک تفصیل ہے جو بیان کرنی تو نہیں چاہیے تھی مگر اب چونکہ سورۃ التحريم کی آیت آگئی اور میں نے اس کا ترجمہ بھی کر دیا تو میں اگر اس کا پس منظر بیان نہ کروں تو آپ کے ذہن میں خلجان رہے گا کہ یہ بات کیا ہے؟ یہ واقعہ ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ عصر کی نماز کے بعد حضور ﷺ تمام ازواجِ مطہرات کے گھر میں تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے تشریف لے جاتے اور جب یہ آیت اتری ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ

مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ جِ تَبْتَعِي مَرَضَاتِ أَرْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ اس زمانے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نو (۹) ازواجِ مطہرات تھیں، عصر کے بعد حضور ﷺ نو ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے اور حضور ﷺ وہاں تشریف لے جا کر اور ازواجِ مطہرات کو اپنے شرف سے، اپنے کرم سے، اپنی برکتوں سے، اپنی رحمتوں سے نوازتے تھے اور جتنی دیر بھی حضور ﷺ کسی پاک بیوی کے پاس تشریف فرما ہوتے تھے۔ وہ وقت، وہ زمانہ تو اس بیوی کے لیے تمام کائنات کی نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہوتا تھا کہ سرکارِ جس وقت کسی کے پاس جلوہ گر ہوں تو وہ وقت کتنی بڑی عظیم نعمت ہے۔

۱۔ ایک مرتبہ اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضور ﷺ کی پاک بیوی ہیں ان کے کسی رشتہ دار نے شہد کا ایک کپا تحفے میں بھیجا تھا تو ان کی طبیعت میں تو یہ بات تھی کہ میں حضور ﷺ کو شہد پلاؤں گی لیکن جتنی دیر حضور ﷺ کے بیٹھنے کا وقت تھا اتنی دیر تو وہ شہد نہیں لائیں جب وہ وقت گزر گیا اور حضور ﷺ جانے کے لئے اٹھے تو عرض کیا حضور ﷺ ذرا میں شہد پیش کرتی ہوں آپ کا مطلب یہ تھا کہ آپ کچھ دیر زیادہ میرے پاس بیٹھیں چنانچہ انہوں نے اپنا یہ دستور بنا لیا کہ جب حضور ﷺ تشریف لے جاتے تو بس پھر وہ شہد پیش کر دیتیں اور وہ شہد بھی ایسے وقت پیش کرتیں کہ جو حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کا وقت ہوتا۔ حضور ﷺ تو رحیم ہیں کریم ہیں حضور ﷺ اپنی رحمت اور اہانت کے پیش نظر انکار نہیں فرماتے تھے اب اس بات کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتہ چلا، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو بڑا غضب ہو گیا کہ زینب نے تو عجیب کام کیا کہ حضور ﷺ جتنی دیر تشریف فرما رہتے ہیں تو وہ بیٹھی رہتی ہیں اور جب حضور ﷺ اٹھتے ہیں تو وہ شہد حضور ﷺ کو پیش کرتی ہیں اور یہ بات ہمارے لیے تو بڑی ناقابل برداشت ہے ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے انہوں نے مشورہ کیا کہ کسی طرح حضور ﷺ جو یہ شہد حضرت زینب کے گھر پیتے ہیں یہ پینا چھوڑ دیں کوئی ایسی صورت پیدا کرو تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نے مل کر یہ مشورہ کیا دوسری کچھ ازواجِ مطہرات کو جمع کیا اور کہا کہ جب حضور ﷺ تمہارے پاس تشریف لائیں جیسے کہ سرکار کی عادت کریمہ ہے کہ آپ عصر کے بعد سب کے پاس آتے ہیں تو اے سودہ! تمہارے پاس جب تشریف لائیں تو تم حضور ﷺ سے عرض کرنا کہ آپ کے دہن مبارک سے مغفیر کی بو آتی ہے مغفیر مغفورہ کی جمع ہے ایک گوند کو مغفور کہتے ہیں گرفت ایک درخت ہے اس درخت سے وہ گوند نکلتا ہے اس کی بو ذرا کچھ تیز ہوتی ہے عرب میں اکثر وہ درخت ہوتے ہیں اور لوگوں کی عادت ہوتی ہے وہ گوند پانی میں گھول کر پیا کرتے ہیں مگر اس میں ایک قسم کی بو ہوتی ہے سرکار کو تیز بو والی چیز بالکل پسند نہیں تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہا کہ جب حضور ﷺ تشریف لائیں اور تمہارے پاس آکر بیٹھیں تو فوراً کہنا کہ



حضور ﷺ آپ کے دہن پاک سے مغفیر کی بو آتی ہے حضور ﷺ فرمائیں گے کہ ہم نے تو مغفیر کھایا ہی نہیں یہ بو کہاں سے آتی ہے ہم نے تو زینب کے ہاں شہد پیا تھا تو اے ام سلمہ! تم یہی کہنا، اے سودہ! تم یہی بات کہنا، اے صفیہ! جب حضور ﷺ تشریف لائیں تو تم فوراً یہی بات کہنا۔ سب نے یہ طے کر لیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت بھولی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ڈرتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا کہ سودہ بھولنا نہیں جب حضور ﷺ تشریف لائیں تو یہ بات ضرور کہنی ہے اب حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتظار میں تھیں کہ حضور ﷺ تشریف لائیں تو میں یہ حضور ﷺ سے کہوں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو ابھی حضور ﷺ دروازے پر تھے اور عائشہ صدیقہ کا خوف مجھ پر ایسا طاری تھا کہ میں نے ارادہ کیا کہ وہیں سے کہہ دوں کہ حضور آپ کے دہن مبارک سے مغفیر کی بو آتی ہے پھر میں ٹھہر گئی میں نے کہا کہ اگر ابھی سے کہتی ہوں تو حضور ﷺ فرمائیں گے یہ کیا بات ہے ابھی تو میں آیا بھی نہیں، میں حضرت عائشہ کے خوف سے یہ چاہتی تھی کہ جیسے ہی حضور ﷺ تشریف لائیں تو میں دروازے پر حضور ہوں وہیں کہہ دوں چنانچہ جہاں جہاں بھی حضور ﷺ تشریف لے گئے یہی بات کہی گئی حضرت صفیہ، حضرت ام سلمہ، حضرت سودہ سب بیویوں نے یہی بات کہی آخر حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ فرمایا ہم نے تو مغفیر نہیں کھایا یہ تو ہم نے زینب سے شہد پیا تھا اب آپ لوگوں کو یہ بات پسند نہیں تو ہم شہد اپنے اوپر حرام کرتے ہیں۔

۲ - یہاں ایک اور روایت بھی ہے حضور ﷺ کی پاک بیوی حضرت ماریہ قبطیہ جو مقوقس نے حضور ﷺ کو ہدیہ بھیجی تھیں حضور ﷺ نے ان کو آزاد فرمادیا تھا اور آزاد فرما کر ان سے نکاح فرمایا تھا انھیں کے بطن پاک سے حضور ﷺ کے ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو اٹھارہ مہینے کے ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ روایت یہ ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری تھی سرکار وہاں جلوہ گر تھے انھوں نے کہا حضور میرے باپ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہیں مجھے اجازت دیں کہ میں وہاں چلی جاؤں۔ حضور ﷺ کسی کی دل شکنی نہیں فرمایا کرتے تھے تو آپ نے دل شکنی نہیں فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا آپ جاسکتی ہیں اتنے میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اتفاق سے آگئیں تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھوڑی دیر کے بعد واپس آگئیں ان کو یہ بات بڑی ناگوار گزری اور انھوں نے یہ کہا کہ حضور یہ میرا دن اور میری باری ہے اور ماریہ قبطیہ آپ کے پاس ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم غمگین نہ ہو بس اس کے بعد علیحدگی میں فرمایا کہ میں ماریہ کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں اور میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہو گئے ان کے بعد تیرے باپ عمر خلیفہ ہو گئے اور حضور ﷺ نے فرمایا یہ راز کی بات ہے کسی کو مت بتانا۔ اب جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سنا کہ ماریہ قبطیہ کو حضور ﷺ نے اپنے اوپر حرام کر لیا اور یہ بات بھی کہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پہلے خلیفہ ہونگے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونگے اور حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ راز کی بات فاش مت کرنا کچھ اتفاق ایسا ہوا کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جا کر کہہ دیا کہ

۱۔ حضور ﷺ نے شہد کو حرام کر دیا یا ۲۔ ماریہ قطیبہ کو حرام کر لیا اور یہ بھی کہ پہلے خلیفہ ابو بکر ہونگے دوسرے خلیفہ میرے باپ عمر ہوں گے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہہ دی جب یہ کہہ دی تو حضور سید عالم ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ حفصہ ہم نے ایک بات تم سے کہی تھی تم نے ہمارا راز فاش کر دیا اور تم نے یہ بات کہہ دی۔

دو باتیں فرمائیں تھیں پہلی بات حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حرام کرنے کی یا شہد حرام کرنے کی تو حضور ﷺ نے بیان کر دی مگر اگلی یہ بات حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہونے کی وہ حضور ﷺ نے بیان نہیں فرمائی اور اپنی بات کا ایک حصہ تو حضور ﷺ نے بیان فرما دیا کہ تم نے یہ بات کہی بقیہ حصہ حضور ﷺ نے ارشاد نہیں فرمایا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھبرا گئیں انہوں نے سمجھا کہ میں نے تو عائشہ کو بتایا تھا اور عائشہ کو میں نے منع بھی کر دیا تھا کہ کسی کو مت کہنا ہو سکتا ہے کہ عائشہ نے حضور ﷺ کو بتا دیا ہو تو کہنے لگیں مَنْ أَنْبَأَكَ أَيْ كُوكَس نے بتایا انکا خیال تھا کہ شاید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتا دیا ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ مجھے کون بتائے گا مجھے تو علیم وخبیر نے بتایا بس اس کے بعد پھر ایسا واقعہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں کو مخاطب فرما کر تنبیہ فرمائی اور فرمایا إِنَّ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ج (بارہ ۲۸ التحريم آیت ۴) اگر تم اللہ کی طرف توبہ کر لو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا کیونکہ تمہارے جو دل ہیں ایک طرف کو مائل ہو گئے ہیں ایک طرف کو جھک گئے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ إِنَّ تَتُوبَا مِیں جن دو بیویوں کا ذکر ہے وہ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ایک میری بیٹی حفصہ ہیں اور دوسری عائشہ ہیں۔

یہ آیتیں نازل ہو گئیں ان میں کتنے مسائل پیدا ہو گئے اب اس ڈاکٹر کی بات تو الگ رہی اس کا جواب تو دو لفظوں میں ہو گیا جیسے میں نے آپ کو سمجھایا لیکن اس واقعے کے سامنے آنے کے بعد کتنے مسائل پیدا ہو گئے اب ان مسائل کو سمیٹنے کے لیے ایک بڑا وقت درکار ہے پہلا مسئلہ تو یہ پیدا ہوا کہ

۱۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغفیر کھایا ہی نہیں تو ازواج مطہرات نے کیسے کہا کہ ہم کو آپ کے دہن پاک سے مغفیر کی بو آتی ہے جو بات ہو ہی نہیں وہ بات کہنا یہ تو جھوٹ ہے اور پھر وہ جھوٹی بات ایسی کہ جو رسول کی ذات کی طرف منسوب ہو مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (صحیح بخاری ج ۱) جس نے میری ذات

کے بارے میں جھوٹی بات کہی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے تو پہلا مسئلہ تو پیدا ہو گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو یہ بات کہی کہ حضور آپ کے دہن مبارک سے تو مغایر کی بو آتی ہے تو یہ بات واقعہ کے تو خلاف تھی اور یہ بات ہے حضور ﷺ کی ذات پاک کے متعلق بھٹی حضور ﷺ کا دہن مبارک، حضور ﷺ کا دہن پاک ہے؟ تو یہ بات حضور ﷺ کی ذات پاک سے منسوب ہوئی یا نہیں ہوئی؟ تو اگر کوئی خلاف واقعہ بات حضور ﷺ کی ذات پاک سے منسوب کرے اس کا ٹھکانا تو جہنم ہے تو یہ کیسے بات بنے گی یہ ہے پہلا مسئلہ -

۲ - اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمانا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (سورۃ النحریم) یہاں یہ سوال پیدا ہو گا کہ اللہ نے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ فرما کر اپنے نبی ﷺ کو ایک قسم کی تنبیہ فرمائی کہ آپ نے وہ چیز کیوں اپنے اوپر حرام فرمائی جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی تھی اب سوال پیدا ہو گا کہ یہ تنبیہ کس قسم کی ہے تنبیہ ہے؟ یا کیا ہے؟ عتاب ہے؟ عتاب ہے تو کس نوعیت کا ہے؟ پھر اس کے علاوہ امہات المؤمنین، ازواج مطہرات کے بارے میں جو نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں تو ہر ایک مسئلہ الگ الگ پورا وقت چاہتا ہے آج میں نے یہاں تک بات کی ہے اگلی بات انشاء اللہ پھر کہوں گا اللہ تعالیٰ سے دعا کریں -

## الدرس الثالث

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي چار تاریخ ہے پیر کا دن ہے الحمد لله ثم الحمد لله ہم سب روزے سے ہیں اے اللہ تو نے یہاں چار روزوں تک پہنچایا رمضان شریف کے پورے روزے اسی طرح رکھو اے اور جو معمولات ہیں پورے فرمادے آمین

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

عزیزان محترم ! میں دستور کے مطابق چند کلمات عرض کرونگا آج کی گفتگو ایک جملے کے متعلق ہو سکتی ہے وہ یہ کہ اس میں تو شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں یا بخاری شریف کی اور دیگر روایات کو سامنے رکھ کر یہ کچھ اختلاف بھی سامنے آتا ہے کہ بعض روایات میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حضور ﷺ نے شہد تناول فرمایا بعض روایات کے مطابق حضرت سودة رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تو بہر حال علی اختلاف الروایات یہ تو ایک حقیقت ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت سودة رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی پاک بیوی کے یہاں شہد تناول فرمایا اور وہ میں آپ کو بتا چکا ہوں صرف اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت کریمہ تھی کہ عصر کے بعد ہر پاک بیوی کے پاس تشریف لے جاتے اور کچھ دیر تشریف رکھتے۔ کیونکہ ہر بیوی کو حضور ﷺ سے انتہائی محبت تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ حضور میرے پاس زیادہ سے زیادہ ٹھہریں تو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یا حضرت سودة رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یا کسی اور بیوی نے جس کے پاس حضور ﷺ نے شہد تناول فرمایا وہ جب حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کا وقت آیا تو وہ پیالی میں شہد لے آئیں اور حضور ﷺ نے وہ شہد تناول فرمایا اور مقصد یہ تھا کہ حضور ﷺ کی ایک محبوب چیز ہے وہ حضور تناول فرمائیں اور اس بہانے میرے پاس زیادہ دیر ٹھہر جائیں۔ بس یہ زیادہ دیر ٹھہرنے والی بات یہی بنیاد تھی اسی بنیاد پر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایک ہلچل مچی اور انہوں نے کہا کہ انہوں نے (جن زوجہ نے شہد پیش کیا) جو ایک عجیب طریقہ اختیار کیا ہے اور حضور ﷺ کو اپنے پاس ٹھہرانے لگیں تو اس سے تو ہمیں حضور ﷺ کو چھاننا ہے اور اپنے قلب کو سکون پہنچانا ہے کیونکہ ہمارے قلوب تو اس بات سے سکون نہیں پاسکتے کہ ہمارے پاس کم ٹھہریں

اور انکے پاس زیادہ ٹھہریں یہ بات ہمیں تو گوارا نہیں ہو سکتی لہذا کوئی طریقہ ایسا ہونا چاہیے جس سے حضور ﷺ یہ طریقہ چھوڑ دیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں چنانچہ سب ازواجِ مطہرات نے یہ بات طے کی کہ حضور ﷺ جس زوجہ کے پاس تشریف لے جائیں ہر زوجہ یہی کہے کہ آپ کے دہن مبارک سے مغفیر کی بو آتی ہے تو حضور ﷺ یہی فرمائیں گے کہ ہم نے مغفیر تو کھایا نہیں البتہ زینب یا سودہ (جو بھی صحیح روایت ہے) کے ہاں شہد ضرور پیا ہے تو پھر حضور ﷺ یہ شہد کھانا چھوڑ دیں گے یہ جو زیادہ دیر ٹھہرنے کا موقع ہے یہ ختم ہو جائے گا اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں گے مقصد یہ تھا ، چنانچہ اس بنیاد پر سب ازواجِ مطہرات نے یہ بات کہی اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواجِ مطہرات کو مخاطب فرما کر فرمایا کہ اچھا تم خوش رہو ہم شہد نہیں کھائیں گے ہم نے شہد کو اپنے اوپر حرام کر لیا یا دوسری روایت کے مطابق جو میں نے کل بیان کی تھی کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری میں جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ سے اجازت لے کر اپنے والد ماجد عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزاج پر سی کے لیے گئی ہوئیں تھیں اور اس عرصہ میں حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئیں اور پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی واپس آگئیں اور جب انھوں نے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے یہاں دیکھا تو وہ بہت برہم ہوئیں، حضور ﷺ نے ان کی دل جوئی کی خاطر فرمایا کہ تم غم نہ کرو ہم نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے بہر حال حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ یا شہد کا واقعہ ہو۔

روایات میں دونوں قسم کے واقعات آتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ واقعہ بھی درپیش آیا ہو اور یہ واقعات بھی درپیش آئے ہوں اور ان سب واقعات سے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہو اور یہ ہر واقعہ اس آیت کا شان نزول قرار پایا ہو کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ایک آیت کے شان نزول میں کئی واقعات شامل ہو جائیں بہر نوع میں تطبیق کے طور پر یہ کہہ رہا تھا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہاں ہونا بہت ہی ناپسندیدہ ہوا اور ازواجِ مطہرات کو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور ﷺ کا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں شہد تناول فرمانا بہت ناگوار ہو اور اپنی اس ناگواری خاطر کی بنا پر یہ سارا سلسلہ انھوں نے بنایا آپ یہ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ جو کچھ بھی ہوا ازواجِ مطہرات کو جو احساس ہو اور اس بات سے انھیں جو ناگواری پیدا ہوئی وہ کیا بات تھی؟ وہ تو آپ سمجھ گئے ہونگے وہ بات یہ تھی کہ :-

رسول اللہ ﷺ کی محبت ہر زوجہ مطہرہ کو اس درجہ اتم واکمل تھی کہ کوئی زوجہ مطہرہ یہ گوارا نہیں

کرتی تھی کہ میرے محبوب میں دوسرا بھی شریک ہو اور اسی کو عربی زبان میں غیرت کہتے ہیں یہ غیرت جو ہوتی ہے اس کا جو منشاء ہے، منشاء کے معنی ہیں پیدا ہونے کی جگہ، یہ محبت ہوتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ کی اور ازواجِ مطہرات بھی تھیں مگر میں نے کبھی غیرت نہیں کھائی سوائے حضرت خدیجہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالانکہ ان کا انتقال ہو چکا تھا لیکن چونکہ حضور سید عالم ﷺ ان کا ذکر اس طرح فرماتے تھے کہ میں محسوس کرتی تھی کہ حضور ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت ہے۔ مجھے بڑی غیرت آتی تھی کہ میرے محبوب کے دل میں میرے سوا بھی دوسرے کی محبت اس درجے ہو تو مجھے یہ پسندیدہ نہیں ہے۔ تو محبت یہ غیرت کی بنیاد ہوتی ہے اور حدیث میں بھی آتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں غیور ہوں اور میں غیرت مند ہوں اور حضور نے فرمایا مجھ سے زیادہ غیرت والی ذات اللہ کی ہے اللہ سب سے زیادہ غیرت والی ذات مقدسہ ہے سب سے بڑا غیرت فرمانے والا اللہ ہے اور فرمایا پھر اللہ کے بعد غیرت فرمانے والا میں ہوں اور مؤمنوں کے اندر یہ محبت کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور اس غیرت کی جو بنیاد ہے یہ محبت ہے۔

**غیرت کے معنی:** مجمع بحار الانوار (یہ لغت حدیث کی بڑی مشہور اور نہایت ہی مستند کتاب ہے) میں لکھتے

ہیں **الْغَيْرَةُ كَرَاهَةُ الشَّرِكَةِ فِي الْمَحْبُوبِ** غیرت کے معنی ہیں محبوب میں کسی دوسرے کی شرکت کا ناپسندیدہ ہونا یعنی میرے محبوب میں کوئی دوسرا بھی شریک ہو جائے۔ بھٹی وہ تو میرا محبوب ہے تو جب میں اپنے محبوب میں کسی دوسرے کی شرکت کا تصور ذہن میں لاؤں گا تو یہی غیرت ہوگی (یعنی خلاف غیرت ہوگا) مجھے یہ بات ناپسند ہوگی کہ میرے محبوب میں کوئی غیر بھی شریک ہے تو غیر کی شرکت محبوب میں اس کو غیرت کہتے ہیں اور یہ کمال محبت کی بناء پر پیدا ہوتی ہے تو ازواج مطہرات کے اندر جو یہ غیرت کا جذبہ پیدا ہوا یہ **کمال حب رسول** کی بناء پر پیدا ہوا ہر زوجہ مطہرہ یہ چاہتی تھی کہ میرے محبوب میں بس میں ہی شریک رہوں کوئی غیر شریک نہ ہو اور یہ محبت کا تقاضا ہے اور غیرت کا مفہوم یہی ہے کہ **الْغَيْرَةُ كَرَاهَةُ الشَّرِكَةِ فِي الْمَحْبُوبِ** غیرت کے معنی یہ ہیں کہ محبوب میں غیر کی شرکت کا ناپسند ہونا تو ہر زوجہ مطہرہ کو سرکار کی اس درجے محبت تھی کہ ہر ایک طبعی طور پر، نفسیاتی طور پر یہی چاہتی تھی کہ میرے محبوب میں دوسرا شریک نہ ہو۔ اچھا اب دوسرے کے شریک نہ ہونے کا کیا مفہوم تھا یہ نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ چاہتی ہوں کہ کسی زوجہ مطہرہ کے حقوق پورے نہ ہوں بلکہ وہ چاہتی تھیں کہ جتنا تعلق رسول اللہ ﷺ کا ہم سے ہے اس سے زیادہ کسی سے نہ ہو۔ اب غور فرمائیں یہ بنیادی نکتہ ہے کہ جتنا حضور ﷺ کا قرب ہم سے ہے تو اس سے زیادہ قرب ان کا اپنی بیویوں میں سے کسی اور سے نہ ہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی یہی چاہتی تھیں کہ جتنا قرب ہم سے ہے اتنا اور کسی سے نہ ہو اور دوسری بیویاں بھی یہی چاہتی تھیں کہ جتنا قرب حضور ﷺ کو مجھ سے ہے اتنا اور دوسری بیوی سے نہ ہو کیونکہ غیرت کا تقاضا یہی ہے **الْغَيْرَةُ كَرَاهَةُ الشَّرِكَةِ فِي الْمَحْبُوبِ** کے معنی یہی ہیں اور یہی بات تھی جس نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برا بیچنے کیا اور حضور ﷺ نے جو شہد تناول فرمایا یا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر تھیں اور پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غیرت کھائی وہ اسی محبت کی بنیاد پر تھی۔ اب آپ یہ

فرمائیں کہ محبت رسول کی حقیقت کیا ہے؟ بتائیے؟ عین ایمان ہے یا نہیں؟ تو اب آپ بتائیں کہ جس کی منشاء عین ایمان ہو جس کی جڑ عین ایمان ہو تو ایمان کی شاخوں میں کفر آسکتا ہے؟ آپ سوچیں ایمان کی جڑ میں کفر کی شاخ لگ سکتی ہے؟ بھٹی گندم کے پودے میں جو کا سٹہ لگ سکتا ہے؟ اور آم کی گٹھلی کے پودے میں کھجور کا پھل نہیں لگ سکتا تو کیے ہو سکتا ہے کہ ایمان کی جڑ میں کفر کی شاخ لگ جائے۔ ایمان کیا ہے؟ حُبِّ رسول ﷺ۔ وہ حُبِّ رسول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اندر بھی علیٰ وجہ الکمال ہے وہی حُبِّ رسول حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اندر بھی علیٰ وجہ الکمال ہے اور وہی حُبِّ رسول ہر پاک بیوی کے دل میں ہے ہر پاک بیوی اسی تلاش میں رہتی ہے کہ کوئی ایسا موقع ملے کہ مجھے حضور سے کچھ مزید قرب نصیب ہو جائے اور اس کا تقاضا ہے محبت، اس کی بنیاد ہے محبت، اس کی اصل ہے محبت اور محبت عین ایمان ہے لہذا معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات نے جو کچھ بھی کیا وہ بتقاضائے ایمان کیا اب آپ یہ کہیں گے کہ ..... (پہلا سوال اور اس کا جواب) :-

ایسی بات حضور ﷺ کی طرف منسوب کی جو واقعہ کے خلاف تھی یعنی حضور کے دہن پاک سے وہ مغفور کی بو تو نہیں آتی تھی تو انہوں نے ایسی بات کہی اور یہ تو میں حدیث آپ کو سنا چکا ہوں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری ذات کی طرف وہ بات منسوب کی جو واقعی میں نہیں ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے تو بھٹی بعض شارحین نے اور محشین نے بخاری شریف اور دوسرے علماء محدثین نے یہاں تک تو لکھ دیا کہ یہ جو کچھ کہ بات کسی گئی بے شک حضور نے مغفور نہیں کھایا اور حضور ﷺ نے وہ گوند جو غرفت کے درخت سے بہتا ہے اور جم کر پھر لوگوں کے استعمال میں آجاتا ہے تو حضور ﷺ نے غرفت کے درخت کا وہ گوند واقعی نہیں کھایا تھا اور جب نہیں کھایا تھا تو اس کی تیزبو وہ بھی حضور ﷺ کے دہن پاک سے متعلق نہ تھی اس کے باوجود بھی ان کا یہ کہنا۔ تو بعض علماء نے تو یہ کہہ دیا کہ بے شک یہ بات واقعہ کے مطابق تو نہ تھی مگر کیونکہ یہ محبت رسول کی بنیاد پر کسی گئی لہذا اس کا مواخذہ نہیں ہوگا لیکن میں اس پر راضی نہیں ہوں میں اس جواب پر راضی نہیں ہوں میرے نزدیک اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ کیونکہ غرفت کے پودے جس کا وہ گوند مغفور کہلاتا ہے عرب میں بکثرت ہوتے تھے اور آپ کو معلوم ہے کہ جو درخت کسی جگہ ہوں شہد کی مکھیاں اسی درخت کی پتیوں کا عرق چوستی ہیں، یہ ٹھیک ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مختلف علاقوں کے شہد کا مزہ بھی مختلف ہوتا ہے بلکہ آپ اس ایک ہی جگہ کو لے لیجئے مکھیوں کا جو ایک گھر بنا ہوا ہوتا ہے اگر وہ کسی پھلوری میں ہو اس کی لذت اور خوشبو بالکل الگ ہوگی اور اگر وہ کسی باغیچے میں ہو جس قسم کا باغیچہ ہوگا مثلاً وہ باغیچہ آموں کا ہے تو اس کی خوشبو اور لذت دوسروں سے مختلف ہوگی اگر آپ نے کہیں ایسے باغیچے میں شہد کا چھتہ نکالا کہ جو کیونوں کا باغیچہ ہے اس کے شہد کی لذت اور خوشبو اوروں سے مختلف ہوگی یہ ایک حقیقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا، تو میں عرض کر رہا تھا کہ کیونکہ حجاز مقدس میں غرفت کے پودے بھی کثرت سے ہوتے تھے اور جب شہد کی

کھیاں وہ رس چوستی تھیں تو جو درخت ان کو زیادہ ملتے تھے انھیں درختوں کی پتیاں چوسیں گی تو جس درخت کی پتی چوسیں گی آپ بتائیں اس درخت کی خوشبو اور لذت اس کے چوسنے میں آئے گی کہ نہیں آئیگی؟ آئے گی۔ بس تو آپ سمجھ گئے مقصد یہ تھا کہ وہ شہد کی کھیاں غرقت کے پودے پر جا کر بیٹھیں اور یہی بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی تھی کہ حضور ﷺ نے وہ مغفور نہیں کھایا لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ شہد کی مکھی غرقت کے پودے پر جا کر بیٹھی اور وہاں اس نے اس کے پتے کا رس چوسا تو اس کا اثر تو شہد میں آنا ہوا اور جب شہد آپ نے تناول فرمایا تو جتنا خفیف سے خفیف اثر شہد میں آیا ہو گا اتنا ہی اثر حضور ﷺ کے دہن پاک سے محسوس ہوا ہو گا۔ بس یہ اس کا صحیح جواب ہے کہ اس میں یہ بات واقعہ کے خلاف نہ تھی واقعہ یہی تھا کہ وہ جو شہد کی کھیاں تھیں غرقت کے پودوں پر جا کر بیٹھتی تھیں ان کے پتوں سے عرق چوستی تھیں غرقت کے پتوں کا جو رس ان کے منہ میں جاتا تھا اس سے شہد بنتا تھا تو اس کی لذت اور اس کی خوشبو دونوں اس شہد میں شامل ہوتی تھیں اور جب شہد پینے والا پیتا تھا تو ضرور اس کا اثر اس کے منہ میں محسوس ہوتا تھا مگر وہ اثر شہد کی خوشبو میں شمار ہوتا تھا منہ کی یا دہن کی خوشبو سے یا بدبو سے اس کا تعلق نہیں تھا۔ ایک تو وہ بدبو ہوتی ہے جس کا تعلق کسی کے دہن سے ہو اور ایک وہ خوشبو یا بدبو ہے جس کا تعلق کسی ایسی چیز سے ہو جو آپ نے منہ سے کھائی ہو مثال کے طور پر کسی شخص نے مولی کھائی تو مولی کی بو اس کے منہ سے آئے گی یا نہیں آئے گی؟ لیکن وہ اس کے منہ کی بو نہیں ہے وہ مولی کی بو ہے اسی طرح اگر کسی شخص نے خوشبودار پھل کھایا تو وہ خوشبو اس کے منہ کی نہیں ہے بلکہ اس پھل کی ہے تو حضور ﷺ نے جب شہد تناول فرمایا وہ شہد کونسا تھا؟ جو شہد غرقت کے درخت کے پتوں کو چوس کر حاصل کیا گیا تھا اور اس کا مزاج اس کی خوشبو اس میں شامل تھی اور جب سرکار نے اس کو تناول فرمایا تو ممکن نہیں ہے کہ جب وہ شہد تناول کیا گیا تو اس کا کوئی اثر دہن پاک میں نہ پایا جائے تو جو کچھ بھی اثر پایا گیا وہی امر واقعہ ہے اور اسی کو بیان کیا جا رہا ہے لہذا خلاف واقعہ کوئی بات نہیں ہے اور ازواج مطہرات اس بات سے پاک ہیں کہ وہ خلاف واقعہ بات حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کی طرف منسوب کریں۔

تو جب حضور ﷺ اس واقعہ کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے حضور ﷺ جب تک بیٹھے رہے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا شہد نہیں لائیں جب چلنے لگے تو لے آئیں اب فرمایا لَا حَاجَةَ لِي مجھے کوئی حاجت نہیں ہے لَقَدْ حَرَمْنَاہُمْ نے اس کو حرام کر لیا حالانکہ غسل کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کو شہد بہت ہی مرغوب تھا اور شہد بہت ہی محبوب تھا۔ پھر مقصد کیا تھا؟ مقصد یہ تھا کہ اے ازواج مطہرات! چلو ہ شہد ہماری محبوب چیز ہے لیکن جب تم کو اس سے اسی غیرت کی بناء پر کراہت ہوتی ہے اور تم اس بات کو پسند نہیں کرتیں تو چلو، جس بات کو تم پسند نہیں کرتیں ہم نے اس چیز کو پسند نہیں کیا ہم نے اس کو ترک کر دیا۔ جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا لَقَدْ حَرَمْنَاہُمْ کیا بات ہوئی! ہم نے تو اس



شہد کو حضور ﷺ پر حرام کرا دیا اب کیسے زینب کھلائیں گی اور کیسے حضور کو اس طرح زیادہ بٹھائیں گی۔

ازواجِ مطہرات کی خوشنودی کو طلب کرنا اور اپنی بیویوں کی جائز خوشنودی کو طلب کرنا یعنی یہ کوئی ایسی بات تو نہ تھی کہ جو شرعاً حرام ہو۔ آپ غور فرمائیں بھئی کوئی شرعاً حرام تو نہیں تھی؟ یہ تو ایک حسنِ معاشرت کا پہلو ہوتا ہے اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ ہوتا ہے اور رافت و رحمت کا اظہار ہوتا ہے حضور ﷺ تو مجسمِ رؤف ہیں، مجسمِ رحیم ہیں اور حضور ﷺ کے اخلاقِ مبارکہ کی تو مثال پیش نہیں کر سکتے اور حضور ﷺ کے حسنِ معاشرہ کا تو تصور کہیں سے لا ہی نہیں سکتے تو ازواجِ مطہرات کی یہ جو رضا جوئی حضور ﷺ نے فرمائی وہ اپنے اخلاقِ کریمانہ کی بناء پر، اپنی رافت کی، اپنی رحمت کی بناء پر اور اس حسنِ معاشرت کی بناء پر کہ جس کو حضور ﷺ نے اسلام کے لیے ایک بنیادی حیثیت عطا فرمائی ہے لہذا اس میں حضور ﷺ کا کوئی گناہ نہیں اور ازواجِ مطہرات کا بھی کوئی گناہ نہیں جو کچھ انہوں نے کیا انتہائی غیرت کی بناء پر کیا، غیرت کا منشاء محبت ہے اور محبت رسول عین ایمان ہے اب دوسری بات انشاء اللہ کل کہوں گا اللہ سے دعا کریں اللہ کرم کرے، آمین

## الدرس الرابع

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبَتَّغَى مَرَضَاتِ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي پَانچ تَارِيخ هے منگل كادن هے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ هَم سب روزے سے هیں الله تعالى پورے رمضان شريف كے روزے نصيب فرمائے الله تعالى قادر هے اس كی رحمت بڑی وسیع هے اسی كی رحمت پر بھروسه هے۔

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

محترم حضرات ! سلسلہ كو مسلسل كرنے كے ليے مجھے يه عرض كرنه هے كه سورة التحريم كاشان نزول تو ميں آپ كے سامنے واضح طور پر ايك دفعه نهيں بلكه مكرر بيان كر چكا هوں جس كا خلاصه يه تها كه يا تو حضرت مارية قبطية رضی اللہ تعالیٰ عنہا كو حضور ﷺ نے حضرت حفصة رضی اللہ تعالیٰ عنہا كی دلجوئی كی خاطر اپنے اوپر حرام فرماليا يا ازواج مطهرات كی دلجوئی كی خاطر حضور ﷺ نے اپنے اوپر شہد كو حرام فرماليا كيونكه ازواج مطهرات يه نهيں چاہتی تھیں كه حضور ﷺ حضرت زينب رضی اللہ تعالیٰ عنہا كے ساتھ اتنی دير سے زياده ٹھهريں جتنی دير حضور ﷺ ہمارے پاس ٹھهرتے هیں، تو شہد كو يا حضرت مارية قبطية رضی اللہ تعالیٰ عنہا كو حرام فرمايا۔ اكثر روايات اور صحيح روايات شہد كے متعلق هیں۔

حضور سرور عالم ﷺ كو الله تعالى نے جو ظاہری باطنی علمی، عملی، جسمانی، روحانی كمالات عطا فرمائے تو حضور ﷺ تو ان كمالات كے پيش نظر مجسمہ كمال هیں مجسمہ جمال هیں مجسمہ رحمت هیں مجسمہ رافتت هیں اور حسن اخلاق كے الفاظ كے صحيح معنی اگر كوئی تلاش كرنا چاہے تو كائنات ميں نهيں مليں گے وه حضور ﷺ كی ذاتِ پاك ميں مليں گے صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا۔ اب يهاں سلسلہ كلام كو مسلسل كرنے كے ليے مجھے يه عرض كرنا تها كه يه جو اختلاف پيدا هوتا تها كه ازواج مطهرات نے خلاف واقعہ بات حضور ﷺ كی طرف منسوب كی اس كا جواب ميں كل دے چكا اور ميں نے بتا ديا كه ازواج مطهرات نے كوئی خلاف واقعہ بات حضور عليه الصلوة والسلام كی ذاتِ مقدسه كی طرف منسوب نهيں كی بلكه يه واقعہ هے اور يه حقيقت هے كه چونكه اس علاقے كی شہد كی كھياں مغافير كے درخت سے رس چوستی تھیں اور اس كی بو اور اس كے مزے كا اثر شہد ميں هوتا تها تو جو بهي شہد پيے تو ضرور

اس شہد سے اس بو کا احساس ہر شخص کو ہوتا تھا لیکن وہ شدت اور تیزی جو رسول کریم ﷺ کو ناگوار تھی اور وہ حضور ﷺ کی شان کے لائق نہیں تھی وہ تیزی بو اور مزے میں ہرگز نہیں پائی جاتی تھی اور ازواج مطہرات نے تو اس شدت کا ذکر بھی نہیں کیا صرف اتنا ہی کہا اِنَّا نَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرٍ بس اور یہ ایسی بات تھی کہ جو واقعہ کے خلاف نہ تھی جب خلاف واقعہ نہ تھی تو ازواج مطہرات پر سے یہ الزام ہٹ گیا کہ خلاف واقعہ بات کو انہوں نے حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کی طرف منسوب کیا یہ تو جواب اپنے مقام پر ہو گیا اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج اے نبی آپ نے اپنے اوپر اس چیز کو کیوں حرام فرمایا جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی۔ اگر کوئی اس آیت کا مفہوم ظاہر کے مطابق ذہن میں رکھتا ہے جیسا کہ زمحشری نے اس مقام پر بہت زہر اگلا ہے اور ایسی ہی باتیں زمحشری نے کہی ہیں جو شان نبوت اور شان عصمت کے قطعاً منافی ہیں اس نے نہایت نامناسب باتیں اس آیت کریمہ کے تحت لکھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی رسول نے اپنے اوپر اس کو حرام کر لیا اب آپ یہ بتائیں کہ یہ تو بالکل اللہ کی مخالفت ہے کہ اللہ ایک چیز کو ہمارے لیے حلال قرار دیتا ہے اور ہم کہیں کہ نہیں صاحب یہ تو حرام ہے یہ تو اللہ کا مقابلہ ہے اور اللہ جل جلالہ کے حکم کی نفی کرنا ہے۔

(دوسرا سوال) ایک حلال چیز کو جب کہیں کہ حرام ہے جب ہم نے اس حلال چیز کو حرام کیا تو حلال ہونا تو اللہ کے حکم سے تھا تو ہم نے اس حلال چیز کو حرام کیا تو ہم نے حرام کہہ کر اللہ کے حکم کی نفی کی یا نہیں کی؟

زمحشری کی گفتگو کا خلاصہ اس قسم کا ہے جو بڑا افسوس ناک ہے، بڑا دردناک ہے۔ جو مستشرقین ہیں اور یہود اسی طرح یہ لادین قسم کے لوگ، لاندہب قسم کے لوگ ہیں انہوں نے تو ایسی باتیں کیں تھیں کیونکہ وہ تو اسلام کے بھی دشمن ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بھی وہ معاند ہیں مگر دکھ اس بات کا ہے کہ اپنے ہی لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور مفسرین کہلاتے ہیں انہوں نے ایسی باتیں کر کے ان مستشرقین کو اور ان معاندین اسلام کو تقویت پہنچائی جنہوں نے اس آیت کریمہ کے یہی معنی بیان کئے کہ اللہ نے ایک چیز کو حلال کیا تھا اور رسول نے اس کو حرام کر دیا اور رب کی مخالفت کی اور اللہ کے حکم کی نفی کی جس چیز کو اللہ حلال کرے رسول کا یہ فرض ہے کہ اس کو حلال جانے لیکن جو چیز اللہ حلال کرے رسول اس کو حرام کر دیں یہ تو رسول کی شان کے لائق نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ کے حلال کو جو حرام سمجھے یا اللہ کی حلال کی ہوئی کسی چیز کو حرام سمجھے وہ تو کافر ہے جیسے اللہ کے حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے اللہ نے جس چیز کو حلال کیا اسے حرام سمجھنا یہ بھی تو کفر ہے۔ اللہ نے میتہ کو، دم کو، لحم الخنزیر کو اور مَا أَهْلًا بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ (بارہ ۲، البقرہ ۱۷۳) کو حرام کیا، نہیں کیا؟ بھٹی مردار حرام ہے یا نہیں ہے؟ خنزیر حرام ہے یا نہیں؟ اب اگر کوئی یہ کہے نہیں صاحب میں تو سمجھتا ہوں کہ خنزیر حلال ہے وہ کافر ہوگا یا نہیں ہوگا؟ اللہ نے میتہ کو حرام فرمایا اب کوئی شخص کہے کہ نہیں صاحب میں تو مردار کو حلال سمجھتا ہوں بولے! وہ کافر ہوگا یا

نہیں ہوگا؟ تو جس طرح اللہ کے حرام کو حلال کہنا کفر ہے اسی طرح اللہ کے حلال کو حرام قرار دینا بھی تو کفر ہے تو اگر اس آیت کا یہ مطلب لیا جائے کہ اللہ نے ایک چیز آپ پر حلال کی اور آپ نے اللہ کی حلت کے مقابلے میں اس کو حُرْمَت کا وصف دے دیا اور اللہ نے جو چیز حلال کی تھی آپ نے اس کو حرام کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ آپ نے کفر کیا تو بتائیے رسول اللہ ﷺ سے کفر ہو سکتا ہے؟ اللہ کے رسول سے کفر ہو سکتا ہے؟ تو یہ کتنا بڑا ظلم ہے کتنی بڑی زیادتی ہے اصل میں بات کو اس نے سمجھا نہیں۔ یہاں لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ کے یہ معنی نہیں ہیں جو ذمہ حشری نے سمجھے یا لاندہب اور بے دین معاندین اسلام نے سمجھ کر اسلام اور بانی اسلام ﷺ پر اعتراضات کئے یہ بات نہیں ہے اور آیت کا مطلب یہ نہیں ہے۔

آیت کا مطلب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب حضور سرور عالم ﷺ نے اس بات کو محسوس فرمایا

کہ مثلاً حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضور ﷺ کے پاس حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دن میں موجود تھیں اور ان کی موجودگی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گراں گزری تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی گرانی کو دور فرمانے کے لیے، ان کی رضا جوئی کی خاطر، کہ اگرچہ ماریہ قبطیہ میرے لیے حلال ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے لیے حلال کیا ہے، میری خوشی اور خوشنودگی اسی میں ہے کہ میں ان کو اپنی زوجہ ہی سمجھوں اور زوجیت ہی کے معاملات ان کے ساتھ برتوں یہی چیز مجھے محبوب ہے لیکن اے حفصہ! چونکہ تمہاری طبیعت پر گرانی ہوئی ہے لہذا میں اپنی پسندیدگی کو ایک طرف رکھتا ہوں اور تمہاری رضا جوئی کو میں مقدم رکھتا ہوں جو چیز میری پسندیدہ ہے میں اس کو پس پشت رکھے دیتا ہوں اور تمہاری جو رضا جوئی ہے اس کو میں مقدم خیال کرتا ہوں کہ تم راضی رہو، میری پسندیدگی بے شک پس پشت ہو جائے لیکن تمہاری رضامندی برقرار رہے۔ یہ کیا تھا حسن معاشرت کا ایک پہلو تھا اب جو حضور ﷺ نے فرمایا ہم ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر دیں اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ماریہ کو اللہ نے حلال کیا تو میں نے اللہ کے مقابلے میں اس کو حرام کر دیا نعوذ باللہ یہ تو مسئلہ بن گیا کہ اگر کسی مباح چیز کو کسی ناراضگی کے اظہار کی بناء پر یا کسی حکمت کی بناء پر کوئی اپنے اوپر حرام کرے اور یہ کہہ دے کہ مثلاً بھٹی گھر میں ایک فرد کو گھر کے دوسرے افراد کے ساتھ کچھ ناراضگی پیدا ہو گئی اور وہ ایک فرد روٹھ گیا اور گھر والوں سے اس نے کہا کہ بھٹی روٹی پانی مجھ پر حرام ہے تو یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ کے حلال کو میں نے حرام کر دیا اس کا مطلب ہے کہ میں نہیں کھاؤنگا اب مسئلہ یہ بن گیا کہ جو شخص کسی مباح چیز کو اپنے لیے حرام کہہ دے تو یہ نہیں کہ وہ حرام ہو جائے وہ حلال تو ہے لیکن اس مباح چیز کو، جائز چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا ایسا ہے جیسے کسی نے کسی کام کے کرنے یا کسی چیز کے کھانے کی قسم کھالی ہو کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں یہ چیز نہیں کھاؤنگا تو کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا بہ گویا ایک قسم کی یمین ہے۔ یہ اللہ کے حلال کو حرام کر دینا اور اللہ کا مقابلہ کرنا نہیں نعوذ باللہ بلکہ ایک قسم کی یمین ہے اور یمین کے معنی ہیں قسم۔ یہی

وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتا ہے تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَرْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ هَ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ج (التحریم آیت ۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے تمہاری قسموں کے حلال ہونے کا طریقہ تمہارے لیے بیان فرمادیا فَرَضَ بِمَعْنَى بَيَّنَّ، فَرَضَ بِمَعْنَى شَرَعَ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسموں کے کھولنے کا طریقہ بیان فرمادیا، اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسموں کے کھولنے کو مباح کر دیا، مشروع کر دیا۔ تو اس کا مطلب کیا ہوا؟ اس کا مطلب یہ ہوا آپ غور سے سنیں اور اپنے ذہن کے گوشوں میں اس کو محفوظ رکھیں بلکہ دل کے گوشوں میں۔ مقصد یہ تھا کہ اے محبوب ﷺ! ازواجِ مطہرات نے جو کوشش کی کہ آپ ماریہ کو ترک فرمادیں یا شہد کو چھوڑ دیں اور وہ اس لیے کہ ان کو یہ گوارا نہ تھا کہ ایک بیوی کو حضور ﷺ کے ساتھ زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور باقی بیویوں کو کچھ کم موقع ملے یہ چیز ان کو گوارا نہیں تھی تو آپ نے تو حسنِ اخلاق کی بناء پر ان کی پسندیدہ چیز کو مقدم رکھ لیا اور اپنی ناپسندیدگی کو آپ نے نظر انداز فرمادیا۔ تو یہ ٹھیک ہے کہ آپ مجسمہ حسنِ اخلاق ہیں لیکن بات یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات نے جو ایسا کر کے یہ صورت پیدا کی کہ آپ کو یہ فرمانا پڑ گیا کہ ہم نے ماریہ یا شہد کو اپنے اوپر حرام کر لیا یعنی ہم نہیں کھائیں گے تو یہ ایک قسم کی قسم ہو گئی۔ اب آپ بتائیں کہ حضور ﷺ کو شہد بہت پسند تھا یا نہیں تھا؟ اور حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اللہ کے محبوب نے ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی کی خاطر اپنی محبوب چیز کو ترک فرمادیا۔ یہ ہوا یا نہیں ہوا؟ اللہ کے محبوب ازواجِ مطہرات کے محبوب ہیں یا نہیں ہیں؟ اسی محبت کی بناء پر تو یہ سارا معاملہ ہوا کیونکہ ازواجِ مطہرات کی محبت یہ برداشت نہیں کرتی تھی کہ ہمیں جو فائدہ حضور ﷺ سے حاصل ہو مثلاً حضور ہمارے پاس تشریف فرما ہوں ہم حضور کا دیدار کریں تو ہمیں جو فائدہ حاصل ہو وہ کم ہو دوسری بیوی کو زیادہ فائدہ حاصل ہو محبت کی رو سے یہ گوارا نہ تھا اسی لیے تو یہ ساری بات ہوئی۔ تو گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے محبوب! آپ نے ازواجِ مطہرات کی خاطر اپنی محبوب چیز کو ترک فرمادیا جہاں تک آپ کی ذاتِ مقدسہ کا اور ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی کا تعلق ہے اور جہاں تک حسنِ معاشرت کا سوال ہے اور جہاں تک حسنِ اخلاق کی بنیادیں اور قدریں قائم ہوتی ہیں وہاں تک تو ظاہر ہے کہ آپ اس کام میں اور اس معاملے میں اور اس فیصلے میں آپ بالکل حق پر ہیں اور آپ نے جو کیا وہ حسنِ اخلاق کا مظاہرہ فرمایا لیکن اس میں ایک پہلو یہ ہے کہ آپ نے ازواج کی رضا کو مقدم رکھا اور اپنی محبوب چیز کو چھوڑ دیا تو اے پیارے حبیب! اگر آپ ازواج کے محبوب ہیں تو ہمارے بھی تو محبوب ہیں تو آپ نے ازواج کی خاطر اپنی محبوب چیز کو ترک فرمادیا تو میں آپ کا محبت ہوں آپ میرے محبوب ہیں محبت کو کب گوارا ہے کہ اس کا محبوب کسی کی خاطر اپنی محبوب چیز کو چھوڑ دے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے پیارے محبوب! آپ میرے محبوب ہیں میں آپ کا محبت ہوں آپ نے ازواج کی رضا جوئی کی خاطر اپنی محبوب چیز کو چھوڑ دیا اور اس بات کی طرف توجہ نہیں فرمائی کہ میرا رب جو میرا محبت ہے وہ میری محبوب چیز ترک کرنے کو کیسے گوارا فرمائے گا آپ نے ادھر توجہ نہیں فرمائی پیارے حبیب اگر

کچھ ناراضگی ہوگی تو ازواج سے ہوگی مجھ سے تو کوئی ناراضگی نہیں ہے میرے کہنے سے آپ شہد کھا لیجئے قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ج اللہ نے فرمایا کہ میرے محبوب اگر کوئی ناراضگی آپ کی ہوگی تو ازواج کے ساتھ ہوگی مجھ سے تو کوئی ناراضگی نہیں ہے تو میرے محبوب! میرے کہنے سے آپ شہد کھا لیجئے کیونکہ قسموں کے حلال ہونے کا جو طریقہ ہے ہم نے اس کو بھی مشروع فرمادیا۔

قسموں کے حلال ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ اگر کوئی قسم کھائے اور پھر وہی کام کرے تو پھر وہ کفارہ دے دے

حضور نے کفارہ دیا یا نہیں دیا؟ حضور نے تو اللہ کے فرمان کے مطابق پھر اپنی محبوب چیز کو اختیار

فرمایا کیونکہ اللہ نے جو فرمادیا لیکن حضور ﷺ نے پھر کفارہ دیا یا نہیں دیا؟ تو یہاں دو قول ہیں ایک قول حسن بصری کا، ایک مقاتل کا۔ مقاتل نے کہا کہ حضور نے کفارے میں ایک غلام آزاد کیا۔

حسن بصری نے کہا کہ حضور ﷺ نے کوئی کفارہ نہیں دیا نہ کوئی غلام آزاد کیا، نہ کسی اور طریقہ سے کفارہ دیا۔

بعض لوگوں نے حسن بصری کے قول کو ترجیح دی اور بعض نے مقاتل کے قول کو ترجیح دی بعض نے کہا واقعی

حضور نے کفارہ دیا مقاتل کا قول ہے اور بعض نے کہا حضور نے کوئی کفارہ نہیں دیا حسن بصری کا قول ہے اور

میں کہتا ہوں دونوں ٹھیک ہیں: اگر حضور ﷺ نے کفارہ دیا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کفارہ جو تھا

وہ جنت کا کفارہ تھا نہیں کیونکہ جنت تو کہتے ہیں گناہ کو اور حضور ﷺ تو معصوم ہیں پھر یہ کہ حضور ﷺ نے خود تو شہد

کھایا بھی نہیں جس چیز کی حضور ﷺ نے قسم فرمائی تھی آپ نے خود تو توڑی بھی نہیں بھئی! کھایا تو اللہ کے حکم سے

کھایا تو کفارہ دے تو اللہ دے، حضور ﷺ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ کفارہ دیں اور اللہ کفارہ سے پاک ہے، اللہ تو

کفارے سے پاک ہے تو لہذا حقیقتاً حضور ﷺ پر کفارہ نہیں آتا اور اگر بالفرض حضور نے دیا مقاتل کے قول کے مطابق

تو اس لیے نہیں دیا کہ وہ جنت کا کفارہ تھا بلکہ وہ امت کی تعلیم کے لیے دیا کہ اگر قسم کھانے کے بعد پھر وہ کام کرو تو ایسا

کرو جیسا میں کر رہا ہوں اور امت کی تعلیم کے لیے کیا۔ تو حسن بصری کا قول بھی ٹھیک ہے اور مقاتل کا قول بھی

ٹھیک ہے لیکن حضور ﷺ پر کوئی حرف نہیں آتا۔ اب اس کے بعد میں اس بات کو یہاں تک چھوڑ دیتا ہوں کہ حضور سید

عالم جناب تاجدار مدنی محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی کسی حلال کی ہوئی چیز کو اس طرح حرام نہیں فرمایا کہ اس کی حلت

کی نفی فرمادی ہو نعوذ باللہ نعوذ باللہ۔ حضور ﷺ اس سے پاک ہیں کسی مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ اللہ کی حلال

کی ہوئی چیز کی حلت کی نفی کر دے وہ تو پھر خدا کا مد مقابل ہو گیا اب اس کے بعد آپ کو یہ بتاؤں کہ حضور سرور عالم

ﷺ نے جو فرمایا کہ قَدْ حَرَّمْنَاہُمْ نے شہد کو اپنے اوپر حرام کر لیا اس سے پہلے یہ مسئلہ نہیں تھا اس کے بعد یہ مسئلہ

ہو گیا۔ کیا اصل بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تو ایک ایک ادا سے دین پیدا ہوتا ہے دین کا مرکز حضور ﷺ ہیں، دین کا

منبع حضور ﷺ ہیں، دین کا منشاء حضور ﷺ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ حضور ﷺ سورج ہیں دین اس کی شعاعیں ہیں

حضور ﷺ جو کہیں وہ دین ہے، جو وہ کر دکھائیں وہ دین ہے تو اس سے پہلے یہ مسئلہ نہیں تھا جب حضور ﷺ نے فرمایا شہد کے بارے میں یا ماریۃ قبطیۃ کے بارے میں کہ قَدْ حَرَمْنَاہُمْ نے اس کو حرام کر لیا تو حضور ﷺ کے اس فرمانے سے یہ مسئلہ پیدا ہو گیا کہ اگر کوئی اللہ کی مباح کی ہوئی چیز کو مباح سمجھتے ہوئے کہے کہ میں نے اس کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو اس کا یہ کہنا پھر یمین ہو جائے گا اس سے پہلے یہ یمین نہیں ہوتا تھا حضور ﷺ کے اس فرمانے کے بعد وہ یمین ہو گیا قسم ہو گیا کیونکہ حضور ﷺ کی اداؤں کے سانچے میں دین ڈھلتا ہے وہ قسم ہو گئی اور اب قسم توڑنے کا کفارہ اُس شخص پر لازم آئے گا جو کسی مباح چیز کے بارے میں یہ کہے کہ میں نے اس چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور پھر اس کے بعد اُس کو کھائے یا اُس کو استعمال کرے تو اس کو کفارہ دینا پڑے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کا کسی مباح چیز کو حرام کرنا یہ ایسا ہے جیسا کہ قسم کھانا اور قسم کو توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے لہذا کسی حلال چیز کو حرام کہنے کے بعد پھر جب وہ اس کو استعمال کرے گا تو کیونکہ حرام کہنا قسم تھا تو اب اس کو کفارہ دینا ہو گا اور حضور سرور عالم ﷺ کے بارے میں میں نے آپ کو حسن بصری کا قول بھی بتا دیا اور مقاتل کا قول بھی بتا دیا اور دونوں کی توجیح بھی آپ کے سامنے پیش کر دی باقی انشاء اللہ کل اگر زندگی رہی۔

## الدرس الخامس

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبَتَّغِي مَرَضَاتِ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي چھ تاریخ ہے بدھ کا دن ہے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ہم سب روزے سے ہیں اے اللہ تعالیٰ تو نے یہ چھ روزے رکھوائے باقی رمضان شریف کے سب روزے پورے کروادے اور

سب معمولات دستور کے مطابق پورے ہو جائیں اور اے اللہ تو اپنی رحمت سے شرف قبولیت بھی عطا فرما آمین

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

محترم حضرات ! سورة التحريم كى آيات طيبه سے متعلق جو گفتگو كا آغاز هوا وه مسلسل چل رہا ہے اور آج جو بات مجھے کہنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج اے نبی محترم ﷺ! آپ نے اپنے اوپر اس چیز کو کیوں حرام فرمایا جو ہم نے آپ کے لیے حلال فرمائی تھی تَبَتَّغِي مَرَضَاتِ أَزْوَاجِكَ ط آپ اپنی ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی فرماتے ہیں وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه اور اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے پہلے تو مجھے یہ بتانا ہے کہ ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی تو سرکار نے ضرور فرمائی لیکن یہ آپ یاد رکھیں کہ ازواجِ مطہرات کی رضا میں کوئی ایسی چیز شامل نہیں تھی جو شرع کے خلاف ہو بلکہ ازواجِ مطہرات کی رضا سر اپا منحصر تھی رسول اللہ ﷺ کی کمالِ محبت پر۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ ازواجِ مطہرات میں سے ہر پاک بیوی یہ چاہتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے جو قرب دوسری بیویوں کو حاصل ہو تو ہمارے قرب میں اس سے کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ ایک بیوی سے جو قرب ہو تو دوسری بیوی یہ چاہتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس بیوی سے کم قرب مجھے حاصل نہ ہو اور ہر بیوی اپنا حق سمجھتی تھی۔ وہ ازواجِ مطہرات قیامت تک پیدا ہونے والے مسلمانوں کی مائیں ہیں، محترمت ہیں، وہ مطہرات ہیں اُن کا یہ جذبہ، ان کی یہ رضا، ان کی یہ مرضی، ان کی یہ نیک پاک اور طیب و طاہر خواہش کہ ہم میں سے کسی کو حضور ﷺ کے قرب میں کمی نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ جتنا قرب کسی دوسری بیوی کو حاصل ہے ہمیں اس سے کچھ کم ہو، نہیں بلکہ ہمیں جو قرب حضور ﷺ سے حاصل ہو وہ دوسری بیویوں سے کسی حال میں کم نہ ہو۔ ان کی یہ خواہش ان کی یہ تمنا، ان کی یہ آرزو، ان کی یہ رضا، ان کی یہ مرضی، یہ رسول اللہ ﷺ کے کمالِ محبت پر مبنی تھی اور جذبہ غیرت کا تو دارومدار ہی محبت پر ہے کیونکہ میں نے غیرت کے معنی جو بیان کئے تھے مجمع بحار الانوار میں یہ معنی لکھے ہیں



الْغَيْرَةُ كَرَاهَةُ شِرْكَةِ الْغَيْرِ فِي الْمَحْبُوبِ غَيْرَتِ كے معنی اپنے محبوب میں غیر کی شرکت کو ناپسند کرنا۔ یہی الفاظ مجمع بحار الانوار میں ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لغت حدیث کی کتابوں میں انہی لغات کے معنی بیان کئے جاتے ہیں کہ جو لغات حدیث میں استعمال ہوتے ہیں۔ تو لفظ غیرت بار بار احادیث میں استعمال ہوا ہے اس لیے لفظ غیرت کے معنی کتب غریب الحدیث میں جو بیان کئے گئے وہ یہ ہیں الْغَيْرَةُ كَرَاهَةُ شِرْكَةِ الْغَيْرِ فِي الْمَحْبُوبِ غَيْرَتِ كے معنی اپنے محبوب میں غیر کی شرکت کو ناپسند کرنا۔ اپنے محبوب میں غیر کی شرکت کی ناپسندیدگی اور محبوب میں شرکت غیر کی ناگواری، یہ کیا ہے؟ یہ ہے غیرت اور ظاہر ہے یہ غیرت محبوب سے متعلق ہے اور محبوب جب تک ہوتا ہی نہیں جب تک کہ وہ مرکزِ محبت نہ ہو اور یہ ناگواری یہ کمالِ محبت کی بناء پر پیدا ہوتی ہے جتنی کسی کو کسی سے محبت ہوگی اسی قدر اس کے حق میں غیرت بھی پائی جائے گی مجھے حضرت سیدی شرف الدین ابو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اشعار یاد آئے جو اسی معنی میں انھوں نے فرمائے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم

وہ فرماتے ہیں کہ میری غیرت کا یہ عالم ہے کہ اگر میرا بس چلے تو اس اپنی آنکھ کو یہ اجازت نہ دوں کہ یہ میرے محبوب کو دیکھے آنکھ کی بجائے میں خود ہی دیکھوں

گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

اور میرا بس چلے تو کان کو یہ موقع نہ دوں کہ وہ میرے محبوب کی بات سننے میں خود ہی سنوں کان کون ہوتے ہیں، محبوب کی بات سننے میں مجھے یہ کان کی شرکت بھی گوارا نہیں اور محبوب کا چہرا دیکھنے میں آنکھ کی شرکت بھی گوارا نہیں۔ آگے ایک جگہ انھوں نے فرمایا

ہد یہ زلف تو گر ملک دو عالم بد ہند

یعلم اللہ کہ سرے موئے تو دیدن ندہم

فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب! اگر تیری زلف کا ہدیہ دونوں عالم کا ملک بھی کوئی مجھ کو دے اور کہے کہ دونوں عالم لے لو اور محبوب کی زلف دے دو، دنیا بھی آخرت بھی سارے ملک لے لو اور محبوب کی زلف دے دو۔ فرماتے ہیں

یعلم اللہ کہ سرے موئے تو دیدن ندہم

اگر دونوں جہان کے ملک مجھ کو محبوب کی زلف کے ہدیے میں دیئے جائیں تو یعلم اللہ، یہ یعلم اللہ جو ہے یہ قسم کے معنی میں ہیں یعنی اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں دونوں جہان کے ملکوں کے بدلے میں تیری زلف کا دینا تو درکنار،

یعلم اللہ کہ سرے موئے تو دیدن ندہم

خدا کی قسم میں تو کسی کو تیری زلف کے ایک سرے کو دیکھنے بھی نہ دوں کیا اچھا مقطع فرمایا ہے

شرف گرباد وزد بو زے زلفش ببرد

باد را نیز دراین دہر وزیدن ندہم

فرماتے ہیں۔ اے شرف الدین بو علی قلندر! اگر ہوا چلے اور میرے محبوب کی زلف کی بو کو پھیلائے، تو وہ محبوب کی زلف کی خوشبو تو سب سونگھیں گے تو میری غیرت تو برداشت نہیں کرے گی کہ میرے محبوب کی زلف کی بو اور لوگ سونگھیں، میری غیرت یہ برداشت نہیں کرے گی

شرف گرباد وزد بو زے زلفش ببرد

باد را نیز دراین دہر وزیدن ندہم

تو میرا قابو چلے (بس چلے) تو ہوا کو اس دہر میں چلنے ہی نہ دوں کہ یہ ہوا جب چلتی ہے تو میرے محبوب کی زلف کی خوشبو کو پھیلاتی ہے اور لوگ سونگھتے ہیں تو میری غیرت کب تقاضا کرے کہ میرے محبوب کی زلف کی بو اور لوگ سونگھیں، میری غیرت تو برداشت نہیں کرتی سبحان اللہ!

اب آپ نے اندازہ فرمایا ہو گا کہ غیرت کا کیا مفہوم ہے ارے میری غیرت کا تو عالم یہ ہے کہ آنکھ کو بھی الگ کر دوں اس کو دیکھنے نہ دوں، محبوب کا چہرہ میں خود ہی دیکھوں اور کان کو بھی الگ کر دوں تو کون ہوتا ہے میرے محبوب کی بات سننے والا، میں خود ہی سنوں میری غیرت کا یہ عالم ہے کان کی شرکت بھی گوارا نہیں، آنکھ کی شرکت بھی گوارا نہیں سبحان اللہ تو پتہ چلا **الْغَيْرَاتُ كَرَاهَةُ شِرْكَةِ الْغَيْرِ فِي الْمَحْبُوبِ** غیرت کے معنی ہی یہ ہیں کہ محبوب میں کوئی غیر نہ شریک ہو جائے یہی غیرت ہے اور یہ کمالِ محبت سے پیدا ہوتی ہے تو ازواجِ مطہرات کی غیرت کا تقاضہ یہ تھا، ہر پاک بیوی یہ چاہتی تھی کہ بس حضور ﷺ میرے ہی ہو کر رہیں اسی لیے ازواجِ مطہرات نے یہ تدبیر سوچی کہ حضور ﷺ وہاں شہد پینا چھوڑ دیں یہ غیرت کا جذبہ تھا جس نے ان کو ابھارا اور وہ جو کچھ بھی بات ہوئی وہ جذبہ غیرت کی بناء پر ہوئی اور جذبہ غیرت کمالِ محبت پر مبنی ہے اور **کمالِ محبتِ رسولِ حقیقتِ ايمانِ ہے** لہذا ازواجِ مطہرات کی جو مرضی، جو رضا اور جو خواہش تھی وہ محبتِ رسول پر مبنی تھی اور جو چیز حبِّ رسول پر مبنی ہو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت اور کوئی بہتری ہو ہی نہیں سکتی لہذا ازواجِ مطہرات کی رضا کو شرع کے خلاف کہنے والے کے منہ پر ہم ٹف کرتے ہیں ازواجِ مطہرات کی رضا ہرگز ہرگز شرع کے خلاف نہ تھی بلکہ وہ تو کمالِ جذبہ محبت و غیرت پر مبنی تھی ازواجِ مطہرات پر کوئی حرف نہیں آتا بلکہ ان کا کمال ثابت ہوتا ہے اب ایک بات یہ ہے کہ جب ان کی غیرت بھی اچھی تھی اور ان کی غیرت میں شرع کے خلاف کوئی بات نہیں پائی جاتی تھی تو اب اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ **تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ** ط آپ تو اپنی بیویوں کی رضا جوئی فرما رہے ہیں۔ یہ کیوں فرمایا؟ اس کی وجہ میں کل بتا چکا ہوں کہ اے میرے محبوب! آپ ان کے محبوب ہیں تو ہمارے بھی تو محبوب ہیں ان کی رضا کو آپ نے آگے

رکھ لیا اور ہماری رضا کی پرواہ ہی نہیں فرمائی ہماری رضا تو یہ ہے کہ ہمارا محبوب اپنی محبوب چیز کو ترک نہ کرے تو آپ نے ان کی رضا کو آگے رکھ لیا کہ وہ راضی ہو جائیں اور آپ نے ادھر التفات نہیں فرمایا کہ آپ ہمارے محبوب ہیں اور ہم کو کب گوارا ہے کہ ہمارا محبوب کسی کی خاطر اپنی محبوب چیز کو چھوڑ دے لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج اور یہ حقیقت ہے کہ حضور نبی اکرم تاجدارِ مدنی ﷺ کے ساتھ جب بھی اس قسم کا معاملہ ہوا ہے جس کو لوگ کیسے کیسے ناپاک لفظوں سے تعبیر کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ معاذ اللہ . اللہ نے رسول کو ڈانٹ پلائی اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَآتُوبُ إِلَيْهِ

**مخاطبت میں عظمت کا اظہار:** میں کہتا ہوں جب کسی کو ڈانٹا جائے تو آپ ایمان سے کہیں کہ جس کو ڈانٹا جائے گا تو ڈانٹنے کے لیے جب ہم اس کا نام لیں گے تو کیا اس کا نام کمال اکرام اور کمال اعزاز اور کمال عظمت کے ساتھ لیں گے؟ بھئی! ڈانٹنے کے لیے کسی کا نام لیا جائے تو اس کے نام کے ساتھ کوئی عظمت کا لفظ نہیں ہوتا بلکہ وہاں تو ناراضگی کے اظہار کے لیے اس کا نام ایسے انداز سے لیا جاتا ہے کہ جس میں اس کی مذمت ظاہر ہو اور نام لے کر عظمت کا اظہار کیا جائے پھر ڈانٹا جائے، یہ کوئی بات نہ ہوئی؟ اگر یہ بات ہوتی جیسے لوگ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ اللہ نے ڈانٹ پلائی تو پھر تو یہ نہ ہوتا کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ، کیونکہ مخلوق کے لیے النَّبِيُّ سے بڑھ کر تو کوئی عزت کا لفظ جہاں میں ہے نہیں، تو يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ کے لفظ سے ارشاد فرمانا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ محبوب کی ادنیٰ بے توجہی پر محبت بھرا شکوہ فرما رہا ہے کہ پیارے حبیب! آپ نے ادھر تو توجہ نہیں فرمائی آپ کی تو توجہ ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی کی طرف ہو گئی تو ہماری طرف بھی توجہ فرمائی ہوتی کہ آپ ہمارے محبوب ہیں اور آپ کی محبوب چیز کا ترک ہونا ہمیں کب گوارا ہے تو يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج اے پیارے حبیب! اے محبوب! اے مسند نبوت کو زیب دینے والے محبوب! اے مسند نبوت پر جلوہ گر ہونے والے محبوب، اے کمالاتِ علمیہ اور عملیہ سے متصف ہونے والے محبوب! لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج جو چیز اللہ نے آپ کے لیے حلال فرمائی آپ کسی کے لیے اس کو اپنے اوپر کیوں حرام فرماتے ہیں کیونکہ آپ کی محبوب چیز کا آپ سے چھوٹنا یہ آپ کی تکلیف کا باعث ہے اور ہمیں آپ کی تکلیف گوارا نہیں۔ آپ کو ازواجِ مطہرات کی تکلیف گوارا نہیں ہے ہمیں آپ کی تکلیف گوارا نہیں ہے آپ قرآن کریم میں رسول کریم سید عالم ﷺ کے عتاب کے مسئلے پر غور کریں تو ہر جگہ آپ کو یہی صورت ملے گی۔ اٹھارہ آیتیں میں نے جمع کیں ہیں جن میں عتاب کا مفہوم ہے اور پھر اس عتاب پر میں نے لغتِ عرب سے کلام کیا ہے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں میں نے اس کی وضاحت کی ہے اس میں ایک آیت یہ بھی ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج بہر حال خیر اب وہ تفسیر کی باتیں تو میں یہاں نہیں بیان کر سکتا وہ تو خاص اہل علم حضرات کے لیے ہیں اور آپ جتنے بھی میرے احباب ہیں سب بے شک اہل علم ہیں لیکن آپ کو تفسیر کے

سے ذوق نہیں ہے اس لیے اگر میں ان تمام چیزوں کو بیان کروں تو وہ آپ کے لیے ایک چیتا بن کر رہ جائیگا تو اس لیے جو بات آپ کے کام کی تھی وہ میں نے کہہ دی اب یہ بات واضح ہو کر سامنے آگئی کہ ازواجِ مطہرات کی رضا کو بے شک حضور ﷺ نے تلاش فرمایا لیکن ان کی رضا میں کوئی عمل خلافِ شرع نہیں تھا بلکہ ان کی رضا کا مدار حضور ﷺ کی محبت اور غیرت تھی اور یہاں جو اللہ تعالیٰ نے محبت بھرا شکوہ فرمایا وہ اس بنا پر تھا کہ ہم آپ کے محبت ہیں اور جب آپ اپنی محبوب چیز کو چھوڑیں گے تو آپ کی وہ تکلیف ہم سے کب گوارا ہوگی اس لیے ہم آپ کو فرماتے ہیں کہ آپ نے قسم کھالی کہ ہم شہد نہیں کھائیں گے تو ارشاد فرمایا قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ج (آیت ۲۰ التحريم) محبوب قسم کھالی تو کوئی بات نہیں ہے ہم نے قسم کھولنے کا راستہ مقرر کر دیا ہے اور اس کا طریقہ بیان کر دیا ہے اور آپ تو امت کے پیشوا ہیں آپ جو کچھ بھی کریں گے وہی دین بن جائیگا آپ کی اداؤں کے سانچے میں ہی تو دین ڈھلتا ہے آپ کسی چیز کے نہ کھانے کی قسم کھالیں وہ یمین ہوگئی کیونکہ آپ کا عمل ہے اب اگر آپ کفارہ دے دیں تو یہ اس لیے نہیں کہ آپ معاذ اللہ گناہ گار تھے لہذا گناہ کے بدلے میں کفارہ دے دیا، آپ تو معصوم ہیں اگر آپ کفارہ دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ امت کو طریقہ بتائیں گے کہ اگر قسم کھا کر توڑا جائے تو اس کا پھر یہ طریقہ ہے یہ تعلیم امت کے لیے ہے إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (حدیث نبوی) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اپنی اداؤں سے، اپنے اقوال سے، اپنے افعال سے میں تو دین کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا گیا ہوں تو حضور اکرم ﷺ کہ یہ لفظ حَرَمْنَا فرما کر یہ دین کا مسئلہ بتا دیا کہ مباح چیز کا اپنے لیے حرام کہنا یہ قسم ہے اور قسم سے باہر آنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا کفارہ دے دیا جائے اور امام حسن بصری کا قول میرا ذوق ہے اگرچہ مُقَاتِل کا قول ہے کہ حضور ﷺ نے کفارہ دیا مگر میرا ذوق قولِ امام حسن بصری ہے کیونکہ حضور ﷺ نے خود تو کھایا ہی نہیں وہ تو اللہ نے فرمایا لَمْ تُحَرِّمْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج جو بالکل ایسی بات ہے مثال نہیں دیتا سمجھانے کے لیے کہتا ہوں کہ اگر گھر میں کوئی ایک فرد روٹھ کر کہہ دے میں کھانا نہیں کھاتا کھانا مجھ پر حرام ہے تو جو گھر کا بڑا فرد ہے وہ اگر کہے بھئی! اگر تو نے اپنے کسی بھائی بہن سے ناراض ہو کر یہ کہہ دیا کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا تو ناراضگی بہن بھائیوں کی ہوگی میرے سے ناراضگی نہیں ہے میرے کہنے سے کھالو۔ تو آپ کی کوئی بات ہوگی تو ازواجِ مطہرات سے ہوگی ہم سے تو کوئی ناراضگی نہیں ہے تو اے محبوب ہم کہتے ہیں آپ شہد کھالیں۔ مصطفیٰ ﷺ کا کیا مقام ہے لوگوں نے کچھ نہیں سمجھا۔ اب اس کے بعد ائمہ مجتہدین کے کچھ اختلافات ہیں تو ان کو بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہیں ہے وہ حواشی میں آگئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اگر ایک مباح کو حرام قرار دے دیا جائے تو امام شافعی کا مذہب یہ ہے، امام مالک کا مذہب یہ ہے اور امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے تو ان اختلافات کو مجھے یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں میں نے یہاں اتنی بات کہہ دی جو آپ حضرات کے مطلب کی تھی اور آپ سمجھ بھی گئے اب اس کے بعد اگلی بات ازواجِ مطہرات سے متعلق وہ اسی واقعہ کا

ایک جز ہے اس کو اگر میں واضح طور پر بیان نہیں کرونگا تو ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں پھر شکوک و شبہات رہ جائیں تو میں چاہتا ہوں کہ اللہ کا کلام جب مسلمان کے سامنے آئے، وہ اس کو سمجھے تو شرح صدر کے ساتھ اس کے مضامین اس کے دل میں بیٹھ جائیں اور کسی قسم کا تردد، شک و شبہ نہ ہونے پائے انشاء اللہ باقی کلام اللہ نے چاہا تو کل ہوگا اللہ سے دعا کریں۔

## الدرس السادس

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ" عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي سَاتِ تَارِيخِ هِي جَمْعَرَاتِ كَادِنِ هِي اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ

لِلَّهِ هَم سَب رُوزِ سِ هِي اِ اَللَّهُ تَوْنِ يِه سَاتِ رُوزِ رَكْهَوَائِ بَاتِي رَمَضَانَ شَرِيفِ كِ سَب رُوزِ پُورِ كِرُوا

دے اور سب معمولات دستور کے مطابق پورے ہو جائیں اور اے اللہ تو اپنی رحمت سے شرف قبولیت بھی عطا فرما۔

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه كَارِخِ اَزْوَاجِ مَطْهَرَاتِ كِي طَرْفِ : مِي يِه عَرْضِ كِرُونْكَاهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

كو سامنے ركهنے سے ذهن اس طرف متوجه هوتا هے كه بهنئى كوئى نه كوئى ايسى بات حضور ﷺ سے هوئى هے جو

مغفرت طلب هے اور رحمت طلب هے ليكن مِي يِه عَرْضِ كِرُونْكَاهِ اَزْوَاجِ مَطْهَرَاتِ نِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كِ سَاتْهَ جُو

طَرْزِ عَمَلِ اِخْتِيَارِ كِيَا تْهَاتُو كِيَا يِه مَمْكِنِ نِهِي هے كه وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه كَارِخِ اس طرف هو تَبْتَغِي مَرْضَاتِ اَزْوَاجِكَ ط

ازواج مطهرات كِي حضور ﷺ نِ جُورِ ضَا جُوئِي فرمائى وه تو اس بناء پر كه ازواج مطهرات سے ايك كام سرزد هوا ظاهري هے

كه اللّٰهُ تَعَالَى جَل جَلالِ نِ اس پر ازواج مطهرات كو تنبيه فرمائى تو يِه كِيون نِهِي هُو سَكْتَا كه وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه كَارِخِ جُو هے

يِه ازواج مطهرات كِ اس فَعْلِ كِي كِي طرف كر ديا جائے جو كه ان سے سرزد هوا تو كِيَا ضرورى هے كه اس كو حضور ﷺ

كِي طرف هِي متوجه كِيَا كِرِيں ، هَا ! اس طرح هم متوجه كر سَكْتِ هِيں كه اللّٰهُ تَعَالَى جُو ازواج مطهرات كِ اس طَرْزِ عَمَلِ

كو عَشْشِ دِے گا وه اپنے محبوب كِ صدقے مِي بخشے گا۔

دو وجه سے ، ايك تو يِه هے كه وه حضور ﷺ كِي ازواج مطهرات هِيں ان كِي حضور ﷺ سے نسبت هے۔

دوسرى بات يِه هے كه خود حضور ﷺ نِ ان كِي رِضَا جُوئِي فرمائى هے تو اب جس بات كو رسول طلب فرمائیں اللّٰهُ بَارِك

وَتَعَالَى جَل مَجْدُهُ اُس كو رد نِهِيں فرماتا۔ فرمَيا وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه كِيونكه ميرے محبوب نِ تمھاري رِضَا جُوئِي طلب

فرمائى لَهذا مِيں معاف كرتا هوں تو يِه دو وجه سے وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه كِي توجيِه اس نوعيت كِ سَاتْهَ هُو سَكْتِ هے اور

اگر آپ اس كو اسي پہلے موقف پر رَكْهِيں تب بهي سركار كِي شان ، حضور ﷺ كِي عظمت هِي ظاهري هوتى هے۔ وه كِيَسِ هُو ؟

یہ کہ اے محبوب کریم ﷺ! ازواجِ مطہرات کے طرزِ عمل سے آپ کو تکلیف پہنچی کیونکہ آپ نے اپنی محبوب چیز کو ترک فرمادیا (اپنی محبوب چیز کو ترک کرنا تکلیف ہے یا نہیں؟) اور ازواجِ مطہرات کی رضا کو ملحوظ رکھا، ان کی رضا کو تو ملحوظ رکھا اور ہماری رضا کو بھی تو ملحوظ رکھنا تھا اور ہماری رضا کیا تھی وہی کہ ہم کب گوارا فرماتے ہیں کہ آپ ازواجِ مطہرات کی خاطر اپنی محبوب چیز کو ترک فرمائیں اور تکلیف برداشت فرمائیں تو آپ نے اس پہلو کو ترک فرمایا وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ہ اب اندازہ فرمائیں کہ اس میں حضور ﷺ کی عظمت و شان کا کتنا بڑا پہلو نکلتا ہے مگر بات یہ ہے کہ سب باتیں ایمان اور محبت کی بنیاد پر قائم ہوتی ہیں جہاں ایمان نہ ہو، نہ محبت ہو وہاں کچھ بھی نہیں۔

حضور ﷺ کو تکلیف پہنچنا یا پہنچانا: اب ایک بات یہ عرض کروں کہ ازواجِ مطہرات کے طرزِ عمل سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچی کیونکہ اپنی محبوب چیز کو ترک فرمایا اور اپنی محبوب چیز کو ترک کرنا باعثِ تکلیف ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ازواجِ مطہرات نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی اور یاد رکھو کہ نبی کو تکلیف پہنچانا تو کفر ہے تو ازواجِ مطہرات نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی تو ازواجِ مطہرات کا کیا حال ہوگا؟

تو اس کے متعلق میں ایک بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ نقطہ اہلِ علم کے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر ازواجِ مطہرات نے یہ طرزِ عمل اس مقصد سے اختیار کیا تھا کہ ہم حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں تو یہ کفر ہے لیکن ازواجِ مطہرات کا یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں وہ تو یہ چاہتی تھیں کہ ہمارے ساتھ حضور ﷺ کا قرب زیادہ سے زیادہ رہے جب مقصد یہ تھا تو اب وہ کفر والا پہلو ختم ہو گیا یہ الگ چیز ہے کہ ان کے اس طرزِ عمل سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچی لیکن تکلیف پہنچانا ازواجِ مطہرات کا مقصد نہیں تھا اس کی مثال دیتا ہوں حدیث میں بھی اس کی ایک مثال آتی ہے اور ہمارے روزمرہ میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں دیکھئے ایک بچہ آپ کو پیارا لگتا ہے اور آپ نے محبت میں اس کو گھٹ کر پیار کیا اب بچے کو تکلیف تو ہوئی لیکن آپ نے اس کو تکلیف پہنچانے کے ارادے سے یہ فعل نہیں کیا تھا آپ نے تو اپنی محبت کے تقاضے کی تکمیل کی ہے اور رہا یہ کہ اس کو تکلیف پہنچی تو یہ آپ کے ارادے میں نہ تھی۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ ازواجِ مطہرات نے جو یہ طرزِ عمل اختیار کیا ان کے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ہم حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں مگر ان کی نیت، ان کے ارادے اور ان کے قصد کے بغیر ان سے حضور ﷺ کو اسی طرح تکلیف پہنچی جس طرح پیارے بچے کو پیار کرنے سے تکلیف پہنچے مگر پیار کرنے والے کا مقصد اس کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا اس کی ایک مثال حدیث میں بھی ہے مختصر لفظوں میں وہ یہ ہے کہ جب میت قبر میں جاتی ہے تو پھر قبر میت کو بھیجتی ہے اور اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر آجاتی ہیں، اب میت دو حال سے خالی نہیں۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ ہر مسلمان ہر بنی آدم سب کی اصل مٹی ہے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ (بارہ ۱۶ طہ آیت ۵۵)، اصل تو مٹی ہے اور جو چیز اصل ہوتی ہے عربی میں اس کو اُم کہتے ہیں تو یوں کہئے کہ مٹی جو ہے وہ ہماری ماں ہے اب بچہ جب ماں کی گود سے نکل کر باہر آجائے اور پھر

بہت عرصے کے بعد اس کے پاس واپس آئے تو دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا تو وہ عرصہ اس نے ماں کو ناراض کرنے میں، ماں کو تکلیفیں پہنچانے میں لگایا ایسے ایسے کام کئے کہ ماں کو تکلیف پہنچی ماں ناراض ہوئی یا وہ عرصہ اس نے اس حال میں بسر کیا کہ ماں کی رضا جوئی کرتا رہا اور ماں کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا رہا۔ اگر وہ ماں کی فرمانبرداری کرتے کرتے ماں کی آغوش میں آتا تب بھی ماں اس کو بھینچے گی اور اگر نافرمانی کرتا ہو آیت بھی بھینچے گی مگر نافرمانی کرتا ہو آیا تو غضبناک ہو کر بھینچے گی یا فرمانبرداری کرتا ہو آیا تو محبت کے ساتھ بھینچے گی اور نتیجہ تو دونوں کا ایک ہی ہوگا لیکن اتنی بات میں ضرور عرض کر دوں کہ مؤمن کے لیے جب یہ کیفیت ہوتی ہے تو یہ اس کے حق میں مذمت کا باعث نہیں ہوتی بلکہ یہ بالکل ایسا ہوتا ہے کہ ماں اپنے بچے کو عرصے دراز تک اپنے سے جدا کر بیٹھی ہے اور پھر بچہ اس کی خدمت کرتا رہا ہے اور اس کو دعا سلام بھی بھیجتا رہا ہے اور اس کی ہر قسم کی خبر گیری بھی کرتا رہا ہے مگر وہ بچا، ساٹھ سال تک دور ہی رہا اور اس حالت میں وہ ماں کی خدمت سے غافل نہیں رہا اب جب بچہ آئے گا تو ماں اس کو بڑی محبت کے ساتھ، بڑے پیار کے ساتھ بھینچے گی تو اسے تکلیف تو ہوگی مگر تکلیف پہنچانا مقصود نہیں، مقصود تو اپنے محبت کے تقاضے کی تکمیل ہے اور اگر وہ ماں کو ناراض کرتا رہا، برا بھلا کرتا رہا اور اس کو تکلیفیں پہنچاتا رہا اور پھر جب اتفاق سے آیا تو ماں اس کو غضبناک ہو کر بھینچے گی اور پھر اس کو تکلیف پہنچانا ہی مقصود ہوگا وہ پہلو مذمت کا ہے، یہ پہلو جو ہے تعریف کا پہلو ہے اور مدح کا پہلو ہے۔ تو بہر حال میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ازواجِ مطہرات نے جو طرزِ عمل اختیار کیا بے شک اس سے حضور ﷺ کو تکلیف تو ضرور پہنچی مگر ان کا مقصد تکلیف پہنچانا نہ تھا بلکہ اپنی محبت کے تقاضے کو پورا کرنا تھا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ چونکہ حضور سید عالم ﷺ کا محبت ہے اللہ تعالیٰ نے اس پہلو کو منتفی نہیں فرمایا بلکہ اس کو برقرار رکھا اور وہ فقط عظمتِ رسول ﷺ کی خاطر اور فقط اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کا محبت ہے اور حضور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں۔ ازواجِ مطہرات کا ارادہ تو نہ تھا کہ حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں وہ تو اپنی محبت کے تقاضے کی تکمیل میں لگی ہوئی تھیں لیکن ان کے طرزِ عمل سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچ گئی ایک محبوب چیز کو حضور ﷺ نے چھوڑ دیا تو یہ تکلیف اللہ کو گوارا نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ نے پھر ازواجِ مطہرات کی طرف کلام کو پھیر دیا اور اس کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ "ہے شک تم نے ایسا کیا تمہارے طرزِ عمل سے میرے محبوب کو تکلیف پہنچی مگر چونکہ تمہاری غرض اور نیت تکلیف پہنچانا نہیں تھی لہذا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ "ہے یہ بھی توجیہ کا ایک پہلو نکلتا ہے۔ اس کے بعد قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ج (التحریم آیت ۲) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کے کھولنے کا طریقہ بیان کر دیا ہے اور قسموں کے کھولنے کا اور قسم کے کفارے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں پہلے بیان فرمادیا اور سورۃ التحریم کی یہ آیت بعد میں نازل ہوئی سورۃ التحریم، سورۃ المائدہ کے بعد آتی ہے اور قسم کے کفارے کا بیان سورۃ المائدہ میں پہلے ہو چکا ہے۔ (آگے ہے)



## صیغہ مخاطبت کے استعمال میں فرق: وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ (التحریم ۲)

اللہ باریک و تعالیٰ جل جلالہ نے پہلے تو اپنے حبیب کو مخاطب فرمایا **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ** ج (التحریم ۱) اس لیے وہ خطاب کا صیغہ بھی مفرد تھا اور یہاں فرمایا **قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ** (التحریم ۲) یہاں جمع کا صیغہ ہے تو وہاں صیغہ مفرد کا ہے اور مفرد کی ضمیر ہے، یہاں صیغہ جمع کا ہے اور جمع کی ضمیر ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ ایسا اس لیے ہوا کہ وہ فعلِ رسول ہے اور فعلِ رسول ہی دین میں اصل ہے تو جو میرے رسول نے کہا وہ تمہارے لیے دین کا قانون بن گیا **قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ** پتہ چلا کہ رسول نے اگر کسی مباح چیز کو اپنے اوپر روک دیا تو ان کا روکنا اس کو اپنے لیے **حَرَمْنَا** کا لفظ فرمادینا۔ یہ کیا ہے؟ یہ یمین ہے۔ کیونکہ یہ کام رسول نے کیا تھا تو **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ** ج مفرد کا صیغہ تھا اور چونکہ اس کا حکم سب مؤمنوں کے لیے ہے **تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ** کیونکہ رسول کی اداؤوں کے سانچے میں دین ڈھلتا ہے اب قیامت تک سارے ایمان والوں کے لیے یہ حکم آگیا اور پھر اللہ باریک و تعالیٰ جل جلالہ نے اب مؤمنین کو شامل کر کے کلام کو آگے چلایا اور کیوں چلایا؟ اس لیے کہ ازواجِ مطہرات کے طرزِ عمل سے حضور ﷺ کو جو تکلیف پہنچی اس میں مسلمان بھی تو شامل ہیں آپ بتائیں مؤمنین شامل ہیں یا نہیں؟ بھئی آپ بتائیں آپ کو رسول کی تکلیف سے تکلیف پہنچی یا نہیں؟ بے شک ازواجِ مطہرات نے ان کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا تھا مگر ان کے اس طرزِ عمل سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچی اور جو تکلیف رسول کو پہنچی وہ فقط رسول کو نہیں پہنچی سب مؤمنوں کو پہنچی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تمہارا مولا ہے **مَوْلَاكُمْ** جمع کی ضمیر فرمائی اور فرمایا کہ ایمان والو! اگر ازواجِ مطہرات کے طرزِ عمل سے تمہارے محبوب کو تکلیف پہنچی جو تمہاری تکلیف ہے تو جس کو تکلیف پہنچے اس کی کوئی مدد بھی تو کی جاتی ہے **وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ** ہم تمہاری مدد کے لیے موجود ہیں۔ آگے فرمایا **وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝** اور وہ تو بڑے علم والا، بڑی حکمت والا ہے کیونکہ جب تک علم اور حکمت نہ ہو اس وقت تک مدد ہو بھی نہیں سکتی۔ مدد کے لیے علم کی ضرورت ہے، مدد کے لیے حکمت کی ضرورت ہے اگر کوئی کسی کی مدد کے لیے کھڑا ہو جائے اور حکمت کے خلاف کوئی طریقہ اختیار کرے تو وہ بجائے آسانی کے اس کو تو دقت پیدا ہو جائے گی اگر جانے بغیر کوئی کام کر بیٹھے تو الٹا کر بیٹھے گا۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ تو بڑا علم والا اور بڑی حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تمہارے مولا ہیں اور یہ مولا بمعنی مددگار ہے لفظ مولا اس سورۃ میں جہاں بھی آیا ہے ہر جگہ لفظ مولا کے معنی مددگار آئے۔ آگے فرمایا **وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا** (التحریم آیت ۳) اب اللہ باریک و تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے محبوب سید عالم تاجدار مدنی جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کے پرچم لہرانے کے لیے یہ بات ارشاد فرمائی کہ جب نبی محترم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی بیوی کی طرف کوئی راز کی بات فرمائی، بھید کی بات فرمائی کہ جب ازواجِ مطہرات نے حضور سید عالم ﷺ کو اس چیز سے محروم کرنا چاہا جو

حضور ﷺ کو محبوب تھی تو حضور سید عالم ﷺ نے اس کو ترک بھی فرمادیا مگر اس ترک کے متعلق حضور ﷺ نے ایک راز کا انداز اختیار فرمایا اور بطور راز فرمایا کہ اے حفصہ! یا اے عائشہ! میں اس چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دیتا ہوں، یہ بات فرمانا ایک راز کے طور پر تھا اور اس کے ساتھ اگلی بات بھی بطور راز ہی فرمائی۔ کیا؟ کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہونگے ان کے بعد عمر خلیفہ ہونگے یہ بھی اس کے ساتھ فرمایا تو پہلا حصہ وہ تھا کہ میں اس کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں اور فرمایا لَا تُخْبِرِي كَسِي كُوْخِرْنَه دے۔ اے عائشہ! اے حفصہ! اس بات کی کسی کو خبر نہ دینا کہ میں نے اس چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور یہ کہ میں نے تم کو یہ بتایا کہ میرے بعد ابو بکر اور ابو بکر کے بعد عمر خلیفہ ہونگے فرمایا تم اس بات کی کسی کو خبر مت دینا فرمایا یہ میرا ایک راز ہے اور تم اس کو اپنے جی میں رکھو اور میں نے اس کو حرام کر لیا تاکہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہاری محبت کا تقاضا پورا ہو جائے بیشک مجھے تکلیف ہو میں برداشت کر لوں گا مگر تمہاری محبت کے تقاضے کو میں پورا کر رہا ہوں تم اس بات کی کسی کو خبر مت کرنا۔ وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا (التحریم ۳)

جب نبی ﷺ نے اپنی بعض بیویوں میں سے ایک بیوی کی طرف ایک بات بطور راز فرمائی اب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی تھی کہ ہم نے ایک چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا تم کسی کو بتانا نہیں اور پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر اور ابو بکر کے بعد عمر خلیفہ ہونگے حضور ﷺ نے دونوں باتیں فرمائیں اور فرمایا کسی کو بتانا نہیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ سنا کہ حضور ﷺ نے اپنے اوپر اس چیز کو حرام کر لیا کہ جس کے حرام نہ ہونے کی وجہ سے ہم حضور ﷺ کے قرب سے محروم تھے اور حضور ﷺ کے التفات اور عنایات کی کمی ہم محسوس کرتے تھے جب حضور ﷺ نے اس چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو اب ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئے جس مقصد کو ہم نے سامنے رکھ کر یہ سلسلہ شروع کیا تھا اور اب حضور ﷺ نے تو شہد کو یا ماریہ کو اپنے اوپر حرام فرما لیا لہذا اب ہم جو دل میں مقصد رکھتے تھے کہ حضور ﷺ کا قرب ہم کو زیادہ نصیب ہو۔ یا ہم سے زیادہ کسی دوسری بیوی کو قرب حاصل نہ ہو تو اس مقصد میں ہم کامیاب ہو گئے اب اس خوشی میں حضور ﷺ کی ممانعت حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یاد نہیں رہی اور خوشی میں اتنی پھولیں اور اس قدر خوشی میں سمائیں کہ فوراً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جا کر کہہ دیا اور جب کہہ دیا تو یاد آیا کہ بھئی حضور ﷺ نے تو منع فرمایا تھا تو ان کو کہا کہ اللہ کے لیے یہ بات کسی کو مت کہنا حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا، تو اب یہ بات اس وقت ان کو بھول گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم سید عالم ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ پیارے حبیب آپ کا راز فاش ہو گیا اب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دونوں باتیں کہہ دیں مگر جب حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور فرمایا کہ اے حفصہ ہمارا راز تم نے فاش کر دیا اور تم نے یہ کہہ دیا کہ ہم نے یہ چیز اپنے اوپر حرام کر لی بس اتنی بات حضور ﷺ نے فرمائی اور اگلی بات کا ذکر نہیں فرمایا۔ آگے آیت ہے

فَلَمَّا نَبَّاتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ مَعْضٍ (التحریم آیت ۳) جب حضور کی اس بیوی نے حضور کا راز فاش کر دیا اور دوسری بیوی کو خبر دیدی اور اللہ نے ان کے راز فاش کرنے کا اظہار اپنے محبوب کے اوپر فرمادیا۔ وَأَعْرَضَ عَنْ مَعْضٍ مَعَهُ تُو حُضُورِ ﷺ نے بعض بات جو حضور کے راز کی انہوں نے فاش کی تھی وہ تو ان کے سامنے ذکر فرمادی وہ یہی کہ بھئی ہم نے اس چیز کو حرام کیا تھا اور تمہیں بتایا تھا کہ آگے بتانا نہیں لیکن حضور ﷺ نے اگلی بات کا زبان اقدس سے ذکر نہیں فرمایا وَأَعْرَضَ عَنْ مَعْضٍ اس بات سے حضور ﷺ نے اعراض فرمایا اور پہلی بات حضور ﷺ نے فرمادی۔ فَلَمَّا نَبَّاهُ بِهَا قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (التحریم آیت ۳) جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذہن میں فوراً یہ بات آئی کہ غالباً عائشہ نے حضور ﷺ کو یہ کہا ہوگا کیونکہ میں نے عائشہ ہی کو تو بتایا تھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تم نے ہمارا راز کھول دیا جبکہ ہم نے منع کیا تھا کہ لَا تُخْبِرِي كَسِي كُو نِهِيں بتانا تو حضور ﷺ نے اپنی فرمائی ہوئی ایک بات تو ان کے سامنے رکھی کہ فلاں چیز کو ہم نے اپنے اوپر حرام کر لیا لیکن اگلی بات کہ میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمر خلیفہ ہونگے یہ تو حضور ﷺ نے ان کو فرمایا تھا انہوں نے یہ بات بھی بتادی تھی مگر جب حضور ﷺ نے ان سے شکوہ فرمایا تو پہلی بات ہی کا ذکر فرمایا دوسری بات کا ذکر نہیں فرمایا وَأَعْرَضَ عَنْ مَعْضٍ تُو حُضُورِ ﷺ نے ان کے سامنے اس بات کا ذکر فرمایا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بڑی پریشانی ہوئی اور ان کا ذہن فوراً ادھر گیا کہ میں نے تو یہ بات عائشہ کے سوا کسی کو بتائی ہی نہیں تو ضرور عائشہ نے ہی حضور ﷺ کو بتایا ہوگا حالانکہ میں نے ان کو کہہ بھی دیا تھا لَا تُخْبِرِي حُضُورِ ﷺ نے مجھے منع کیا تھا تو آپ کسی کو نہ کہیں کہ میں نے یہ راز فاش کیا ہے مگر عائشہ نے پھر بھی کہہ دیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ سے کہنے لگیں مَنْ أَنْبَأَكَ مَنْ أَنْبَأَكَ؟ ان کا خیال تھا عائشہ نے بتایا ہوگا۔ یہ بات تو نہ تھی حضور ﷺ نے فرمایا نَبَّأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ مجھے کسی نے نہیں بتایا مجھے علیم وخبیر نے بتایا ہے اب آج تو کلام یہاں تک کرتا ہوں اگلی بات انشاء اللہ اگر زندگی ہے تو کل عرض کرونگا۔

## الدرس السابع

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتَّغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي نُوْتَارِيخْ هِي هَفْتَه كَادِن هِي اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ هَم سَب رُوْزَه سَه هِي اَه اَللّهُ تَعَالَى تُوْنَه اِنِّي رَحْمَتَه سَه نُو رُوْزَه رَكْهُوَا دِيَه يَه بَاتِي سَب رُوْزَه بَهِي پُوْرَه كَرُوَا دَه اَللّهُ رَمَضَانَ شَرِيْفَه كَه سَب مَعْمُوْلَاتَه اِنِّي رَحْمَتَه سَه دَرَسْتَه فَرْمَاوَر تِيْرِي يَه نَعْمَتَه اِيْسِي نَعْمَتَه هِي جَس كَا شَكْرَه كَرْنَه سَه هَم قَاصِرَهِيْن اَوْر عَاجِزَهِيْن -

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

ازواجِ مطهراتِ نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی یا نہیں؟ بزرگانِ محترم! سورۃ التحريم کی تفسیر کے ضمن میں کچھ کلمات عرض کر رہا تھا اور وہ کلمات مسلسل چل رہے ہیں اور میں سلسلہ کلام کو مکمل کرنے کے لیے عرض کروں گا کہ یہ تصور کہ ازواجِ مطہرات نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف کوئی سازش کی اور ان کو اذیت پہنچائی یہ نہایت ہی ناپاک تصور ہے مؤمن کا ذہن اس کو کبھی بھی قبول نہیں کر سکتا جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نبی کی بیویو! اگر تم نے نبی کو ناراض فرمایا تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیوی اپنے نبی کو عطا فرمادے گا القرآن (التحریم آیت ۵) تو یہ کیا تھا؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازواجِ مطہرات کو ایک تنبیہ تھی کہ ان سے کوئی ایسا کام، کوئی ایسا فعل، کوئی ایسا قول سرزد نہ ہو جس سے اگرچہ ان کی نیت تو حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانا نہیں لیکن ان کی نیت نہ ہونے کے باوجود حضور ﷺ کو کوئی اذیت پہنچ جائے اور پھر حضور ﷺ تم سے مفارقت اختیار فرمائیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے گا مفارقت کی بات تو میں اپنے طور پر کسی قرآن میں نہیں ہے قرآن میں اتنا ہے کہ اگر تم نے نبی کو ناراض کیا تو اللہ تمہاری بجائے ایسی بیویاں اپنے حبیب کو عطا فرمائے گا جو تمام اوصاف میں تم سے بہتر ہو گی اچھا اب مجھے یہاں یہ بتائیں کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے یا نہیں؟ کہ اگر ازواجِ مطہرات نے نبی ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچائی یا انھیں ناراض کیا تو اللہ تعالیٰ ان سے بہتر بیویاں نبی کو عطا فرمائے گا۔ ٹھیک ہے؟ اب آپ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا جو وعدہ ہو اور اللہ تعالیٰ قرآن میں جس وعدے کو نازل فرمائے کیا ممکن ہے کہ وہ غلط ہو جائے؟ کیا ممکن ہے کہ وہ پورا نہیں ہو؟ تو وعدہ تو یہ ہے کہ اگر نبی کی بیویوں نے تکلیف پہنچائی تو اللہ تعالیٰ نبی کو

ان سے بہتر بیویاں عطا فرمادے گا۔ اب اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضور ﷺ کی بیویوں نے حضور ﷺ کو اذیت پہنچائی تو پھر اللہ کا وعدہ تو پورا نہ ہو ابھئی اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو یہی تھا کہ تمہاری بجائے ہم دوسری بیویاں اپنے نبی کو عطا فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان بیویوں کی بجائے حضور ﷺ کو دوسری بیویاں عطا فرمائیں یا نہیں؟ بھئی ظاہر ہے کہ نہیں عطا فرمائیں اور جب نہیں عطا فرمائیں تو معلوم ہوا کہ ان بیویوں نے حضور ﷺ کو اذیت پہنچائی ہی نہیں اگر وہ اذیت پہنچاتیں تو وعدہ الہیہ کے مطابق یقیناً ان سے بہتر بیویاں اللہ اپنے حبیب کو عطا فرمادیتا لیکن جب ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہو گیا کہ ازواجِ مطہرات نے حضور ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچائی ہی نہیں۔ یہ بات تو ہمیں قرآن کی روشنی میں ختم ہو جاتی ہے اب اس کے بعد یہ کہ حضور ﷺ کو تکلیف تو پہنچی۔ تو اس میں تو شک نہیں کہ حضور ﷺ کو تکلیف تو ضرور پہنچی بھئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہد کو روک دیا اپنے آپ کو شہد سے بالکل بچا لیا شہد کھانا ترک فرمادیا، حضرت ماریہ قبطیہ کو حضور ﷺ نے اپنے اوپر حرام کر لیا۔ یہ بتائیں کہ ان چیزوں سے حضور ﷺ کو کوئی تعلق تھا یا نہیں تھا؟ بھئی ظاہر ہے تعلق تھا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ (الحديث) حضور سید عالم ﷺ کوئی میٹھی چیز بنائی ہوئی نہایت پسند فرماتے تھے اور شہد تو حضور ﷺ کو بے حد پسند تھا تو جب شہد بے حد پسند تھا تو پھر؟

بھئی محبتِ رسول سے بڑھ کر کوئی نیکی ہے؟ اور محبتِ رسول کے بغیر تو کوئی نیکی نیکی ہے ہی نہیں اگر کوئی رسول کی محبت دل میں نہیں رکھتا، لاکھ نیکیاں کرتا پھرے وہ نیکی ہے ہی نہیں۔ کلمات شریف پڑھے وہ بھی نیکی نہیں۔ منافقین کلمہ نہیں پڑھتے تھے؟ قرآن نے نہیں کہا؟ إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝ (پارہ ۲۸، المنفقون ۱) تو حبِ رسول کے بغیر، محبتِ رسول کے بغیر، الفتِ رسول کے بغیر کوئی کلمہ پڑھتا رہے کوئی کچھ کرتا رہے وہ بالکل بیکار ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ ازواجِ مطہرات نے جو کچھ کیا حضور ﷺ کی محبت کے تقاضے سے کیا۔ ہر بیوی یہی چاہتی تھی کہ حضور ﷺ کا قرب اسے زیادہ رہے یا کم از کم دوسری بیویوں سے میرا قرب کم نہ ہو۔

بولیے! ہر زوجہ کی، ہر منکوحہ کی طبیعت کا ایک نفسیاتی تقاضا ہے یا نہیں ہے؟ یہ تو ازواجِ مطہرات ہیں، رسول کی بیویاں ہیں تو جو رسول کی بیویوں کو یہ نفسیاتی تقاضا اللہ کی طرف سے لاحق ہو گا اس کی تو ساری بنیاد حبِ رسول ہو گی اور حبِ رسول جس چیز کی بنیاد ہو وہ تو بڑی نیکی ہے تو معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات نے نبی کریم سید عالم ﷺ کو کوئی اذیت نہیں پہنچائی، کوئی تکلیف نہیں پہنچائی، کوئی دکھ نہیں پہنچایا انہوں نے تو اپنا مداوا کیا اور اپنی غیرت کے تقاضوں کو پورا کیا، اپنی محبت کے تقاضوں کو پورا کیا۔ غیرت کی بنیاد محبت اور محبت بنیاد ایمان کی اور ایمان بنیاد تمام نیکیوں کی۔ اگر محبت نہ ہو تو ایمان نہیں اگر ایمان نہ ہو تو کوئی نیکی نیکی ہی نہیں۔ تو یہ ساری باتیں محبتِ رسول پر مبنی تھیں ایسی صورت میں حضور سید عالم ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچی تو ازواجِ مطہرات کے ارادے سے نہیں پہنچی ان کی

نیت نہ تھی ان کا قصد نہ تھا ان کی غرض یہ نہ تھی کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچائیں ان کا مقصد تو یہ تھا کہ ہم اپنی غیرت، الفت و محبت کے تقاضوں کو پورا کریں۔ (جیسے بچہ سے ماں کا پیار میں دوپٹے اور زمین کا میت کو دوپٹے والی مثالیں جو پچھلے درس میں دی گئیں)

دو عورتیں کون ہیں جن کا ذکر اس موقع پر آیا؟ اب اس کے بعد یہ بات آپ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو جو تنبیہ فرمائی اور یہ فرمایا إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ج (التحریم آیت ۴) تَتُوبَا تثنیہ کا صیغہ ہے قُلُوبُكُمَا کی ضمیر بھی تثنیہ کی ہے، تثنیہ کے معنی دو فرد ہیں اور تَتُوبَا یہ مؤنث کا صیغہ ہے اس کا مطلب ہے دو عورتیں۔ وہ دو عورتیں کونسی تھیں؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج سے واپس آ رہے تھے جس کے بعد آپ کو شہید کر دیا گیا تو میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرا رہا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ اے فاروق اعظم! اے خلیفۃ الرسول! اے امیر المؤمنین! آپ یہ فرمائیں کہ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا صلی میں جن دو عورتوں کا ذکر ہے وہ کون ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ عائشہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور حفصہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں اور یہ دونوں حضور ﷺ کی پاک بیویاں تھیں اور تمام عالم اسلام اور سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

ازواجِ مطہرات کو توبہ کرنے، اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم: اب آپ اس بات پر غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا اے عائشہ اور اے حفصہ اگر تم دونوں اللہ کی طرف رجوع کر لو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے إِنْ تَتُوبَا شرط ہے تو اس کی جزا محذوف ہے اب شرط کی دلیل فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے مطلب یہ ہے کہ اے عائشہ اور اے حفصہ! اگر تم دونوں اللہ کی طرف رجوع کر لو، اللہ سے توبہ کر لو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا تو یقیناً بے شک تمہارے دل ایک طرف کو جھک گئے تم اللہ کی طرف رجوع کر لو اور توبہ کر لو یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا اور یہ توبہ کرنا تمہارے لیے بہتر کیوں ہو گا؟ اس کی دلیل کیا ہے؟ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا اس کی دلیل یہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ تم دونوں کے دل ایک طرف کو جھک گئے، ایک طرف کو مائل ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ راہِ اعتدال سے ہٹ گئے میں اس ترجمہ پر راضی نہیں ہوں أَلْحَمْدُ لِلَّهِ میں نے بھی بِسْمِ اللَّهِ سے لے کر والناس تک قرآن کا ترجمہ لکھا ہے مگر میں نے اس مفہوم پر یہ ترجمہ نہیں لکھا اور میں اس ترجمے پر راضی نہیں ہوں إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ اے عائشہ! اے حفصہ! اگر تم دونوں اللہ کی طرف رجوع کر لو، توبہ کر لو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور یہ توبہ کرنا تمہارے لیے بہتر کیوں ہے؟ کیوں توبہ کر لو؟ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا کیونکہ تمہارے دل ایک طرف کو مائل ہو گئے۔

ایک طرف کو مائل ہونے کا کیا مطلب ہے؟ یہ بات آپ غور سے سمجھ لیں اور انشاء اللہ آپ کا ذہن بالکل صاف ہو جائے گا اصل بات یہ ہے کہ ایک طرف کے لئے دوسری طرف بھی ہونی چاہیے؟ ایک طرف تو جب ہی ہوگی جب کوئی دوسری طرف ہو اصل بات یہ کہ ایک طرف تو خود ازواجِ مطہرات کی غیرت اور محبت کا تقاضا ہے، یا نہیں ہے؟ ان کی محبت، ان کی غیرت یہ ایک طرف ہے کہ اس کو پورا کرنے کے لیے وہ ایسا منصوبہ بنائیں کہ جس منصوبے کی وجہ سے بغیر اس کے کہ ان کا ارادہ ہو حضور ﷺ کو خود بخود تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عمار اللہ نے فرمایا کہ اے رسول کی بیویو! تمہارا دل تو ایک ہی طرف متوجہ ہو گیا کہ تم اپنی محبت و غیرت کے تقاضے کی تکمیل چاہتی ہو بس اسی طرف تمہارا دل متوجہ ہو گیا کہ کچھ بھی ہو تمہاری محبت کا تقاضا پورا ہو جائے، تمہاری غیرت کا تقاضا پورا ہو جائے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا اور اب وہ محبت کیا؟ وہ محبت تو ایسی تو نہیں ہے کہ دنیاوی محبت ہو، کسی انسان کی، کسی عورت کی، کسی مرد کی۔ یہ تو محبتِ رسول ﷺ کا مسئلہ ہے اس میں تو شک نہیں ہے کہ یہ محبتِ رسول فی نفسہ اتاب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اتنی عظیم نعمت ہے کہ اس کے مقابلے میں تو ہم کسی نعمت کو لا ہی نہیں سکتے لیکن اس کے ساتھ دوسرا پہلو یہ لگا ہوا ہے کہ تم اپنی محبت کے تقاضے کو پورا کرتی ہو تو رسول کو تکلیف ہوتی ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا تو تمہاری طبیعتیں، تمہارے دل تو ایک ہی طرف کو جھک گئے اور ایک ہی طرف مائل ہو گئے اور وہ طرف کیا ہے؟ کہ تمہاری محبت کا تقاضا پورا ہو جائے اسی طرف تمہارے دل مائل ہو گئے اور دوسری طرف کو تم نے دیکھا ہی نہیں کہ میرے محبوب کو تکلیف ہو رہی ہے۔ آپ غور فرمائیں بالکل اتنی واضح بات ہے کہ اب اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ معاند ہے۔ دو طرفیں ہیں ایک طرف تو ازواجِ مطہرات کے محبت کے تقاضے کی تکمیل ہے اور ایک طرف ان کے تقاضوں کی تکمیل کی وجہ سے حضور ﷺ کی تکلیف ہے۔ آپ ایمان سے کہیں کہ جب ازواجِ مطہرات نے آپس میں مشورہ کر کے ہر ایک کو یہ کہا کہ جب تمہارے پاس حضور ﷺ تشریف لائیں تو کہنا حضور آپ نے مغافیر کھایا ہے إِنَّ نَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغْفِيرٍ سرکار فرمائیں گے میں نے کوئی مغافیر نہیں کھایا پھر تم کہہ دینا سرکار آپ نے مغافیر تو نہیں کھایا لیکن آپ نے زینب کے گھر شہد تو پیا تھا شہد کی مکھی مغافیر کے درخت پر جا بیٹھی ہوگی حضور ﷺ پر بات واضح ہو جائے گی کہ یہ چاہتی ہیں کہ شہد نہ پیوؤں چنانچہ حضور ﷺ نے فرمادیا لَقَدْ حَرَمْنَا هُمْ اس کو اپنے اوپر حرام کر لیا تم خوش رہو ہمیں تکلیف ہو تو بے شک ہو۔ تو انہوں نے اپنی محبت کے تقاضے کو پورا کر لیا کہ نہیں کر لیا؟ یہ ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا کا مفہوم۔ کہ اے نبی کی بیویو! تم نے اپنی محبتِ رسول کے تقاضے کو پورا کر لیا مگر دوسری طرف کو نہیں دیکھا وہ یہ کہ تمہیں راضی کرنے کے لیے کہ زینب کے گھر رسول اللہ شہد نہ پیئیں حضور ﷺ نے اپنے اوپر شہد حرام فرمایا اب تو حضور ﷺ کہیں شہد نہیں پیئیں گے۔ بھئی جس چیز کو حضور ﷺ نے اپنے اوپر حرام فرمایا اس چیز کی تو قسم ہو گئی اب جس چیز کی قسم ہو گئی اس پر کہیں بھی عمل نہیں ہو سکتا بھئی جس چیز کے کھانے پینے

کی قسم کھاو وہ تو آپ کہیں بھی نہیں کھا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی کی بیویو! تم تو فقط اس لیے کہ حضور ﷺ حضرت زینب کے گھر زیادہ دیر بیٹھ گئے اور جب اٹھنے کا وقت آیا تو وہ شہد لے آئیں اور جب وہ شہد لے آئیں تو وہ بیٹھ گئے اور انہوں نے شہد تناول فرمایا۔ لو بھئی! زینب نے تو کمال کر دیا کہ ہم تو اتنی دیر ٹھہرا نہیں سکتے اور حضور اتنی دیر تو ٹھہرتے نہیں اور ہماری محبت تو تقاضا نہیں کرتی، ہماری غیرت تو برداشت نہیں کرتی کہ جتنی دیر حضور کہیں اور ٹھہریں اس سے کم ہمارے یہاں ٹھہریں، جتنی دیر حضور ﷺ کسی دوسری زوجہ کے گھر جلوہ گر ہوں اس سے کم ہمارے پاس جلوہ فرما ہوں تو ہم سے تو یہ برداشت نہیں ہوتا کہ تم نے تو اپنی محبت کے تقاضے کی تکمیل کی تو نبی نے تمہاری رضا کے لیے فرمایا لَقَدْ حَرَمْنَا هُمْ نَافِلًا عَلَىٰ نَفْسِهِمْ لِيُحْبِبُوا لَكُمْ وَاللَّهُ يَكْتُبُ لَكُمْ مَا تَشَاءُونَ تَعَالَىٰ (آل عمران: ۱۰۶) اپنے اوپر شہد کو حرام کر لیا تو تم نے اپنی محبت کے تقاضے کو سامنے رکھا یہ نہ دیکھا کہ حضور کو تکلیف ہوگی اگرچہ تمہارا ارادہ تکلیف پہنچانا نہیں تھا کیونکہ اگر تمہارا ارادہ تکلیف پہنچانا ہو تو تم تو کافر ہو جاؤ۔ نبی کو تکلیف پہنچانا تو کفر ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا اے نبی کی بیویو! اے عائشہ! اے حفصہ! تمہارا دل تو ایک ہی طرف کو جھک گیا تمہیں چاہیے کہ تم اس بات سے توبہ کر لو کہ تم صرف محض اپنی محبت کے تقاضے کو سامنے رکھو اور میرے نبی کی تکلیف کے تصور کو بالکل اٹھا دو (بھول جاؤ) ایسا نہ کرو۔ اب بتائیں آیت کریمہ کے معنی واضح ہوئے یا نہیں ہوئے؟ آپ اس بات کو سوچیں۔ اللہ نے صاف صاف فرمادیا کہ اے نبی کی بیویوں تمہارے دل ایک طرف کو جھک گئے ہیں اور وہ طرف کیا ہے کہ تمہاری محبت کا تقاضا پورا ہو میرے محبوب اپنی محبوب چیز کو ترک کر دیں تو بے شک کر دیں تو تم نے اپنے دل کو ایک ہی طرف کو جھکا لیا تم اپنی محبت کے تقاضے کو بے شک پورا کرو لیکن یہ بھی دیکھو کہ میرے محبوب کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اگرچہ تمہارا ارادہ نہیں ہے تکلیف پہنچانے کا، تمہارا ارادہ تو محض اپنی محبت کے تقاضے کی تکمیل ہے لیکن اس انداز سے محبت کے تقاضے کو پورا کرنا کہ نبی کو تکلیف ہو ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنْ تَتُوبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا (التحریم آیت ۴) اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہو گا فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا تم دونوں کے دل ایک ہی طرف کو جھک گئے ہیں اب یہ کہ راہِ اعتدال سے ہٹ گئے ہیں میں یہ ترجمہ نہیں کروں گا۔ اب اس کے بعد ہے وَاِنْ تَظْهَرَا عَلَيَّ (التحریم آیت ۴) کہ اے عائشہ اور اے حفصہ! اگر تم دونوں اسی طرح ایک دوسرے کی معاونت کرتی رہیں جس طرح ابھی معاونت کی (شہد کے معاملے میں معاونت کی) وَاِنْ تَظْهَرَا عَلَيَّ (التحریم ۴) میرے حبیب پر اسی طرح معاونت کرتی رہیں اور اپنی محبت کے تقاضوں کی تکمیل اور اپنی غیرت کے تقاضوں کی تکمیل میں میرے محبوب کی محبوب چیز کو ترک کرنے کا تم نے خیال نہ کیا اور ان کو تکلیف پہنچنے کا تصور ذہن میں نہ رکھا اور تم ایک دوسرے کی اسی طرح معاونت کرتی رہیں تو کیا ہوگا؟ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰى وَّجِبْرِيلُ وَصَلِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظٰهِيْرٌ (التحریم آیت ۴) تو اے نبی کی بیویو! سمجھ لو فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰى کہ اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے وَّجِبْرِيلُ اور جبرائیل بھی مددگار ہے وَصَلِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور جتنے نیک



مسلمان ہیں سب ہی نبی کے مددگار ہیں وَالْمَلَأْنَا نِكَةً بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرًا اور فرمایا اس کے بعد سارے فرشتے میرے نبی کے مددگار ہیں۔ اتنی سی بات پر اللہ اللہ۔ حضور اللہ کے کس قدر محبوب ہیں اللہ کی محبوبیت حضور ﷺ کے لیے کس مقام پر حاصل ہو چکی ہے کہ اتنی سی بات پر کہ ازواجِ مطہرات نے تو حضور ﷺ کی محبت کی رو میں بہہ کر ایسا کیا مگر اللہ نے فرمایا کہ تم محبت کی رو میں بہہ گئی یہ نہ دیکھا کہ میرے محبوب کو تکلیف پہنچی اور تم نے اس بات کا خیال نہ کیا تو خوب سمجھ لو اگر تم ایک دوسرے کی معاونت اس قسم کے معاملات میں کرتی رہیں تو میرے حبیب کا مددگار اللہ ہے اور میرے حبیب کا مددگار جبرائیل ہے اور میرے حبیب کے مددگار تمام صالحین مومنین ہیں اور اس کے بعد تمام فرشتے میرے نبی کے مددگار ہیں اور فرشتے کون ہیں؟ کتنے ہیں؟ کیسے ہیں؟ اللہ نے فرمایا وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (بارہ ۲۹۔ المدثر ۳۱) ارے فرشتوں کا یہ حال ہے کہ ان کی تعداد اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں اور سارے فرشتے ہی میرے نبی کے مددگار ہیں اب یہاں کئی باتیں سمجھنے کی ہیں، یہ تو حضور ﷺ کی عظمت کے پرچم لہرانے کے لیے اللہ نے فرمایا کہ میرے محبوب کی عظمت کا یہ مقام ہے کہ اے ازواجِ مطہرات! میرے محبوب تو تمہاری دلجوئی فرما رہے ہیں اور وہ تمہاری رضا جوئی میں مشغول ہے لیکن اگر تم نے میرے محبوب کی دلجوئی کو ترک کر دیا، تم نے میرے محبوب کی دلجوئی کی طرف توجہ نہیں کی اور فقط اپنی محبت کے تقاضے کو سامنے رکھ لیا اور یہ نہیں دیکھا کہ محبوب ﷺ اگر شہد ترک فرما دیں گے تو انہیں اپنی محبوب چیز سے محرومی ہو جائے گی اور یہ تکلیف کا باعث ہو گا اس بات کا تم نے بالکل خیال ہی نہیں کیا اور تمہارے دل ایک ہی طرف کو جھک گئے اور یہ جہت تمہارے سامنے رہی ہی نہیں اگر تم نے یہی طریقہ اختیار رکھا اب چونکہ ان دونوں میں جو مرکزی کردار ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے بھئی مرکزی کردار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنَّ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا صرے اے عائشہ اور اے حفصہ مرکزی کردار تو تمہارا ہے کہ تم نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اگر حضور ﷺ تمہارے پاس تشریف لائیں تو فوراً کہنا إِنَّ نَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغْفِيرٍ اے صفیہ اگر حضور تمہارے پاس تشریف لائیں تو کہنا إِنَّ نَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغْفِيرٍ تو ہر بیوی سے یہ بات طے کر لی۔ یہ مرکزی کردار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تھا اور مقصد ان کا یہ تھا کہ حضور ﷺ وہاں جو شہد تناول فرمانے کے لیے زیادہ دیر بیٹھ جاتے ہیں ہمیں یہ گوارا نہیں ہوتا ہماری محبت یہ کہتی ہے کہ جتنا ہمارے پاس بیٹھیں اتنا ہی وہاں بیٹھیں۔

میں بڑا افسوس کرتا ہوں کہ کچھ لوگوں نے ان آیات کے معنی کو بالکل نہیں سمجھا پر اے تو پر اے بعض اپنوں نے بھی نہیں سمجھا غضب تو یہ ہے۔ بہر حال میں نے آپ کو بتا دیا کہ ازواجِ مطہرات کی یہاں مدح کا پہلو اس حیثیت سے نکلتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہی ہیں حب رسول میں کر رہی ہیں اب دوسرا پہلو ایسا تھا کہ حضور ﷺ کو تکلیف

ہوئی اللہ نے فرمایا **إِنْ تَطَهَّرَا عَلَيْهِ** اگر تم اس قسم کے معاملے میں ایک دوسرے کی معاونت کرتی رہیں (یعنی جن سے نادانستہ طور پر بھی نبی کو تکلیف ہو) تو خوب سمجھ لو! اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے جبرائیل، تمام مؤمنین صالحین مددگار ہیں **وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ** "سارے فرشتے اس کے بعد مددگار ہیں سبحان اللہ! اب یہاں ایک بات یہ بھی تھی کہ جب اللہ مددگار ہے تو اللہ کے مددگار ہونے کے بعد کسی اور کے مددگار ہونے کی

ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ یہ بات سوچنے کی ہے بھئی! اللہ کے مددگار ہونے کے بعد کسی اور کے مددگار ہونے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ نہیں رہتی۔ جب نہیں رہتی تو اللہ کا فرمانا کہ اللہ اپنے محبوب کا مددگار ہے **وَجِبْرَائِيلُ** جبرائیل بھی مددگار ہیں۔ بھئی جب اللہ مددگار ہے تو جبرائیل کی تو ضرورت ہی نہیں ہے **وَصَلِحُ الْمُؤْمِنِينَ** اور پھر تمام صالحین مؤمنین نبی کے مددگار ہیں۔ بھئی جب اللہ مددگار ہے تو جبرائیل، صالحین مؤمنین کی کیا ضرورت ہے؟ اے اللہ جب تو مددگار ہے تو پھر جبرائیل کے مددگار ہونے کی ضرورت کیا رہی اور پھر مؤمنین صالحین کے مددگار ہونے کی ضرورت کیا رہی؟ **وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ** "فرمایا میرے سارے ملائکہ میرے محبوب کے مددگار ہیں۔ اے اللہ جب تو مددگار ہے پھر تو کسی کے مددگار ہونے کی ضرورت ہے ہی نہیں پھر یہ بات کیا ہے؟ یہ معمہ کیا ہے؟ تو یہ بات آپ سمجھ لیں کہ مددگار تو اللہ ہی ہے لیکن اللہ کی مدد ظاہر ہوتی ہے جبرائیل سے، اللہ کی مدد ظاہر ہوتی ہے **صَلِحُ الْمُؤْمِنِينَ** سے، اللہ کی مدد ظاہر ہوتی ہے ملائکہ سے۔ کیا مطلب؟ جبرائیل جو کریں گے وہ ان کا کرنا نہیں ہوگا وہ اللہ کی مدد ہوگی، مؤمنین صالحین جو کچھ بھی میرے محبوب کی مدد کریں گے وہ ان کی مدد نہیں ہوگی وہ اللہ کی مدد ہوگی **وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ** اور فرمایا میرے سارے فرشتے جو مدد کریں گے وہ ان کی نہیں ہوگی وہ اللہ کی مدد ہوگی۔ اب ان تمام لوگوں کا منہ کالا ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔ ارے ظالمو! جو بھی کرتا ہے وہ اللہ ہی کی مدد ہوتی ہے یہ ایک نکتہ ہے قرآن کریم کی تفسیر میں آپ کے عقائد کے تحفظ کے لیے یہ ایک بہترین زریں نکتہ ہے۔ اللہ سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان پر قائم رکھے اللہ سب حضرات کو اپنی رحمتوں سے نوازے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا فیض، اللہ کا کرم، اللہ کی رحمتیں آپ پر جاری رہیں یا اللہ تیری بارگاہ میں سر نیاز جھکا کر دعا کرتا ہوں یا اللہ ہم سب کو اپنی رحمتوں سے نواز تو کریم ہے تو رؤف ہے تو رحیم ہے۔ آمین

## الدرس الثامن

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتَّغَى مَرَضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِرُ مَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي دَس تَارِيخِ هِ اتوار کا دن هِ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ هِم سب روزے سے هِیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان هِے کہ اس نے دس روزے رکھوا دیے اور انشاء اللہ رب کریم جس نے اپنی رحمت سے دس روزے رکھوا دیے وہ پورے رمضان کے روزے بھی رکھوائے گا۔ یا اللہ رمضان شریف کے پورے روزے، تراویح، اور رمضان شریف کے جو سب معمولات هِیں ان کو اپنی رحمت سے تکمیل تک پہنچا اور شرف قبول بھی عطا فرما۔ آمین

عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَنِيَتٍ تَبِيَّتِ عِبَدَاتٍ سَخِحَتْ ثِيَبَاتٍ

وَأَبْكَارًا هِ (التحریم آیت ه)

طرزِ تخاطب: محترم حضرات! سورة التحريم کی آیات طيبات جن پر رمضان کی پہلی تاریخ سے

گفتگو ہو رہی هِے ان کے مطالب اور ان کے مباحث کی طرف میں بعض جگہ اجمال اور بعض جگہ تفصیل سے گفتگو کرتا چلا آ رہا ہوں اور میں نے ان مسائل کے کسی پہلو کو چھوڑا نہیں هِے۔ آج جو بات مجھے کہنی هِے وہ یہ هِے کہ لوگوں نے تو یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سورة التحريم نازل فرمایا يٰ أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ فرما کر معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اپنے رسول کو ڈانٹا اس غلطی پر کہ کیوں اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیا یہ بہت بڑی غلطی هِے اللہ نے اپنے رسول کو ڈانٹا بعض نے تو یہ کہا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ رسول اکرم تاجدار مدنی ﷺ کو سورة التحريم کی ان آیات طيبات میں کس محبت و شفقت اور کس پیار کے ساتھ اپنے محبوب کو خطاب فرمایا در حقیقت لوگوں کے خطابات میں اس کی مثال آپ پیش نہیں کر سکتے جس محبت کے ساتھ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو محبت اور الفت بھرا خطاب فرمایا هِے اس خطاب کی مثال آپ کو دنیا کے خطاب میں نہیں ملے گا۔ اب یہ اپنی اپنی سمجھ هِے۔ جو لوگ یہ سمجھتے هِیں کہ اللہ نے اپنے رسول کو ڈانٹا تو وہ تو ترجمہ کرتے وقت یہ انداز اختیار کرتے هِیں کہ اے نبی! کیوں اس چیز کو حرام کیا جو ہم نے تیرے لیے حلال کی تھی وہ گفتگو کا یہی طرز اختیار کرتے هِیں۔ اور ہم چونکہ اس کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اور انھیں آیات طيبات کی روشنی میں یہ سمجھتے هِیں کہ یہ خطاب خطاب محبت هِے اس لیے ہم

اس کا ترجمہ یوں کریں گے **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ** اے پیارے نبی **لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ** آپ نے اپنے اوپر اس چیز کو کیوں حرام کر لیا جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا تھا **تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ** آپ اپنی ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی فرما رہے ہیں آپ نے ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی کرتے ہوئے اپنے اوپر اس چیز کو کیوں حرام کر لیا جس کو ہم نے آپ کے لیے حلال کیا تھا۔ اب آپ فرمائیں ترجمے کا وہ انداز صحیح ہے یا یہ میرا انداز صحیح ہے؟ شاید آپ یہ کہیں بھٹی تمہارے پاس دلیل تو کوئی نہیں، بات تو دونوں طرف مساوی ہے۔ مساوی نہیں ہے، میری بات مدلل ہے اس پر دلیل موجود ہے بلکہ میں یہ عرض کروں گا آپ اس بات پر ذرا سی توجہ فرمائیں کہ اگر کسی کو ڈانٹنا ہو، اگر کسی پر ناراضگی کا اظہار کرنا ہو تو اس کے خطاب کے لئے کس قسم کے الفاظ استعمال کئے جائیں گے اس کے لیے عزت، عظمت کے الفاظ استعمال کئے جائیں گے؟ یا مذمت کے الفاظ استعمال ہو لے جائیں گے؟ آپ اندازہ فرمائیے کہ اگر کسی کی غلطی کی بناء پر اپنی ناراضگی برہمی کا اظہار کریں گے تو برہمی اور ناراضگی کے اظہار کے لیے آپ اس کے واسطے تعظیم اور عظمت اور عزت کے الفاظ اختیار نہیں کریں گے بلکہ آپ اس کے لیے وہی الفاظ اختیار کریں گے، انہی الفاظ سے خطاب کریں گے جس کا وہ اہل ہے، جس کا وہ مستحق ہے جب آپ اس پر ناراض ہو رہے ہیں، جب آپ اس پر اپنی ناراضگی اور شدتِ عتاب کا اظہار کر رہے ہیں تو پھر خطاب میں آپ وہی الفاظ اختیار کریں گے جس کے وہ لائق ہے، جس کا اہل ہے، جس کا مستحق ہے آپ دیکھئے میں مثال نہیں دیتا میں آپ کو سمجھانے کے لیے روزمرہ کی بات کرتا ہوں بالفرض آپ کے شاگرد نے آپ کی نافرمانی کی تو آپ اس کی نافرمانی پر چاہتے ہیں کہ اس سے ناراض ہوں تو آپ مجھے بتائیں کہ کن لفظوں میں آپ اس سے خطاب کریں گے کیا آپ ناراضگی کا اظہار کرنے کے لیے اور اس پر ناراض ہونے کے لیے یہ کہیں گے کہ اے قابلِ احترام، اے معزز، اے میرے محترم شاگرد تو نے یہ کام کیوں کیا؟ آپ یہ بتائیں یہ الفاظ، یہ طرزِ خطاب اس ناراضگی کے اظہار کے ساتھ مناسب لگتا ہے۔ بھٹی آپ اس کو ڈانٹ رہے ہیں تو آپ کہیں گے کہ اے بیوقوف کیوں تو نے یہ کام کیا۔ تو آپ اس کے لیے ایسے الفاظ بولیں گے جو اس کی مذمت پر دلالت کرتے ہوں ایسے الفاظ نہیں بولیں گے جو اس کی عزت و عظمت پر دلالت ہوں۔ ٹھیک ہے یا غلط ہے؟ تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے رسول کو ڈانٹ پلائی تو ان کے پاس تو کوئی دلیل نہیں ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ نے اپنے رسول پر محبت کا اظہار فرمایا میرے پاس دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کلام کی ابتدا فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ** آپ مجھے یہ بتائیں کہ ساری دنیا میں اور تمام دنیا کے لغات میں **النَّبِيُّ** سے زیادہ معزز اور محترم کوئی لفظ ہے؟

اے منصبِ نبوت پر رونق افروز ہونے والے محبوب، کتنی بڑی عزت کا لفظ ہے، کتنے بڑے احترام کا لفظ ہے اس سے بڑھ کر کیا، اس کے برابر بھی کائنات میں مخلوق کے لیے کوئی لفظ آپ مجھے نہیں دکھا سکتے۔ یہ ٹھیک ہے؟ تو اگر آپ کے نزدیک یہ وہی بات ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے رسول کو ڈانٹ پلائی تو اس کے لیے تو وہی انداز ہونا چاہیے

تھا جو ایک نافرمان شاگرد کے لیے آپ ناراضگی کا اظہار کرتے وقت گفتگو میں انداز اختیار کرتے ہیں وہی ہونا چاہیے تھا او پاگل، او احمق، او بیوقوف، یہ تو نے کیا کیا۔

لیکن اللہ فرماتا ہے اے پیارے نبی! اے منصب نبوت کو زیب دینے والے محبوب! لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ اندازہ فرمائیں کہ یہ انداز، یہ طرز کلام میرے دعوے کی دلیل ہے یا اُس کے دعوے کی؟ تو پہلی بات تو آپ اپنے ذہن میں یہ نکتہ رکھ لیں اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بظاہر صورتِ عتاب تو یقیناً ہے۔

عتاب عتاب میں فرق: بھٹی عتاب عتاب میں فرق ہے مثال نہیں دیتا سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول مثال سے پاک ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی زوجہ، ایسی شریک حیات، رفیق حیات عطا فرمائی جس کے ساتھ آپ کو اس کی خوبیوں کی بناء پر، اس کے محاسن کی بناء پر اور اس کے محامد کی بناء پر آپ کو اس سے کمال درجہ کی محبت ہے جب کوئی بیوی محاسن سے متصف ہو، محامد اس میں پائے جائیں، خوبیاں اس میں پائی جائیں، تعریف کی باتیں اس میں پائی جائیں، وہ نیک و صالحہ ہو، پاک دامن ہو، طیبہ طاہرہ ہو، حسن و جمال کا پیکر ہو تو اسکے ساتھ جو محبت ہوگی وہ ایک طبعی اور فطری تقاضا ہوگا اور واقعی وہ محبت کا ایسا مرکز ہوگا (مثال نہیں دیتا فقط بات سمجھاتا ہوں) فرض کیجئے آپ اپنے کاروبار پر چلے گئے، ملازمت پر دفتر چلے گئے، کسی کام پر گئے اور بیوی کو بیمار چھوڑ کر گئے اٹھنے کے قابل نہیں ہے، بخار چڑھا ہوا ہے، تکلیف میں ہے جب اس نے دیکھا کہ میرے خاوند کے آنے کا وقت آگیا اور جب وہ آئے گا تو بھوکا ہوگا، پیاسا ہوگا اس کے لیے کھانا سالن، اس کے حسبِ منشاء طعام کا انتظام۔ اب اپنے خاوند کی خدمت کے لیے اس نے کیا کیا کہ اسی حالت میں جبکہ وہ سخت بیمار ہے، بخار میں تپ رہی ہے اب جناب وہ اٹھی گرمی کا زمانہ اور اس نے کیا کیا چولہے میں آگ جلائی اور وہ لکڑیاں جھونک رہی ہے اور منہ اس کا تہمتار ہا ہے بخار میں بھن رہی ہے اور وہ اپنے خاوند کے لیے کھانا پکانے میں مصروف ہے اس لیے کہ میرا خاوند آئے گا تو کیا کھائے گا تو اس نے کہا کہ یہ میرا فرض ہے کہ اپنے خاوند کے آنے سے پہلے اس کے آنے تک کھانا تیار کر لوں اور جب اس کا خاوند آیا تو اس نے اس حال میں بیوی کو دیکھا تو اب اس وقت اس کی حالت کیا ہوئی، محبت کے تقاضے نے جو اس کو ایک تاثر دیا وہ کیا تاثر تھا؟ وہ یہ تاثر تھا کہ وہ ناراض ہونے لگا کہ تجھے اپنی حالت پر رحم نہیں آتا تو یہ نہیں دیکھتی کہ تو بخار میں پڑی ہوئی ہے اور تو نے کیوں یہ آگ جلائی اور کیوں تو نے گرمی میں اپنے آپ کو خراب کیا۔ وہ ناراض ہوتا ہے لیکن ایمان سے کہنا کہ اس کا ناراض ہونا اس لیے ہے کہ اس کو ڈانٹ پلائے اس لیے ہے کہ اپنی خفگی کا اور اپنے دل کی ناپسندیدگی کا اظہار کرے یا یہ محبت کا اظہار ہے؟ تو یہ بھی عتاب کا پہلو ہے مگر یہ عتاب عین محبت کا خطاب ہے، الفاظ عتاب کے ہیں، گفتگو عتاب کی ہے جو شخص ان دونوں کی کیفیت سے واقف نہیں ہے اور جس کو معلوم نہیں ہے کہ یہ بیوی کتنی اچھی ہے اور یہ خاوند کتنی اس کے ساتھ محبت کرتا ہے تو جب وہ آکر اس کے طرز کلام کو، اس کے طرز بیان کو اس کی آواز کو محسوس

کرے گا تو ممکن ہے کہ وہ یہ سمجھ لے کہ یہ واقعی ناراض ہو رہا ہے لیکن جس کو حقیقت حال کا پتہ ہے وہ تو یہی کہے گا کہ اپنی کمالِ محبت کا اظہار کر رہا ہے تو بھٹی بات یہ ہے کہ جنہیں حقیقت حال کا پتہ نہیں ہے وہ تو یہی کہیں گے۔  
 اللہ تو بیٹے سے پاک ہے اللہ تو بیوی سے پاک ہے اللہ جل جلالہ و عظاموالہ کو اپنے محبوب ﷺ سے وہ محبت ہے کہ ساری دنیا کی محبتوں کو ایک طرف رکھ دو اور اللہ کو جو رسول سے محبت ہے وہ ایک طرف رکھ دو کوئی محبت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اللہ اکبر! اس کی مثال بھی قرآن میں موجود ہے مگر بات یہی ہے کہ

ع سخن شناس نہی دل برا خطا این جا ست

اس کی مثالیں قرآن میں موجود ہیں بات یہ تھی کہ

غزوہ تبوک کا موقع تھا مؤمنین تو ہمیشہ اس بات کے متلاشی رہتے تھے کہ کب کوئی جہاد کا موقع آئے اور ہم جہاد کی فضیلت حاصل کریں اور شہادت پانے کا کوئی موقع ہمیں نصیب ہو اور منافقین کے اوپر تو جہاد کے نام سے ایک لرزہ طاری ہو جاتا تھا چنانچہ اتفاق ایسا ہوا کہ تمام منافقین جمع ہوئے انھوں نے کہا کہ بھٹی یہ تو بڑا المبا سفر ہے، گرمی کا زمانہ ہے، کہاں مدینہ، کہاں تبوک، شام کے علاقے میں، شام کے راستے میں، تبوک شام کے قریب تھا بہت دور کا سفر تھا اور حالت یہ تھی کہ چالیس ہزار دشمن مقابلے میں جمع تھے یا اس سے بھی زائد۔ بہت پریشانی تھی بعض علماء نے کہا کہ لاکھ سے زیادہ فوجیں عیسائیوں نے جمع کی تھیں اب ان کے مقابلے میں مسلمانوں کا جانا بڑی عجیب بات تھی۔ اللہ اکبر جن کے دلوں میں ایمان تھا تو سچ کہتا ہوں کہ ان کے لیے تو اس سے بڑھ کر خوشی کا موقع نہیں تھا اور منافقین کا حال ایسا تھا کہ وہ لرزتے تھے، کانپتے تھے اور ڈرتے تھے کہ پتہ نہیں ہمارا کیا بنے گا تو منافقین جمع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ان کو کیا پتہ ہے ہم جیسا بھی جا کر ان کو بیان کریں گے وہ کہیں گے ٹھیک ہے ان کو پتہ ہی کچھ نہیں، وہ جانتے بھی کچھ نہیں ہم جو کچھ بھی انھیں جا کر عذر بیان کریں گے وہ کہیں گے ٹھیک ہے ہمارا عذر وہ قبول کر لیں گے تو کچھ لوگوں نے کہا کہ ابھی اگر ہم عذر جا کر پیش کریں تو مسلمانوں کے مقابلے میں تو ہم ذلیل ہو کر رہ جائیں گے مؤمنین مخلصین کے سامنے۔ تو طے یہ کیا کہ ابھی کچھ بھی مت بولو اتنا بڑا لشکر ہے کون دیکھتا ہے کون شامل ہو کون نہیں ہوا جب یہ لشکر واپس آئے گا اور پھر ہماری بات سامنے آئے گی تو ہم جا کر عذر بیان کر دیں گے اور جب عذر بیان کر دیں گے انھیں پتہ تو کچھ ہے نہیں جیسے ہم کہیں گے عذر مان لیں گے بات ختم ہو گئی چنانچہ سرورِ عالم ﷺ مدینہ منورہ سے تبوک تشریف لے گئے اور یہ منافقین تو بڑے خبیث تھے، ڈر کے مارے گئے نہیں جب سرکار واپس تشریف لائے اور تین مؤمن ایسے تھے کہ وہ بھی نہ پہنچ سکے مگر معاذ اللہ نفاق کی بنیاد پر نہیں بلکہ کچھ تھوڑی سی ان سے غفلت ہو گئی پکے مؤمن، سچے مؤمن ان کے اوپر عتاب نازل ہوا اور پچاس راتیں جو ان پر گزریں بخاری شریف میں اور دوسری کتب احادیث میں ان کا یہ واقعہ موجود ہے مگر اس وقت مجھے ان کے واقعہ سے بحث نہیں ہے اس وقت تو منافقین کی گفتگو پیش

نظر ہے۔ جب سرکار تشریف لائے تو یہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے کسی نے کہا کہ میری بیوی بیمار تھی، کسی نے کہا میری لڑکی بیمار تھی، کسی نے کہا حضور میرا بیٹا بیمار تھا، کسی نے کہا میں خود مر رہا تھا جو جو جھوٹی جھوٹی باتیں تھیں انہوں نے بیان کر دیں حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ جاؤ دفع ہو جاؤ اور جو مؤمنین مخلصین رہ گئے تھے مگر وہ نفاق کی بنیاد پر نہیں رہے تھے بلکہ وہ ان کی سستی تھی وہ حاضر ہوئے انہوں نے کہا حضور نہ تو ہم بیمار تھے، نہ ہم میں کوئی عذر تھا بلکہ ہم تو سستی کی بناء پر رہ گئے تھے فرمایا تمہارا معاملہ ابھی طے نہیں ہوا تم الگ ہو اور وہ الگ ہیں تمہارا مقدمہ اللہ کی طرف سے فیصل ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا ان تین صحابہ کا مقدمہ اللہ کی طرف سے فیصل ہو ا قرآن میں آیتیں نازل ہوئیں منافقین کو حضور ﷺ نے جلدی فرمایا کہ جاؤ جاؤ بھاگ جاؤ۔ بات یہ تھی حضور ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں، حضور کریم ہیں، حضور رحیم ہیں، حضور رؤف ہیں حضور ﷺ کے سامنے جب جھوٹے جھوٹے عذر بیان کئے اور وہی ناپاک تصور ذہن میں لے کر جو پہلے پہلے انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے رکھا تھا تو سرکارِ دو عالم ﷺ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اگر یہ لوگ یہیں بیٹھے رہے تو ایسا نہ ہو کہ رب کی غیرت جوش میں آجائے اور یہیں بیٹھے بیٹھے ان کی تذلیل ہو جائے اور ایسی آیتیں نازل ہو جائیں اور یہیں ان کا منہ کالا ہو جائے تو حضور ﷺ نے یہ نہیں چاہا کہ یہ یہیں بیٹھے بیٹھے ذلیل و خوار ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کی مذمت میں، ان کی برائی میں ایسی آیات نازل فرمادے تو اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا جلدی جاؤ اور دفع ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ تمہارے منہ یہیں کالے ہو جائیں تمہارے میں اس قدر جھوٹ اور فریب ہے ابھی اس کا کہیں پردہ چاک نہ ہو جائے سرکار نے ان کو دفع فرمادیا وہ چلے گئے۔ اللہ باریک بینی سے ان کو دیکھتا ہے۔ آیت نازل فرمائی عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ (بارہ ۱۰۔ التوبہ آیت ۴۳) میرے محبوب اللہ آپ کو معاف فرمائے۔ دیکھو یہاں بھی بات تو ہو گی مگر عَفَا اللَّهُ عَنْكَ یہ پہلے فرمایا اسی لئے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے محبوب پر اظہارِ ناراضگی نہیں فرما رہا بلکہ اللہ باریک بینی سے ان کو دیکھتا ہے اور ان کی محبت کے طور پر یہ کلام فرما رہا ہے لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ میرے محبوب آپ نے اتنی جلدی ان کو اجازت دے دی، کیوں آپ نے اجازت دی؟ آپ کو ذرا سا اظہارِ تحمل فرمانا چاہئے تھا یہاں تک کہ جو سچے تھے ان کا سچا ہونا سامنے آجاتا۔ اللہ آپ کو معاف فرمائے میرے محبوب آپ نے کیوں اتنی جلدی ان کو اجازت دے دی عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ (بارہ ۱۰۔ التوبہ آیت ۴۳) میرے محبوب اللہ آپ کو معاف فرمائے آپ نے کیوں اتنی جلدی اجازت دے دی اجازت دینے میں (حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكِ الْذِينَ صدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِينَ ۝) یہاں تک تامل فرماتے کہ سچوں کا سچا ہونا سامنے آجاتا اور جھوٹوں کا جھوٹا ہونا سامنے آجاتا۔ اب یہاں آپ اگر غور فرمائیں تو میں آپ کو سمجھاؤں کہ یہ صورت حال کیا تھی لوگوں نے تو یہی سمجھا کہ حضور ﷺ کو پتہ کچھ نہیں تھا اللہ نے ناراضگی کا اظہار کر دیا حضور ﷺ نے کیوں ایسی غلطی کی۔ لوگ تو یہی کہتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ میرے پیارے محبوب آپ نے ان کو اذن دینے میں جلدی فرمائی ذرا سا آپ تحمل فرماتے۔ کیوں؟ اس لیے کہ میں یہ گوارا نہیں کرتا کہ میرے

محبوب کے خلاف منصوبے بنانے والے اور میرے محبوب کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے تصورات ذہن میں قائم کرنے والے میرے محبوب کی مجلس سے صحیح و سالم اٹھ کر چلے جائیں اور انکے منہ کالے نہ ہوں پیارے محبوب اتنا تو توقف فرماتے کہ ان کی موجودگی میں ان کے منہ کالے ہو جاتے۔ اور سرکار نے کیا کیا، سرکار یہ جانتے تھے کہ میرے رب کی غیرت جوش میں آگئی تو معاملہ انتہائی خراب ہو جائے گا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہیں اپنے سر کی سلامتی چاہیے تو جلدی ابھی ابھی نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ میرے محبت کی طرف سے انتقام شروع ہو جائے تو پھر تم اس انتقام کی تاب نہیں لاسکو گے۔ تو یہ میرے آقا کی کمال رحمت تھی کہ حضور ﷺ نے اس سے پہلے کہ اللہ کی طرف سے انتقام ہو اور ان کے حق میں ان کے جھوٹے ہونے کی آیتیں نازل ہوں اس سے پہلے ہی حضور ﷺ نے ان کو دفع فرمادیا۔

میں مثال نہیں دیتا میں بات کرتا ہوں کہ اگر کسی کے محبوب کو اگر آپ تنہائی میں تکلیف پہنچانا چاہیں اور وہ جانتا ہے کہ میرا محبت پیچھے آرہا ہے تو وہ ان کو کہے کہ تم اگر اپنا سر سلامت چاہتے ہو تو ابھی جلدی سے نکل جاؤ ورنہ ایسا نہ ہو کہ میرا محبت آجائے اور تمہارا کام ہمیں پر تمام ہو جائے تو اس کو وہ محبوب بچا رہا ہے یہ بھی اس کی جمال محبوبیت کی دلیل ہے تو حضور سید عالم ﷺ نے منافقین کو فرمایا کہ جلدی سے نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ تمہاری موجودگی میں تمہاری مذمت کی آیتیں نازل ہو جائیں اور میرے محبت، رب کریم غفور و رحیم کی غیرت جوش میں آجائے اور تمہاری رو سیاہی نازل ہو جائے جلدی نکل جاؤ اللہ فرماتا ہے لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ مِرْءَٰبِ مَحْبُوبٍ اٰپ نے اتنی جلدی کیوں اذن دے دیا۔

وہی بات حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار حضور ﷺ کی خدمت میں آتے تھے اور کیوں آتے تھے؟ سرکار کے حسن و جمال کو اپنے سینے میں لے کر آتے تھے، کیوں؟ اس لیے کہ اللہ نے فرمایا حضور مُزَكِّيٰ هِيں اللہ نے فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ (بارہ)؛ آل عمران آیت ۱۶۴) يُزَكِّيْ كَا فَاَعْل كُوْن هِيں؟ رَسُوْل هِيں يَا نِهِيں؟ اور جو يُزَكِّي كَا فَاَعْل ہوگا تو وہ مُزَكِّيٰ ہوگا کہ نِهِيں؟ تو میرے آقا مُزَكِّيٰ ہوئے کہ نِهِيں؟ جب حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور سرکار کے حسن تزکیہ سے وہ حسن و جمال پاتے تھے اور پھر حضور ﷺ ہی کے حسن تزکیہ کو لے کر واپس چلے جاتے تھے اور پھر حضور ﷺ کے حسن تزکیہ کو مزید حاصل کرنے کے لیے پھر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے تھے یہاں تک کہ سرکار کے حسن تزکیہ نے ان کو واقعی ایسا پاک کر دیا کہ اب وہ اس لیے حاضر ہوئے کہ سرکار کی بارگاہ میں آپ کے دستِ اقدس پر مشرف بہ اسلام ہو جائیں اور یہ ایسے وقت میں آئے کہ جب قریش کے کچھ بڑے بڑے سردار آئے ہوئے تھے اگر وہ مسلمان ہو جاتے تو ان کے ماتحت ہزاروں آدمی مسلمان ہو جاتے حضور ﷺ ان کو تبلیغ فرما رہے تھے اور یہ حضور ﷺ کی تبلیغ میں بیٹھے رہے اب تبلیغ تو کافروں کے بڑے بڑے سرداروں کو ہو رہی تھی تو عبداللہ ابن ام مکتوم نے اس حقیقت کو سمجھا نہیں تو یہ حضور ﷺ کے کلام میں اثنائے کلام بار بار بول اٹھے تو حضور سرور



عالم ﷺ نے ادھر توجہ نہیں فرمائی، کدھر؟ کہ یہ فوری طور پر یہ جو دخل دے رہے ہیں اور یہ میرے حسن و جمال کے انوار و برکات کو اور میرے حسن تزکیہ کو لے کر میری بارگاہ میں مشرف بہ اسلام ہونے کے لیے حاضر ہیں تو سرکار نے ادھر توجہ نہیں فرمائی اور سرکار ادھر متوجہ رہے کہ اگر یہ لوگ نکل گئے تو پھر تبلیغ کا موقع ملے یا نہ ملے میں اپنا فرض پورا کر دوں اور ان کو صحیح معنی میں تبلیغ کر دوں۔ تبلیغ کس بات کی کر رہے تھے؟ دین کی تبلیغ کر رہے تھے۔ اب آپ سے

پوچھتا ہوں کہ حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (بارہ ۶ المائدہ آیت ۶۷)

ارے! مقصد بعثت تو تبلیغ تھا اور جو مقصد تھا اسی کو حضور ﷺ پورا فرما رہے تھے۔ اب درمیان میں عبد اللہ ابن ام مکتوم

بول اٹھے تو یہ غلطی تو عبد اللہ ابن ام مکتوم کی تھی کہ انہوں نے حضور ﷺ کے اثنائے کلام، کلام کیا یہ حضور ﷺ کی

غلطی نہیں تھی کیونکہ حضور ﷺ اللہ کے حکم کی تعمیل میں لگے ہوئے تھے کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ کو تو حکم ہی تھا کہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ط وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ط (بارہ ۶ المائدہ آیت ۶۷) آپ تو

تبلیغ فرمائیں اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اپنی رسالت کے فرائض کو کہاں انجام دیا، تو حضور ﷺ تو فرائض رسالت

کو انجام دے رہے ہیں یا نہیں؟ اور عبد اللہ ابن ام مکتوم درمیان میں بول رہے ہیں، حضور ﷺ کے کلام کو قطع کر رہے

ہیں وہ بھی اپنے جوش میں ہیں کہ مجھے کب موقع ملے کہ میں مشرف بہ اسلام ہوؤں۔ سبحان اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ

ملاحظہ فرما رہا ہے اپنے حبیب کی شان کو بھی، عبد اللہ ابن ام مکتوم کو بھی، اُن ضائد قریش کو بھی، مکہ کے کافروں کو جن

میں سرکار تبلیغ فرما رہے ہیں۔ اللہ دیکھ رہا ہے کہ ان میں ایمان کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے میرے محبوب

تو اپنا فرض انجام دے رہے ہیں رسالت کا جو منصب ہے اسے پورا فرما رہے ہیں ان (کافروں) کے اندر تو ایمان قبول

کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے اور ادھر ان (عبد اللہ ابن ام مکتوم) کے اندر تو ایمان اور اسلام اور تزکیہ کا جام چھلک رہا ہے

جیسے لبریز ہو کر ابھی چھلکا۔ تو ادھر تو عبد اللہ ابن ام مکتوم کا جام تزکیہ چھلک رہا ہے ادھر ان بے ایمانوں کے اندر ایمان

قبول کرنے کی ذرہ برابر صلاحیت نہیں ہے ادھر اللہ کے محبوب ﷺ اپنے منصب رسالت کی تکمیل میں پوری طرح

مشغول ہیں۔ یہ منظر آپ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ کیونکہ عالم الغیب والشہادہ ہے

حاضر و ناظر ہے سب حقیقتوں کو، ظاہر و باطن سب کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ اکبر! ادھر عبد اللہ ابن ام مکتوم بے چین

ہیں کہ کب مجھے موقع ملے میں مشرف بہ اسلام ہوؤں ادھر حضور ﷺ نہایت ہی متوجہ ہیں کہ کس طرح میں اپنے

منصب رسالت کو پورا کروں۔ اللہ اکبر، یہاں تک کہ سرکار ان کو تبلیغ فرماتے رہے اور عبد اللہ ابن ام مکتوم انتظار

کرتے کرتے چلے گئے جب وہ چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ عَبَسَ وَتَوَلَّى هُ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى ه

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزْكِي ه (بارہ ۳۰ عبس آیت ۳۰، ۲۰، ۱) یہاں پر حضور ﷺ کا نام نہیں لیا اور یہاں تک کہ خطاب کا صیغہ بھی

نہیں عَبَسَ ماضی کا صیغہ ہے عَبَسَ ماضی مطلق غائب کا صیغہ ہے حضور ﷺ کا اسم گرامی نہیں لیا۔ کیا بات تھی؟ بتانا

یہ تھا کہ یہ موقع ایسا تھا کہ عبد اللہ ابن ام مکتوم تو آپ ہی کے حسن و جمال کے جلوؤں کو لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے اور آپ اس کام میں لگے ہوئے تھے جو میں نے آپ کے ذمہ لگایا کیونکہ **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ** آپ میرے کام میں اس قدر مصروف ہو گئے کہ اپنے حسن کے جلوؤں کو بھی آپ نے نظر انداز فرمادیا۔ اللہ اکبر۔ عبد اللہ ابن ام مکتوم تو آپ کے حسن تزکیہ کے جلوؤں کو لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے تو آپ کچھ بھی نہ دیکھتے اپنے جلوہ ہائے حسن تزکیہ کو اپنی نگاہوں سے نواز دیتے آپ نے تو اپنے حسن کے جلوؤں کو نظر انداز فرمادیا یہ کتنی بڑی عظیم محبت کا اعلان ہے کہ میں کہتا ہوں اس بات کا ثبوت بھی کسی دوسرے کے حق میں نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے اس کو بھی کہا کہ اللہ نے رسول کو ڈانٹ دیا **ذَلِكَ** سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم یہ تو بتاؤ کہ حضور ﷺ کی غلطی کیا تھی جس پر ڈانٹ پلائی، کون سی غلطی تھی؟ بھئی! یہی تھا کہ وہ ضائد قریش کو تبلیغ فرما رہے تھے اور یہ تبلیغ فرمانا تو منصب رسالت کی تکمیل ہے اس کام کو کر رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذمہ لگایا یوں کہتے کہ حضور ﷺ اپنا کوئی کام نہیں کر رہے تھے اللہ کا کام کر رہے تھے۔ تو گویا اللہ نے فرمایا میرے پیارے میرے کام کو چھوڑ دیا ہوتا، اپنے حسن کے جلوؤں کو نواز دیا ہوتا۔ یہ ہے کمال محبت کا خطاب اور اسی لیے عتاب کے معنی جو مفسرین اور علماء لغت نے کئے ہیں اٹھا کر دیکھئے **لسان العرب**، تاج العروس ان تمام کتابوں کے اندر عتاب کے معنی **مُخَاطَبَةُ الْجَلَالِ** لکھے ہیں اور **مُخَاطَبَةُ الْجَلَالِ** کے معنی کا خلاصہ پیش کرتا ہوں کہ **مُخَاطَبَةُ الْجَلَالِ** کے معنی ہیں کہ 'محبوب کی ادنیٰ بے توجہی پر محبت بھری ہلکی خفگی کا اظہار فرمانا' اور یاد رکھو عتاب کے معنی قطعاً یہی ہیں لوگوں نے عتاب اور غضب میں فرق ہی نہیں سمجھا اب لوگوں کی جمالت کا کیا کہا جائے انھوں نے نہ قرآن کو سمجھا، نہ حدیث کو سمجھا اس بحث میں تو میں اس وقت نہیں جانا چاہتا میں تو صرف اتنی بات عرض کرتا ہوں کہ عتاب کے معنی صرف یہی ہیں اور اسی لیے علماء لغت نے **لسان العرب**، تاج العروس میں بھی اور لغت عرب کی ایک بہت بڑی کتاب **جواہر العرب** کے اندر بھی یہی معنی لکھے ہیں انھوں نے اہل عرب اور اہل زبان کے محاورات کو بھی نقل کیا وہ فرماتے ہی

عَاتِبُ ذَا الْمَوَدَّةِ مِنْ صَدِيقٍ إِذَا مَا رَأَيْتُ مِنْهُ الْاجْتِنَابُ

إِذَا ذَهَبَ الْعِتَابُ فَلَيْسَ وَدٌّ وَيَبْقَى الْوَدُّ مَا بَقِيَ الْعِتَابُ

یہ دونوں شعر لسان العرب میں بھی ہیں اور ایک کتاب میں نہیں لغت کی سب کتابوں میں **جواہر العرب**، تاج العروس، لغت العرب میں ہیں فرماتے ہیں **عَاتِبُ ذَا الْمَوَدَّةِ مِنْ صَدِيقٍ** کہ میرا دوست جو کمال محبت میرے دل میں اس کی ہے تو میں کبھی کبھی اس سے عتاب کے ساتھ پیش آجاتا ہوں، کب؟ **إِذَا مَا رَأَيْتُ مِنْهُ الْاجْتِنَابُ** جب مجھے کچھ خطرہ ہوتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ یہ ذرہ مجھ سے بے توجہی کر رہا ہے تو اس کی بے توجہی پر میں کبھی کبھی اس کے ساتھ عتاب کے ساتھ پیش آجاتا ہوں مگر عتاب سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ عتاب محبت کے خلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ

یہ بات نہیں ہے کہ عتابِ محبت کے خلاف ہے یہ عتاب تو عینِ محبت کی حقیقت ہے انہوں نے کہا

أَعَاتِبُ ذَا الْمَوَدَّةِ مِنْ صَدِيقٍ إِذَا مَا رَأَيْتُ مِنْهُ الْاجْتِنَابَ

میں اپنے دوست کے ساتھ جس کے ساتھ مجھے کمالِ محبت ہے کبھی عتاب سے پیش آجاتا ہوں مگر کب؟ جب مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میرا محبوب میرا دوست مجھ سے کچھ تھوڑی سی بے توجہی اختیار کئے ہوئے ہے آگے فرماتے ہیں

إِذَا ذَهَبَ الْعِتَابُ فَلَيْسَ وَدًّا" اگر کہیں عتاب چلا جائے عتاب کا وجود نہیں ہو، عتاب ہو ہی نہیں، عتاب بالکل نہیں ہو تو سمجھ لو! إِذَا ذَهَبَ الْعِتَابُ فَلَيْسَ وَدًّا" جہاں عتاب نہیں ہے وہاں تو محبت ہی نہیں ہے وَ يَبْقَى الْوُدُّ مَا بَقِيَ الْعِتَابُ ارے محبت تو جب ہی باقی رہتی ہے جب تک عتاب کا خطاب جاری رہے اور جب عتاب ختم ہو گیا تو محبت کہاں باقی رہی محبت تو جب تک ہے جب تک خطابِ عتاب ہو اور جب عتاب نہیں رہا تو محبت کہاں رہی تو جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جس قدر عتاب کی آیات قرآن پاک میں نازل ہوئی ہیں خدا کی قسم وہ کمالِ محبت کی دلیل ہیں ادھر حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے تقاضے محبت سے ذرا بے توجہی فرمائی ادھر عتاب نازل ہو گیا اور یہی بات یہاں تھی کہ پیارے حبیب! آپ تو ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی میں مصروف ہیں اور آپ نے اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی کہ ان کی رضا جوئی میں آپ کو تکلیف ہوگی آپ کی تکلیف ہمیں گوارا نہیں ہے ادھر آپ نے توجہ نہیں فرمائی لہذا فرمایا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ" تو یہ عتاب اس نوعیت کے ساتھ بنتا ہے جیسا میں نے عرض کیا کہ آپ نے ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی کی طرف توجہ رکھی اور ادھر آپ نے توجہ ہی نہیں فرمائی کہ آپ ان کی رضا جوئی کی طرف متوجہ ہوں گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ اپنی محبوب چیز کو ترک کر دیں گے اور آپ کی محبوب چیز کا ترک آپ کے لیے تکلیف کا باعث ہوگا تو پیارے حبیب! آپ کی کوئی ناراضگی ہے تو ازواجِ مطہرات کے ساتھ ہے ہمارے ساتھ تو کوئی ناراضگی نہیں ہم تو گوارا نہیں فرماتے کہ آپ کسی کی خاطر اپنی محبوب چیز کو چھوڑ دیں آپ بتائیں کہ اس سے بڑھ کر حضور ﷺ کی عظمت کا اور کون سا مقام ہوگا۔ افسوس ہے ان لوگوں پر کہ جنہوں نے ان حقیقتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

بس آگے انشاء اللہ اگلی آیت کے متعلق۔ اب جو کچھ بھی یہ معاملہ شروع ہو ازواجِ مطہرات سے شروع ہو تو اب عتابِ اصل میں ازواجِ مطہرات پر ہے حضور ﷺ سے تو کمالِ محبت کا اظہار ہے اور وہ جو آگے آیت پڑھی تھی عَسَىٰ رَبُّهُ إِن تَلَقَّكَ نَأَىٰ ازواجِ مطہرات! اے رسول کی بیویو! خوب سن لو اگر میرے رسول نے تمہیں طلاق دے دی اَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُمْ (التحریم ۵) تو اُن کا رب تم سے لاکھ درجے بہتر بیویاں اُن کو عطا فرمائے گا۔ یہ کیا ہے؟ یہ ازواجِ مطہرات کے حق میں عتاب ہے، کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے اگرچہ قصداً ایسا کام نہیں کیا کہ حضور ﷺ کو معاذ اللہ ازیت پہنچائیں کیونکہ یہ تو کفر ہے ازواجِ مطہرات تو حضور ﷺ کی پاک بیویاں ہیں ایمان والوں کی مائیں ہیں وہ تو اس سے پاک ہیں مگر وہ تو اپنی محبت کے تقاضے، اپنی غیرت کے تقاضے کو پورا کر رہی ہیں۔

مجمع بحار الانوار لغت حدیث کی بہت بڑی کتاب ہے اس میں لکھا ہے الْغَيْرَةُ كَرَاهَةُ الْمُشَارَكَةِ فِي الْمَحْبُوبِ  
غیرت کے معنی اپنے محبوب میں غیر کی شرکت کو ناپسند کرنا۔ تو حضور ﷺ محبوب ہیں سب ازواج مطہرات کے اور ہر  
زوجہ مطہرہ یہی چاہتی تھی کہ میرے محبوب میرے ہی لیے ہوں اور یہی بات ہے کہ

شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری

غیر کی ہو کہ رہے یا شبِ فرقت میری

اور حضرت ابو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ بھی فرما رہے ہیں

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ند ہم

گوش را نیز حدیث تو شنیدن ند ہم

تو یہ کیا بات ہوئی غیرت کا مرکز تو محبت ہے ہر پاک بیوی کو حضور ﷺ کی کمالِ محبت تھی اور ہر بیوی کامل محبت کی  
بناء پر یہ چاہتی تھی کہ حضور ﷺ میرے ہی ہو کر رہیں اب حضور ﷺ کی کمالِ محبت بتاؤ! ایمان کی جان ہے یا نہیں  
ہے؟ تو حضور ﷺ کی ہر پاک بیوی حضور ﷺ کی انتہائی محبت کی بناء پر کمالِ ایمان کی صفت سے متصف تھی لیکن اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب کی بیویو! تم نے اپنی محبت اور غیرت کے تقاضے کو تو پورا کیا یہ نہ دیکھا کہ تمہاری محبت اور  
غیرت کا جب تقاضا پورا ہو گا تو میرے محبوب کو تکلیف ہوگی کہ وہ اپنی پسندیدہ چیز کو چھوڑ دیں گے تو اس نکتہ کی بناء پر  
فرمایا عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ اے محبوب کی بیویو! تم نے اپنی محبت کو پورا کرنے کے لیے اپنی غیرت کے تقاضے کو پورا  
کرنے کے لیے یہ نہ دیکھا کہ ہماری محبت کا تقاضا پورا ہو جائے گا مگر محبوب اپنی محبوب چیز کو چھوڑ دینگے اور جب وہ اپنی  
اس محبوب چیز کو چھوڑیں گے تو ان کو تکلیف ہوگی تو اس تکلیف کا تم نے احساس ہی نہیں کیا یہ بات ہماری توجہ میں  
تو ہے ہمارے علم میں ہے تم نے اے نبی کی بیویو! ادھر توجہ کیوں نہیں کی لہذا اب سمجھ لو کہ اگر تم نے یہی طریقہ  
اختیار رکھا کہ اپنی محبت کے تقاضے تم پورے کرتی رہیں اور محبوب کی تکلیف کا تم نے ذرا بھی خیال نہ کیا تو سمجھ لینا  
عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ اگر نبی نے میرے رسول نے تمہیں طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں ان کو  
عطا فرمائے گا پتہ چلا کہ اصلِ عتاب ازواجِ مطہرات پر تھا نبی پر نہیں تھا بہر حال اس مسئلہ کا میں نے آج ایک پہلو بہت  
واضح طور پر لیا ہے باقی پہلو پہلے لاتا رہا ہوں اور اس کا خلاصہ مختصر طور پر پیش کروں گا اللہ تعالیٰ آپ سب کی خیر فرمائے یا  
اللہ اپنے فضل و کرم سے اپنے ان سب محبوب بندوں کی خیر فرما اور سب کو اپنی رحمتوں سے اور برکتوں سے حظ وافر نصیب  
فرما دین میں بھی اور دنیا میں بھی بہت برکتیں عطا فرما۔ آمین

## الدرس التاسع

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي گیارہ تاریخ ہے پیر کا دن ہے الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ

الْحَمْدُ لِلَّهِ ہم سب روزے سے ہیں اے اللہ تو نے اپنی رحمت سے گیارہ روزے رکھوا دیئے باقی روزے بھی پورے رکھوا دے اور تراویح اور تمام معمولات پورے کرادے شرف قبول بھی عطا فرما۔ آمین

فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمْ مَا ج وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَلِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةَ

بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ه (التحریم آیت ۴) ان آیات طیبات میں ایسا نہیں ہوا کہ معاذ اللہ ازواج مطہرات کی اس میں کوئی

نذمت ہو العیاذ باللہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے متعلق صاف صاف فرمادیا یُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ

مِّنَ النِّسَاءِ (بارہ ۲۲. الاحزاب آیت ۳۲) اے نبی کی بیویو! جہان بھر میں تم کسی عورت کی مثل نہیں ہو سارے جہان کی

عورتوں میں تم بے مثل ہو۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو تمام جہان کی عورتوں میں بے مثل قرار دیا اگر اس کے بعد

کوئی نذمت کا پہلو ازواج مطہرات کی ذوات قدسیہ میں تلاش کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اللہ کے کلام کی اس آیت

کی تکذیب کرتا ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی (الاحزاب آیت ۳۲) اب آپ ہی بتائیں یہ اللہ کا کلام ہے یہ کوئی

حدیث نہیں ہے جس میں آپ کوئی جرح قدح کر سکیں یہ اللہ کا کلام ہے قرآن کی آیت ہے کہ اے نبی کی بیویو! تم

تمام جہان کی عورتوں میں کسی کی مثل نہیں ہو اور سارے جہان کی عورتوں میں تم بے مثل ہو۔ اس آیت کریمہ کے

ہوتے ہوئے اب کوئی شخص اگر ازواج مطہرات کی ذوات قدسیہ میں سورۃ التحریم کی آیات کو سامنے رکھ کر نذمت کا

کوئی پہلو نکالتا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو یہ فرمادیا کہ اے نبی کی بیویو سارے

جہان کی عورتوں میں تم بے مثل ہو لیکن معاذ اللہ اللہ کو پتہ ہی نہیں تھا اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہی نہیں تھا نبی کی بیویوں

نے تو یہ ظلم ڈھائے اور نبی کے اوپر اس قدر مظالم کئے تو اب بتائیے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے علم پر بھی حرف آئے گا اللہ

اس سے پاک ہے کہ اس کے علم پر حرف آئے اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کے کلام میں معاذ اللہ معاذ اللہ کذب کا

کوئی پہلو نکلے تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔ میں نے یہ بات فقط اس لیے کہدی کہ قرآن پاک کے تراجم میں کچھ

لوگوں نے بے اعتدالی اختیار کی اور ان تراجم کے پڑھنے سے عام طور پر یہ بات ذہن میں آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی بیویوں کو، امہات المؤمنین کو اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ برا بھلا کہا اور ان کے اندر ذنب کا، برائی کا پہلو نکالا تو عام تراجم کے پڑھنے سے یہ ایک تاثر پیدا ہو سکتا ہے اور میں نے دیکھا کہ ان آیات کا ترجمہ کرنے میں ہمارے مترجمین کامیاب نہیں ہوئے اور یہ اس کا بڑا افسوس ناک پہلو ہے بہر حال میں نے آپ کو قرآن کی آیت پڑھ کر بتا دیا کہ حضور ﷺ کی پاک بیویاں خواہ حضرت عائشہ ہوں، حضرت حفصہ ہوں، حضرت زینب ہوں، حضرت سودة ہوں، حضرت صفیہ ہوں، حضرت میمونہ ہوں، کوئی بھی حضور ﷺ کی پاک بیوی ہو خدا کی قسم حضور ﷺ کی کسی بیوی کی ذات پاک میں مذمت کا کوئی پہلو نہیں ہے اور تمام جہان کی عورتوں میں وہ بے مثل ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان والوں کی ماں قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ (بارہ ۲۲۔ الاحزاب ۶) نبی کی جو بیویاں ہیں وہ ایمان والوں کی ماں ہیں تو اب بتائے وہ کون سا نالائق بیٹا ہے جو اپنی ماں کی شان میں مذمت کا پہلو نکالے النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب ۶) یہ قرآن کی آیت ہے خدا نے فرمایا کہ نبی محترم ایمان والوں کے ساتھ ان کی جان سے بھی زیادہ اقرب ہیں احب ہیں اور اولى بالتصرف ہیں وَ اَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ نبی کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں تو بتائیے کہ پھر وہ ایمان والے کیسے ہیں جن کے لئے قرآن نے کہا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اَخْرَجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (بارہ ۱۱۰) آل عمران) تو جس امت کے حق میں اتنی بڑی عظیم فضیلت بیان فرمائی اور دوسری آیت قرآن کریم کی ہے وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّ سَطًا لِّتَكُوْنُوْا شٰهَدًا عَلٰى النَّاسِ (بارہ ۲۔ البقرة ۱۴۳) اب بتائیے! حضور ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ نے اُمتِ وسط فرمایا کہ نہیں؟ تو اُمتِ وسط کے کیا معنی ہیں امتِ عدول ایسی عدالت اور ایسا عدل اور ایسا باطن کا تزکیہ رکھنے والی امت کہ جس کی شہادت پر قیامت کے دن اقوامِ عالم کی نجات کا فیصلہ ہو گا میرے کہنے کا فقط مطلب یہ تھا کہ ان آیات کے عام تراجم کو دیکھ کر کوئی شخص بد عقیدگی کا شکار نہ ہو اور ازواجِ مطہرات کے حق میں اگر کسی کا عقیدہ خراب ہو گیا تو وہ دونوں جہان میں برباد ہے بہر نوع میں نے آپ کو یہ بتا دیا کہ یہاں جو اللہ تعالیٰ نے شدت اختیار فرمائی اس قسم کی شدت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عائشہ! اور اے حفصہ! وَاِنْ تَظَهَّرَا عَلَيْهِ اِگر تم دونوں نبی کو تکلیف پہنچانے میں ایک دوسرے کی مدد کرو گی اور ایک دوسرے کی معاونت کرو گی تو سمجھ لو فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰى وَ جِبْرِیْلُ وَ صٰلِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظٰهِيْرُوْا (التحریم ۴) اللہ نبی کا مددگار ہے، جبرائیل اور صالح مؤمنین بھی ان کے مددگار ہیں اور اس کے بعد سب ملائکہ بھی نبی کے مددگار ہیں۔ یہ قرآن ہے اللہ کا کلام ہے میری کوئی بات نہیں ہے نہ کوئی روایت ہے جس پر کوئی جرح و قدح ہو سکے اب اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کے لئے یہ شدت جو اختیار فرمائی اس کی وجہ تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور پھر میں آپ کے سامنے اس کو لوٹاتا ہوں تاکہ آپ کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جائے بھئی بات اتنی ہے کہ ازواجِ مطہرات نے جو منصوبہ بنایا جس کا ذکر میں آپ کے

سامنے کر چکا ہوں اس کا مقصد خدا کی قسم حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا حضور ﷺ کو تکلیف تو پہنچی بھئی ! تکلیف اس لیے پہنچی کہ حضور ﷺ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی چاہتے تھے اس لئے کہ حضور ﷺ کی زوجہ تھیں اور شہد تو حضور ﷺ کو بہت ہی پیارا تھا۔ کان رسول اللہ ﷺ يَحِبُّ الْعَسْلَ وَالْحَلْوَاءَ مِثْلِي كَيْ هَوَىٰ حَيْزِ اَوْ شَهْدِ يَه دو چیزیں سرکار کو بہت مرغوب اور بڑی محبوب تھیں۔ اب آپ ہی بتائے! ازواج مطہرات نے جو منصوبہ بنایا اس منصوبے کے تحت حضور اکرم ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اوپر ممنوع قرار دے دیا اور شہد کو اپنے اوپر ممنوع فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا میں شہد نہیں کھاؤں گا اس لئے کہ تم اس بات کو پسند نہیں کرتیں کہ میں کسی بیوی کے ہاں شہد کھانے کے لیے کچھ زیادہ دیر بیٹھ جاؤں تو تمہارا جذبہ غیرت پھر ابھر نے لگتا ہے تمہاری محبت کا جوش اُبلتا ہے تو اس لیے میں شہد کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں۔ اور سب باتوں کو آپ چھوڑ دیجئے اگر ایک شخص چائے کا عادی ہے اگر اس سے چائے بالکل چھڑا دی جائے تو اس کو تکلیف ہوگی کہ نہیں؟ بھئی! ایک شخص نمک کھانے میں کھاتا ہے، گوشت میں، ترکاری میں کھاتا ہے اب اس شخص کو کما جائے کہ وہ نمک نہیں کھائے گا تو یو لو! اس کو تکلیف ہوگی کہ نہیں؟ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو منصوبہ ازواج مطہرات نے بنایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اور ان کے ساتھ جو ازواج شامل تھیں جنہیں انہوں نے اپنے ساتھ شامل کیا تھا۔ اب بتائیے! ان کے اس منصوبہ کی بنا پر جب حضور ﷺ نے اپنی محبوب چیز کو اپنے اوپر حرام کیا تو حضور ﷺ کو تکلیف ہوئی یا نہیں ہوئی؟ ہوئی لیکن معاذ اللہ ازواج مطہرات نے حضور ﷺ کو تکلیف دینے کی غرض سے یہ منصوبہ نہیں بنایا تھا ان کی یہ غرض نہیں تھی ان کا یہ مقصد نہیں تھا کہ معاذ اللہ ہم یہ منصوبہ بنائیں اور اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائیں ارے! اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچانے کا جو قصد کرے وہ تو کافر ہے مؤمن ہو ہی نہیں سکتا۔ تو ان کا قطعاً یہ ارادہ نہیں تھا کہ حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں وہ تو اپنے جذبہ محبت اور جذبہ غیرت کی وجہ سے یہ چاہتی تھیں کہ حضور ﷺ جو شہد کھانے کے لیے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس زیادہ دیر بیٹھ جاتے ہیں تو وہ نہ بیٹھیں اور یہ فقط اپنی محبت اور غیرت کی بناء پر وہ یہ چاہتی تھیں ان کی نظر تو فقط اپنی محبت کے تقاضے پر تھی اور یہ توجہ انہوں نے نہیں کی کہ ہمارا یہ مقصد پورا ہو تو حضور ﷺ کو تکلیف ہوگی اس طرف انہوں نے توجہ نہیں کی اس طرف توجہ نہ کرنے پر اللہ نے اتنی شدت کے ساتھ ان کے حق میں کلام فرمایا کہ تم نے اس بات کی پرواہ نہیں کی۔ ان کی توجہ نہیں ہوئی اور جب ان کی توجہ نہیں ہوئی تو اللہ نے فرمایا کہ اے نبی کی بیویو! میرے رسول میرے حبیب ہیں میرے محبوب ہیں اگر تم کو یہ گوارا نہیں کہ حضور ﷺ اپنی محبوب چیز تناول فرمائیں کیونکہ اگر وہ تناول فرماتے ہیں تو تمہیں غیرت آتی ہے اب تم اپنی غیرت کی وجہ سے میرے محبوب کے شہد کھانے کو تم گوارا نہیں کرتیں اور تم اس بات کا احساس نہیں کرتیں، ادھر تمہاری توجہ نہیں ہے، ادھر التفات نہیں ہے کہ جب وہ اپنی محبوب

سامنے کر چکا ہوں اس کا مقصد خدا کی قسم حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا حضور ﷺ کو تکلیف تو پہنچی بھئی ! تکلیف اس لیے پہنچی کہ حضور ﷺ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی چاہتے تھے اس لئے کہ حضور ﷺ کی زوجہ تھیں اور شہد تو حضور ﷺ کو بہت ہی پیارا تھا۔ کان رسول اللہ ﷺ يُحِبُّ الْعَسْلَ وَالْحَلْوَاءَ میٹھی پکی ہوئی چیز اور شہد یہ دو چیزیں سرکار کو بہت مرغوب اور بڑی محبوب تھیں۔ اب آپ ہی بتائے! ازواج مطہرات نے جو منصوبہ بنایا اس منصوبے کے تحت حضور اکرم ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اوپر ممنوع قرار دے دیا اور شہد کو اپنے اوپر ممنوع فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا میں شہد نہیں کھاؤں گا اس لئے کہ تم اس بات کو پسند نہیں کرتیں کہ میں کسی بیوی کے ہاں شہد کھانے کے لیے کچھ زیادہ دیر بیٹھ جاؤں تو تمہارا جذبہ غیرت پھر اُٹھنے لگتا ہے تمہاری محبت کا جوش اُلتا ہے تو اس لیے میں شہد کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں۔ اور سب باتوں کو آپ چھوڑ دیجئے اگر ایک شخص چائے کا عادی ہے اگر اس سے چائے بالکل چھڑا دی جائے تو اس کو تکلیف ہوگی کہ نہیں؟ بھئی! ایک شخص نمک کھانے میں کھاتا ہے، گوشت میں، ترکاری میں کھاتا ہے اب اس شخص کو کما جائے کہ وہ نمک نہیں کھائے گا تو یو لو! اس کو تکلیف ہوگی کہ نہیں؟ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو منصوبہ ازواج مطہرات نے بنایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اور ان کے ساتھ جو ازواج شامل تھیں جنہیں انہوں نے اپنے ساتھ شامل کیا تھا۔ اب بتائیے! اُن کے اس منصوبہ کی بنا پر جب حضور ﷺ نے اپنی محبوب چیز کو اپنے اوپر حرام کیا تو حضور ﷺ کو تکلیف ہوئی یا نہیں ہوئی؟ ہوئی لیکن معاذ اللہ ازواج مطہرات نے حضور ﷺ کو تکلیف دینے کی غرض سے یہ منصوبہ نہیں بنایا تھا ان کی یہ غرض نہیں تھی ان کا یہ مقصد نہیں تھا کہ معاذ اللہ ہم یہ منصوبہ بنائیں اور اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائیں ارے! اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچانے کا جو قصد کرے وہ تو کافر ہے مؤمن ہو ہی نہیں سکتا۔ تو ان کا قطعاً یہ ارادہ نہیں تھا کہ حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں وہ تو اپنے جذبہ محبت اور جذبہ غیرت کی وجہ سے یہ چاہتی تھیں کہ حضور ﷺ جو شہد کھانے کے لیے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس زیادہ دیر بیٹھ جاتے ہیں تو وہ نہ بیٹھیں اور یہ فقط اپنی محبت اور غیرت کی بناء پر وہ یہ چاہتی تھیں ان کی نظر تو فقط اپنی محبت کے تقاضے پر تھی اور یہ توجہ انہوں نے نہیں کی کہ ہمارا یہ مقصد پورا ہو تو حضور ﷺ کو تکلیف ہوگی اس طرف انہوں نے توجہ نہیں کی اس طرف توجہ نہ کرنے پر اللہ نے اتنی شدت کے ساتھ ان کے حق میں کلام فرمایا کہ تم نے اس بات کی پرواہ نہیں کی۔ ان کی توجہ نہیں ہوئی اور جب ان کی توجہ نہیں ہوئی تو اللہ نے فرمایا کہ اے نبی کی بیویو! میرے رسول میرے حبیب ہیں میرے محبوب ہیں اگر تم کو یہ گوارا نہیں کہ حضور ﷺ اپنی محبوب چیز تناول فرمائیں کیونکہ اگر وہ تناول فرماتے ہیں تو تمہیں غیرت آتی ہے اب تم اپنی غیرت کی وجہ سے میرے محبوب کے شہد کھانے کو تم گوارا نہیں کرتیں اور تم اس بات کا احساس نہیں کرتیں، ادھر تمہاری توجہ نہیں ہے، ادھر التفات نہیں ہے کہ جب وہ اپنی محبوب



چیز کو چھوڑیں گے تو انہیں تکلیف ہوگی تو اے ازواجِ مطہرات! تمہیں یہ تو سوچنا چاہیے کہ اگر تمہاری محبت کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی محبوب چیز کو چھوڑ دیں تو ہماری محبت کا بھی تو کوئی تقاضا ہے اور ہماری محبت کا تقاضا کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ وہ ہمارے محبوب ہیں اور محبوب کا محبوب کی محبوب چیز کو ترک کرنا محبت گوارا ہی نہیں کرتا تو تم نے اس امر کی طرف توجہ ہی بالکل نہیں کی۔ اتنی بات پر اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کے حق میں شدت اختیار فرمائی اور یہ شدت جو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم کے حق میں ہے یہ ان کی مذمت نہیں ہے بلکہ حضور ﷺ کی عظمت اور محبوبیت کا اظہار ہے اس نکتہ کو اگر لوگ سمجھ لیں (توبات درست ہو جائے) تو اس بناء پر اللہ نے حضور ﷺ سے بھی فرمایا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (الاحزاب: ۱) اے نبی ﷺ! اے مسدِ نبوت پر جلوہ گر ہونے والے محبوب! جو چیز میں نے آپ کے لئے حلال فرمائی آپ کسی کی خاطر کیوں اپنے اوپر اس کو حرام فرماتے ہیں اور چونکہ آپ اس چیز کو اپنے اوپر حرام فرما چکے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کو پھر استعمال فرمائیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ج کیونکہ میرے محبوب کی ہر بات اور ان کا ہر قول اور ہر فعل دین ہے تو جب آپ ایک چیز کو اپنے اوپر حرام فرمانے کے بعد اس کو استعمال فرمائیں گے تو پیارے حبیب آپ کی امت کے لیے ہم یہ قانون مانتے ہیں کہ اگر آپ کی امت میں کوئی فرد کسی مصلحتِ شرعیہ کی بناء پر کسی مباح چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے اور پھر وہ اس کو استعمال کرے تو پھر اسے وہ کرنا چاہیے جو میرے محبوب نے کیا تو پتہ چلا کہ محبوب کا کرنا اور کہنا یہ دونوں دین کی راہیں ہیں جو حضور ﷺ کی اداؤں کے ساتھ تیار ہوئیں اب اس کے بعد سرکار کی شان میں ایسی بات کہنا جو نہ عقل کا تقاضا ہو نہ نقل کا تقاضا ہو کہاں کی ایمانداری ہے۔ بہر نوع ازواجِ مطہرات میں کوئی مذمت کا پہلو نہیں نعوذ باللہ۔ وہ طہیات ہیں، صالحات ہیں، وہ حضور کی محبوبات ہیں وہ بے مثل و بے مثال ہیں پھر ان کے بارے میں کسی کی بد عقیدگی اس کے لئے دونوں جہان کی تباہی کا سبب ہے یہ بات آپ اپنے ذہن میں رکھیں اور پھر ساری سورۃ کا مفہوم جو ہے وہ بالکل حل ہو جاتا ہے اور پھر آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی محبت کو کتنا اونچا کیا ان کی محبوبیت کی شان کو کتنا اٹھایا اور فرمایا اے عائشہ اور حفصہ تمہارے طرزِ عمل سے میرے محبوب کو تکلیف ہوئی یعنی انہوں نے اپنی محبوب چیز کو چھوڑا (اور انہیں) تکلیف ہوئی اگر تم اسی طرح اپنے موقف پر ٹھہری رہیں اور اسی طرح تم اپنے منصوبوں کو ایک دوسرے کے ساتھ چلاتی رہیں تو پھر یہ سمجھ لو کہ میرے محبوب کو تو تکلیف ہوگی اور میں تو گوارا نہیں فرماتا کہ میرا محبوب تکلیف اٹھائے تو یہ سمجھ لو اللہ ان کا مددگار ہے جبرائیل ان کے مددگار ہیں، مؤمنین صالحین ان کے مددگار ہیں اور یہیں بات ختم نہیں ہوئی اور فرمایا وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ فرشتے بھی ان کے بعد مددگار ہیں بھئی! کتنے مسائل یہاں حل ہو گئے سبحان اللہ! یہ سب باتیں جو حضور ﷺ کی محبوبیت کے احترام میں اللہ نے فرمائیں کہ اگر تم نے اپنا یہ طرزِ عمل جاری رکھا تو ہم اپنے محبوب کے مددگار ہیں، صالحین مؤمنین ان کے مددگار ہیں اور پھر

فرشتے بھی اس کے بعد ان کے مددگار ہیں۔

مسئلہ استعانت: یہ مسئلہ بھی آپ نے سمجھ لیا کہ جب اللہ نے فرمایا **فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ**، یہ لفظ دیکھ لیں میں کتنا ہوں بات ختم ہو جاتی ہے۔ (اے بارگاہِ نبوت تیری عظمتوں پر قربان جاؤں) ایک ہی لفظ دیکھئے **فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ** بے شک اللہ ان کا مددگار ہے تو یہ بات آپ خود سمجھیں کہ اللہ کے مددگار ہونے کے بعد کسی اور کے مددگار ہونے کی ضرورت رہتی ہے؟ بھئی! اگر میں کسی کا مددگار ہو جاؤں تو پھر کسی دوسرے کو مددگار بنانے کا مقصد تو یہ ہو گا کہ میں پوری پوری مدد نہیں کر سکتا تو بھئی آؤ تم بھی آؤ اور پھر وہ بھی آگئے تو پھر بھی مدد پوری نہیں ہوئی تو پھر تم تیسرے کو بھی بلاو یہ بھی مدد کر لیں پھر تیسرے سے بھی کام نہ بنا تو چوتھے تم بھی آؤ تاکہ پوری پوری مدد ہو جائے تو آپ مجھے بتائیں کہ اللہ کے مددگار ہونے کے بعد کس کی مدد کی حاجت رہی اور جب نہیں رہی اور یقیناً نہیں رہی تو پھر **فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ** کے بعد **وَجِبْرِيلُ** فرمانا اس کا کیا مطلب ہے؟ **وَصَلِحِ الْمُؤْمِنِينَ** فرمانا اس کے کیا معنی ہیں؟ **وَالْمَلَائِكَةُ** بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ اس کے کیا معنی ہیں؟ اس کے معنی ایک ہیں، ایک ہیں اور صرف ایک ہیں اور وہ کیا ہیں؟ وہ یہ ہیں کہ اللہ تو تمہیں نظر نہیں آتا اور اللہ تعالیٰ جب تمہیں نظر نہیں آتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عظاموالہ کے وہ کام جو اللہ کی ذاتِ پاک سے متعلق ہیں وہ بھی تو تم کو نظر نہیں آتے۔ ٹھیک ہے؟ بے شک چاند کو اللہ تعالیٰ چلاتا ہے، سورج کو اللہ چلاتا ہے لیکن اب یہ تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ چاند چل رہا ہے، سورج چل رہا ہے لیکن اب یہ کس کو نظر آرہا ہے کہ اللہ چلا رہا ہے اگر یہ بھی نظر آجاتا پھر تو کوئی منکر ہی نہیں رہتا بھئی! یہ کسی کو نظر آرہا ہے کہ اللہ چلا رہا ہے؟ بھئی! چلا تو وہی رہا ہے **امنا و صدقنا** لیکن اب یہ تو کوئی نہیں دیکھ رہا کہ اللہ چلا رہا ہے اگر یہ لوگ دیکھیں تو پھر کوئی بھی منکر نہیں ہو کوئی کافر نہیں ہو پھر تو اللہ کا کوئی بھی منکر نہ ہو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مددگار ہے اور اللہ تعالیٰ کے مددگار ہونے کے معنی کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **جبرائیل** کا مددگار ہونا وہ **جبرائیل** کا مددگار ہونا نہیں ہے وہ میرا ہی مددگار ہونا ہے ہاں میری مددگاری **جبرائیل** کے ذریعے ظاہر ہوگی **صالحین** مؤمنین کے ذریعے میری مددگاری ظاہر ہوگی وہ **جبرائیل** مددگار نہیں ہیں درحقیقت میں ہی مددگار ہوں وہ **صالحین** مؤمنین وہ مددگار نہیں ہیں ارے! وہ میں خود ہی تو مددگار ہوں **وَالْمَلَائِكَةُ** بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ارے! وہ ملائکہ مددگار نہیں ہیں میں خود ہی تو مددگار ہوں پتہ چلا کہ اللہ کے بندوں کی مدد اللہ ہی کی مدد ہوتی ہے اللہ کے بندوں کی جو مدد ہے وہ اللہ ہی کی مدد ہوتی ہے اب یہ لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ بھئی! **إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** (الفاتحہ آیت ۴) بھی پڑھتے ہو اور پھر فلاں مدد کرو فلاں مدد کرو غوثِ پاک تم مدد کرو یہ کیا مصیبت ہے **إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** بھی پڑھتے ہو۔ ارے خدا کے بندو! تمہیں پتہ نہیں ہے اور تم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ مستعانِ حقیقی اور مددگارِ حقیقی خدا کی قسم اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے اور اگر کوئی کسی کو مددگارِ حقیقی سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے، مشرک ہے، اسلام سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ سمجھ گئے؟ لیکن جب ہم نے اللہ کی مدد کا منظر سمجھ کر کسی سے اس

لئے مدد لی کہ یہ اللہ ہی کی مدد کا مظہر ہے تو میرے دوستو! پھر یہ **إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** کے خلاف نہیں ہے بلکہ **إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** کا مقتضی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن جن چیزوں کو تمہاری مدد کے لیے پیدا کیا ہے اور جن جن چیزوں کو تمہارے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے اور جن جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مفاد کے لیے پیدا کیا ہے تم ان چیزوں سے فائدہ حاصل کرو، ان سے مدد حاصل کرو، ان سے نفع حاصل کرو کیونکہ وہ نفع ان کا نہیں ہے وہ تو اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اگر یہ بات لوگوں کی سمجھ میں آجائے تو کئی مسئلے حل ہو جائیں بس اللہ سے دعا کرتا ہوں باقی مسائل انشاء اللہ میں پھر بتاؤں گا یا اللہ! تو رؤف و رحیم ہے میں عاجز بندہ ہوں تو میری دعائیں ان نیک پاک بندوں کے حق میں قبول فرمائے سب کی خیر ہو۔ آمین

## الدروس العاشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ" عَلَى عِبَادِهِ الدِّينِ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتَّغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

صدق الله مولانا العلی العظیم وصدق رسوله النبی الامین ونحن علی ذلك لمن الشاهدين والشاكرين  
والحمد لله رب العالمین ۝

اللهم صل علی سیدنا مولانا وملجانا محمد وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي بَارِه تَارِيخِ هِي اور غَالِبًا مُنْكَلِ كَادِنِ هِي الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ هَمِ سَبِ رُوزِي سِي هِي اے اللہ تو نے اپنی رحمت سے بارہ روزے رکھوادیے باقی پورے روزے بھی  
پورے رکھوادیے اور تراویح اور تمام معمولات پورے کرادیے اور شرف قبول بھی عطا فرما، اے اللہ اپنی رحمت فرما ہم  
سب عاجز ہیں تیری رحمت کے محتاج ہیں تو ہم سب پر اپنا کرم فرما۔ آمین

محترم حضرات! سورۃ التحريم کی آیات طيبات جن پر کلام ہو رہا ہے الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ ان  
آیات میں جو اعتقادی اور علمی مباحث تھے الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ میں نے ان مسائل کو بڑی وضاحت کے ساتھ  
میان کر دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ ان مسائل کا بیان میرے احباب کے لیے الشاء اللہ تعالیٰ مفید ثابت ہوگا۔

عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَ مُسْلِمَةً مِّنْ مَّنْ تَبْتِ عِبْدَاتٍ سَبَّحْتَ  
تَبَّتْ وَأَنْكَرًا ۝ (الحریم آیت ۵)

ہر کمال کے بہت سے مراتب ہیں: بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعلوہ نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ  
عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَ مُسْلِمَةً مِّنْ مَّنْ تَبْتِ عِبْدَاتٍ سَبَّحْتَ  
تَبَّتْ وَأَنْكَرًا ۝ (الحریم آیت ۵) تو قریب ہے ان کا رب ان کے لیے ایسی  
بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے جن کی شان یہ ہو مُسْلِمَةً مِّنْ مَّنْ تَبْتِ جو فرمانبردار ہوں، ایمان والی ہوں  
یہاں لفظ مسلمات کو مؤمنات پر مقدم فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ گفتگو ہے اور یہ مسئلہ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وبارک وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا ہے تو مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے میرے محبوب کی خوشنودی کو حاصل  
کیا میرے محبوب کی خوشنودی حاصل کی یہی تو اسلام ہے کیونکہ اسلام کے معنی امتیاز ظاہری کے ہیں، اطاعت کے ہیں،  
فرماں برداری کے ہیں اگر تم نے میرے محبوب سید عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تو تمہارے لیے بہتر  
ہے اور اگر ایسا نہ ہوا اور میرے محبوب ﷺ کی رضا جوئی کو تم نے ملحوظ نہ رکھا اور اس بنا پر انہوں نے تمہیں طلاق دے  
دی تو اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے بدلے میں ایسی بیویاں عطا فرمائے گا کہ تم تو فرمانبردار ثابت نہ ہوگی اگر وہ طلاق دے

دیں مگر وہ فرمانبردار ثابت ہوں گی ایمان جس درجے تمہارا کامل ہے اس سے کہیں اعلیٰ درجے کے کمال ایمان کا معیار میں ان کو عطا فرماؤں گا وہ بیویاں جو اطاعت گزارى میں تم سے اعلیٰ معیار کی ہو گئی یقین اور ایمان میں تم سے اعلیٰ معیار کی ہوں گی **فَبِتَّ** اور وہ ایسی عبادت گزار اور اطاعت شعار ہو گئی کیوں کے **فَنُوت** کے معنی اطاعت کے ہیں **فَنُوت** کے معنی ہیں فرمانبردارى کے۔ وہ ایسی اطاعت گزار اور فرمانبردار ہو گئی کہ تم سے کہیں زیادہ اطاعت گزارى اور فرمانبردارى میں ان کا مقام بلند ہو گا **فَبِتَّ** اور اگر تم نے اپنی اس کوتاہی سے توبہ نہ کی تو ان کی شان یہ ہو گی کہ وہ ہر وقت توبہ کی طرف راغب اور مائل رہیں گی **عِبَادَتِ سَبِيحَتِ** وہ عبادت گزار ہو گئی اور وہ روزے دار ہو گئی روزے دار تو ایک ایسا وصف ہے کہ ہر مسلمان کے اوصاف میں یہ شامل ہے اور ازواج مطہرات کے تو، **سَبْحَانَ اللّٰهِ** لیکن اللہ تعالیٰ نے ان تمام اوصاف کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ ہر کمال میں درجات ہیں ہر کمال کے بہت سے مراتب ہیں اور ایک کمال ایسا ہے کہ جو ایک درجے میں ہے پھر وہی کمال دوسرے کے اندر اس سے اعلیٰ درجے میں ہے اور تیسرے شخص میں اس سے بھی زیادہ اعلیٰ درجے میں ہے اب دیکھیں علم تو سب کو ہی ہے استاد کو بھی ہے شاگرد کو بھی ہے لیکن آپ اندازہ فرمائیں کہ شاگرد کا علم کس درجے میں ہے اور استاد کا علم کس درجے میں ہے علم تو مقلد کو بھی ہے مجتہد کو بھی ہے لیکن مقلد کا علم نیچے درجے میں ہے اور مجتہد کا جو علم ہے وہ اعلیٰ درجے میں ہے۔

اسی طرح ہر کمال کا حال ہے مسلمان سب ہیں لیکن ہر ایک اسلام کے اس معیار پر ہے جو اس نے حاصل کیا مؤمن سب ہیں مگر ہر ایک ایمان کے اس درجے پر ہے جس پر وہ پہنچا یہ نہیں ہوا کرتا کہ سب کا ایک ہی درجہ ہو آپ بتائیں کہ صحابہ کے ایمان کے درجے کو ہم پاسکتے ہیں؟ **بھئی!** غوث پاک بھی مؤمن ہیں اور صدیق اکبر بھی مؤمن ہیں مؤمن ہونے میں تو شک نہیں ہم بھی مؤمن ہیں اور اولیاء اللہ بھی مؤمن ہیں اولیاء اللہ بھی مؤمن ہیں اور صحابہ بھی مؤمن ہیں صحابہ بھی مؤمن ہیں اور انبیاء بھی مؤمن ہیں لیکن آپ یہ بتائیں کہ ان کے ایمان کے درجے یکساں ہو سکتے ہیں؟ نہیں ہو سکتے۔ مقصد یہ کہ ازواج مطہرات تم بھی مسلمان ہو اسلام رکھتی ہو ایمان رکھتی ہو اور تم بھی اطاعت گزار ہو اور اطاعت شعار ہو اور تم بھی روزے دار ہو تم بھی عبادت گزار ہو سب باتیں تمہارے اندر بھی پائی جاتیں ہیں لیکن جو معیار ان کا ہو گا وہ تم سے بہت اونچا ہو گا۔ کن کا؟ ان ازواج کا کہ اگر میرے نبی تم کو طلاق دے دیں تو پھر جو بیویاں اللہ اپنے نبی کو دے گا وہ تم سے ہر درجے میں، ہر اعتبار سے، ہر کمال میں تم سے زیادہ اونچے درجے میں ہو گئی **سَبِيحَتِ** کا ترجمہ ہے **صَنَمَتِ** **فَبِتَّ** و **اَنْكَارًا** ایسی بھی ہو گئی جو شوہر دیدہ ہو گئی اور ایسی بھی ہو گئی جو شوہر نادیدہ ہو گئی یہ دونوں باتیں کیوں فرمائیں؟ اس لیے فرمائیں کہ حضور سید عالم **ﷺ** کی ازواج مطہرات میں **فَبِتَّ** بھی ہیں **اَنْكَارًا** بھی ہیں، **بھئی!** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو **اَنْكَارًا** میں شمار ہوتی ہیں اور باقی ازواج مطہرات وہ **فَبِتَّ** میں شمار ہوتی ہیں وہ شوہر دیدہ تھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ شوہر نادیدہ تھیں تو مطلب یہ ہے کہ جس نوعیت کی ازواج مطہرات اس

وقت موجود تھیں کہ نبیت بھی تھیں انکار بھی تھیں جو حضور ﷺ کے عقد میں آئیں اور حضور ﷺ کے نکاح شریف میں آئیں حضور ﷺ کے حرم نبوت میں اور حرم رسالت میں داخل ہوئیں تو ان میں یہ دونوں وصف پائے جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اسی طرح ان دونوں اوصاف والی ایسی بیویاں اپنے محبوب کو عطا فرما دوں گا کہ جو تم سے ہر اعتبار سے زیادہ بہتر اور اعلیٰ ہوگی۔ یہ کب ہوگا؟ یہ جب ہوگا کہ جب تم نے میرے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کی رضا جوئی کو ملحوظ نہ رکھا اور پھر میرے محبوب نے اس بناء پر کہ تم ان کی رضا جوئی کو محبوب نہیں رکھتیں اگر میرے محبوب نے تمہیں طلاق دے دی تو پھر میں تم سے بہتر بیویاں اپنے محبوب کو عطا فرما دوں گا اور یہ کیا تھا؟ یہ ازواج مطہرات کو تنبیہ تھی اور اس تنبیہ کا منشاء میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ازواج مطہرات معاذ اللہ کسی معصیت کی مرتکب نہیں تھیں اور نہ ازواج مطہرات نے جان بوجھ کر، قصداً حضور ﷺ کو کوئی اذیت پہنچائی تھی کیونکہ نبی کو جان بوجھ کر اذیت پہنچانا کفر ہے اور ازواج مطہرات تو مؤمنات ہیں مسلمات ہیں، قانتات ہیں اور عابدات ہیں یہ سب صفات اللہ نے ان کو عطا فرمائیں۔ یہاں ایک بات میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بعض لوگ ازواج مطہرات کی عظمتوں کے دشمن ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ بھئی یہاں تو مؤمنات کی بات ہے معلوم ہوا کہ جو ازواج اللہ حضور ﷺ کو دے گا کب جب حضور ﷺ ان کو طلاق دے دیں تو وہ مؤمنات ہوگی وہ مسلمات ہوگی وہ قانتات ہوگی وہ عابدات ہوگی وہ سائحات ہوگی وہ تائبات ہوگی اور ان میں کوئی ایمان والی بھی نہیں ہے۔ نعوذ باللہ

عورتوں میں بے مثال عورتیں: اول تو یہ بات کس قدر افسوس ناک ہے اور قرآن کے بھی بالکل خلاف ہے آپ بتائیں کہ جو بیویاں ایمان سے بھی محروم ہوں وہ کبھی اس مقام پر پہنچ سکتی ہیں کہ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (ہارہ ۲۲، الاحزاب ۳۲) پھر وہ کسی عظمت اور کسی احترام اور کسی فضیلت کی اہل ہو سکتی ہیں؟ بھئی! جہاں اسلام بھی نہ ہو جہاں ایمان بھی نہ ہو وہاں کسی عظمت کا تصور آئے گا اللہ نے فرمایا وَ اَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ (ہارہ ۲۲، الاحزاب ۶) جو میرے محبوب کی بیویاں ہیں قیامت تک پیدا ہونے والے مسلمانوں کی وہ مائیں ہیں۔ رہا مؤمنات کا مسئلہ اب آپ سے کیا کہوں۔ بھئی! ان کی سب سے زیادہ دشمنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے إِنَّ الدِّينَ يَرْمُونُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَفِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لِعُنُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَرَوْ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (ہارہ ۱۸، النور ۲۳) وہ لوگ جو الزام لگاتے ہیں محصنت پر، محصنت سے مراد کیا ہے جو پاک دامن ہیں کیونکہ احصان جو محصنت کا مصدر ہے وہ چار طریقہ سے حاصل ہوتا ہے ایک تو نکاح، ایک حریت، عفت اور اسلام۔ یہ چاروں احصان کے رکن ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الدِّينَ يَرْمُونُ الْمُحْصَنَاتِ وہ لوگ جو پاک دامنوں کو بہتان باندھتے ہیں الْغَفِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو برائی کا الزام لگاتے ہیں محصنت پر اور وہ محصنت الغفلت جو برائی کے تصور سے بھی غافل ہیں اور ان کی شان کیا ہے المؤمنات وہ مؤمنات ہیں یہ آیت کس کے حق میں ہے آپ کو معلوم ہے؟ یہ ام المؤمنین عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں ہے اور باقی امت مرحومہ میں جو ایمان والی عورتیں ہیں وہ تو تبعاً اس میں شامل ہو گئی ورنہ اصالتاً تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مراد ہیں اب آپ سے پوچھتا ہوں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے کن کن شانوں سے نوازا اور ان کے لیے مؤمنات کا لفظ قرآن میں ہے یا نہیں ہے؟ وہ مؤمنات کی اصل ہیں یا نہیں ہیں؟ اور وہ مؤمنہ ہیں یا نہیں ہیں؟ توجب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے المؤمنت کی اصل قرار دیا تو باقی ازواجِ مطہرات کے بارے میں تو تم اتنی بات کہہ بھی نہیں سکتے جتنی تم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کہتے ہو تو ان تمام کا مؤمنات ہونا یہ ثابت ہو گیا یا نہیں ہو گیا؟ بہر حال میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ آیتیں ایسی نہیں ہیں کہ جن آیتوں کو سامنے رکھ کر کوئی شخص معاذ اللہ ازواجِ مطہرات کے حق میں زبان درازی شروع کر دے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو خسرو فی الدنيا والاخرة بلکہ وہ تو لعنوا کا مستحق ہے دنیا میں بھی ملعون ہے آخرت میں بھی ملعون ہے۔ اس بات کی انشاء اللہ آگے چل کر اس کی میں وضاحت کروں گا۔ دست تو میں فقط اتنی بات بتانا چاہتا ہوں کہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو یہ تشبیہ فرمائی گئی ہے یہ حضور ﷺ کی محبوبیت اور حضور ﷺ کی عظمت کے پرچم لہرانے کے لئے ہے اور ان ازواجِ مطہرات کی شان میں جو آیتیں قرآن میں نازل فرمائی گئیں ہیں وہ ان امہات المؤمنین کی عظمتوں کا پرچم لہرانے کے لئے ہیں جو لوگ ازواجِ مطہرات کی عظمتوں کے منکر ہیں ان کے لئے وہ آیتیں کہ جن میں ازواجِ مطہرات کی عظمتوں کا بیان ہے جیسے لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اور الْمُحْصَنَاتِ الْفَالِاتِ الْمُؤْمِنَاتِ یہ کیا ہیں؟ یہ تمام آیات ازواجِ مطہرات کی عظمتوں اور ان کی حرمت اور ان کی تعظیم اور ان کی برتری کا پرچم لہرا رہی ہیں ساری امت کی عورتوں میں سب سے افضل حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات ہیں اور یہ قرآن کی آیتیں اس پر گواہ ہیں تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہاں ازواجِ مطہرات کو تشبیہ فرمائی ہے تو اس تشبیہ کی وجہ یہ نہیں ہے کہ معاذ اللہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہوا بات صرف اتنی ہوئی کہ اپنے جذبہ محبت کی تکمیل میں ان کی توجہ ادھر نہیں ہوئی کہ اپنی محبوب چیز ترک فرمانے کے بعد حضور ﷺ کو جو تکلیف ہوگی اس طرف ان کی توجہ نہیں گئی اتنی سی بات پر اللہ نے ازواجِ مطہرات کو اتنی تشبیہ فرمائی۔ بظاہر یہ اتنی سی بات ہے لیکن اللہ کے نزدیک یہ اتنی بڑی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو اتنی شدید تشبیہ فرمائی تو اس میں ان آیات کے پیش نظر کوئی اگر ازواجِ مطہرات کی عظمتوں کا انکار کرے تو وہ بے دین ہے بس اس کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ازواجِ مطہرات کی عظمتیں تو سارے قرآن میں بھری ہوئی ہیں آیات گواہ ہیں اور آیات الہیہ، آیات قرآنی، وحی الہی ناطق ہے اس بات پر کہ حضور ﷺ کی پاک بیویاں حضرت عائشہ ہوں حضرت حفصہ ہوں حضرت زینب ہوں حضرت ام حبیبہ ہوں حضرت ام سلمہ ہوں حضرت میمونہ ہوں حضرت جویریہ ہوں جتنی بھی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں سب کی عظمتوں کے پرچم اللہ تعالیٰ قرآن میں لہرا رہا ہے۔

یہاں جو تیسرے فرمائی وہ حضور ﷺ کی عظمتوں کا پرچم لہرانے کے لئے کہ بے شک تم محبوبات ہو، بے شک تم مؤمنات ہو، تم غافلات ہو، تم محسنات ہو یہ سب ٹھیک ہے لیکن اگر تم نے میرے محبوب کی تکلیف کا لحاظ نہ کیا تو سمجھ لو کہ پھر اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں اپنے محبوب کو عطا فرمادے گا تو وہ سب کچھ اپنے حبیب کی عظمتوں کی ہیاد پر اللہ نے فرمایا اب بات لمبی ہوئی جاتی ہے میں مختصر کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سید عالم ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ میرے محبوب آپ ایک بات اپنی بیویوں سے کہہ دیں اور وہ بات یہ تھی وہ بھی اسی قسم کی بات تھی کہ ازواج مطہرات نے جب یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے غنائم سے مسلمانوں کو مالا مال کر دیا اور فتوحات کے دروازے کشادہ ہو گئے تو اب ہماری زندگی جس طرح بسر ہوتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے ازواج مطہرات کی زندگی کس طرح بسر ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دو دو مہینے تک ہمارے گھر سے دھواں نہیں اٹھتا تھا کوئی چیز پکانے کی ہوتی نہیں تھی اور کتنے دن ہو جاتے تھے کہ ہم کھجور اور صرف پانی پر گزارا کرتے تھے اور بعض اوقات ایک کھجور سے زیادہ نصیب نہیں ہوتی تھی تو جب ازواج مطہرات نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے غنائم عطا فرمائے فتوحات بڑی کثیر ہو گئیں تو ازواج مطہرات نے عرض کیا کہ حضور ہمارے نفقہ میں بھی کچھ اضافہ فرمادیں تو حضور سید عالم تاجدار مدنی ﷺ کی عظمت کو ملاحظہ فرمائیے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ میرے گھر والے اچھی زندگی بسر کریں اور حضور ﷺ سے بڑھ کر تو کوئی یہ چاہ ہی نہیں سکتا بلکہ حضور ﷺ کے برابر بھی کوئی ایسی بات نہیں چاہ سکتا لیکن حضور سید عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ تقویٰ اور وہ زہد عطا فرمایا تھا کہ اس کی مثال ساری کائنات میں نہیں ملتی سرکار نے اپنے زہد و تقویٰ کے پیش نظر ازواج مطہرات کو اتنا نفقہ عطا فرمایا کہ جتنا حضور ﷺ کے علم و حکمت اور مصلحت کے مطابق تھا یہ آپ خوب سمجھیں میں نے بڑے محتاط لفظ بولے اب اس کے بعد جب ازواج مطہرات کا مطالبہ ختم نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب آپ ان بیویوں کو بلا کر ایک بات فرمادیں کہ آپ ان سب بیویوں کو کہہ دیں اپنی سب پاک بیویوں کو مخاطب فرما کر فرمادیں **إِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمْتَعِكُنَّ وَأَسْرَحِكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا** (۲۸) (۲۱)۔

الاحزاب (۲۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب آپ اپنی بیویوں کو فرمادیں کہ اب ادھر حال کیا تھا ان کی گزر بسر کا تو یہ عالم تھا جو میں نے عرض کیا کہ دو دو مہینوں تک چولہے سے دھواں ہی نہیں اٹھتا تھا کھجور اور پانی کے سوا کسی چیز پر گزارا نہیں ہوتا تھا اور پھر آپ کو معلوم ہے کہ عورت کی فطرت کیا ہے؟ عورت نفسانی طور پر دو چیزوں کو پسند کرتی ہے ایک یہ کہ خاوند کی محبت اور پیار کے ساتھ اور خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر ہو اور دوسری کیا بات کہ لاکھ خوشحالی ہو کچھ بھی ہو لیکن اگر اولاد نہ ہو تب بھی عورت کی طبعی اور نفسیاتی تقاضے پورے نہیں ہوتے جب تک کہ عورت صاحب اولاد اور خاص طور پر بیٹا اسے نصیب نہ ہو جائے۔ اب یہاں پر تو یہ عالم تھا کہ گزر بسر کا تو میں نے عرض کیا اور بیٹوں کے متعلق تو بے شک سرکار دو عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سات اولادیں عطا فرمائیں تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں



عطا فرمائیں اور بعض نے چار صاحبزادوں کا قول کیا بعض نے کہا کہ حضور ﷺ کے دو صاحبزادے ہوئے حضرت عبد اللہ، حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم تو اخیر میں حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن پاک سے پیدا ہوئے تھے اٹھارہ مہینے کے بعد ان کا وصال ہو گیا اور حضور ﷺ کے دو صاحبزادوں حضرت قاسم اور حضرت عبد اللہ کے لقب طیب اور طاہر بھی تھے یہ دونوں ہجرت سے پہلے ہی مکہ مکرمہ میں سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئے تھے اور حضرت سیدۃ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ حضور ﷺ کی صاحبزادیاں ہیں آپ کو معلوم ہے کہ سرکار کی تین صاحبزادیاں تو سرکار کے زمانے میں ہی وصال فرمائیں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضور ﷺ کے سامنے ہو گیا حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضور ﷺ کے سامنے ہو گیا حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضور ﷺ کے سامنے ہو گیا صرف حضور ﷺ کی اولاد میں حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باقی رہیں اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تو مکہ مکرمہ میں ہجرت سے تین سال پہلے ہی وصال ہو چکا تھا تو اب حضور ﷺ کی ازواج مطہرات میں کوئی بھی ایسی موجود نہ تھی جو صاحب اولاد ہو کیونکہ اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی تھی اور وہ پہلے ہی وصال فرما چکی تھیں اور ان کی اولادوں میں سے سب کا وصال ہو گیا صرف حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باقی رہیں۔ بہنئی! حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم یکے بعد دیگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں کہ نہیں آئیں؟ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمرو بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں تھیں ان کا بھی وصال ہو گیا عمرو بن ابوالعاص جو حضور ﷺ کے داماد تھے حضور ﷺ نے ان کی بڑی تعریف فرمائی بہر حال میں نے عرض کیا حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم تینوں کا وصال ہو گیا اور صرف ایک حضرت سیدۃ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باقی رہیں ان کا وصال حضور ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ہوا اور صاحبزادوں میں سے آخری صاحبزادے حضرت ابراہیم جو حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے تھے اٹھارہ ماہ کے بعد وصال فرمائے (عمر شریف اٹھارہ ماہ ہوئی) تو جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اُس وقت حضور اکرم ﷺ کی جو بیویاں موجود تھیں ان میں اس وقت کوئی بھی صاحب اولاد نہیں تھیں۔ اچھا اب ہر عورت کے دل میں بیٹے کی تمنا ہوتی ہے ہر عورت کے دل میں خاوند کی محبت و پیار اور اچھی بسر اوقات کی خواہش نفسیاتی طور پر ہوتی ہے تو اللہ باریک نظر و تعالیٰ جل جلالہ و عمانولہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ میرے محبوب یہ جو آپ کی بیویاں ہیں ان میں سے کوئی بھی صاحب اولاد نہیں اور ان کے دل میں نفسیاتی طور پر اولاد کی تمنا ہوتی ہے ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کی بسر اوقات بڑی خوشحالی کے ساتھ ہو کیونکہ حال تو یہ ہے جو میں نے ابھی عرض کیا چنانچہ اب اس حالت پر کہ جس حالت پر یہ ہیں کہ نہ ان کی بسر اوقات اتنی اچھی ہے کہ جس کو خوشحالی



اختیار کر لو یہ تمہاری مرضی ہے تو جب حضور سید عالم ﷺ نے ازواجِ مطہرات کو یہ فرمایا تو پھر ساتھ ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک بات فرمادی فرمایا کہ اے عائشہ تم جلدی فیصلہ نہیں کرنا تم اپنے والدین سے مشورہ کر لینا کہ میں کون سی چیز کو اختیار کروں دنیا کی حیات اور زینت حیات دنیا کو اختیار کروں یا اللہ اور رسول کو اختیار کروں۔ تو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اَفِي ذَلِكَ اَشْوَادُ اَبْوَىٰ حضور اس بات میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں؟ میرے آقا! نہ میں دنیا چاہتی ہوں، نہ میں حیات دنیا چاہتی ہوں، نہ بیٹا چاہتی ہوں، نہ اولاد چاہتی ہوں میں اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں جب حضرت عائشہ نے یہ لفظ کہے تو حضرت حفصہ بھی یہی بولیں حضرت میمونہ بھی یہی بولیں حضرت زینب بھی یہی بولیں سب پاک بیویاں یہی بولیں کہ ہمیں نہ مال چاہیے، نہ بیٹے چاہیں، نہ دنیا، نہ ہی حیات دنیا چاہیے ہمیں تو اللہ اور اللہ کے رسول چاہیں سبحان اللہ مجھے ایک بات یاد آئی ڈیرہ غازی خان کے ضلع میں ایک اندھا حافظ ہے اور وہ بہت سخت عقیدہ کا ہے اور نہایت تشدد دے اور اس قدر تشدد کرتا ہے کہ وہ کسی بزرگ کسی بھی عظیم ہستی کا سے بالکل بھی پاس لحاظ ہی نہیں اور وہ ایسی سخت تقریر کرتا ہے کہ جو سنی نہیں جاتی میں نے کہا کیا کہتا ہے تو مولانا نے فرمایا وہ یہ کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول ہمیں یہ دے دیں گے ہمیں وہ دے دیں گے بھئی لوگ نہیں کہتے ہیں کہ رسول سے ہمیں یہ مل جائے گا وہ مل جائے گا۔ کہتا ہے کیا مل جائے گا عائشہ سے بڑھ کر تو حضور ﷺ کی کوئی محبوبہ بیوی نہیں تھی وہ ساری عمر پیٹ پیٹ کر مر گئی ایک بچہ ان کو رسول نہیں دے سکے اور ان کی ایک اتنی سی خواہش پوری نہیں کر سکے وہ کہتا ہے کہ اگر رسول کچھ دیتے تو عائشہ کو دیتے وہ تو ساری عمر پیٹ پیٹتی رہیں کہ مجھے کوئی بچہ ہو جائے تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے علم غیب تو اللہ کی ذاتی صفت ہے؟ اللہ ازل سے جانتا ہے اور اللہ کو معلوم ہے کہ ایک شخص ڈیرہ غازی خان میں اندھا پیدا ہو گا جو آنکھ کا بھی اندھا ہو گا دل کا بھی اندھا ہو گا اور وہ ازواجِ مطہرات پر الزام لگائے گا اور حضور ﷺ کی محبوب طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں یہ بھوس کرے گا کہ عائشہ عمر بھر پیٹ پیٹتی پیٹتی مر گئی ایک بیٹا رسول نہیں دے سکے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عائشہ پہلے طے کر لو اس بات کو کہ بیٹے کی خواہش ہے یا نہیں ہے تاکہ آگے جا کر کوئی یہ بھوس نہیں کرے اور اگر کرے گا تو اپنا منہ آپ ہی کالا کرے گا تم یہ آج فیصلہ کر لو کہ بیٹے کی خواہش ہے تو پھر رسول کے گھر میں نہیں رہ سکتیں اِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا (بارہ ۲۱، الاحزاب ۲۸) اور اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الدُّنْيَا (بارہ ۱۵، الکہف ۴۶) بلو مال کی خواہش ہے بیٹوں کی خواہش ہے اگر خواہش ہے تو ابھی بتاؤ اور اگر نہیں ہے تو اقرار کرو۔ انہوں نے کہا کہ نہ ہمیں مال کی خواہش ہے نہ بیٹوں کی، ہمیں تو اللہ اور اللہ کا رسول چاہیے ہمیں تو اور کچھ بھی نہیں چاہیے۔ تو اب وہ جو کہتا تھا کہ عائشہ پیٹ پیٹ کر مر گئیں نعوذ باللہ اللہ کے رسول ایک بیٹا نہیں دے سکے تو اللہ نے فرمایا کہ اے عائشہ صدیقہ تم پہلے یہ بات طے کر لو کہ تمہیں بیٹے کی خواہش ہے یا نہیں ہے چنانچہ قرآن نے

پہلے ہی فیصلہ کر دیا کہ جو یہ کہے گا حضور ﷺ کی کسی بیوی کو حضور ﷺ ایک بیٹا بھی نہیں دے سکے ان کی ایک بیٹی کی خواہش اور اولاد کی خواہش بھی حضور ﷺ پوری نہیں کر سکے تو اے محبوب ﷺ پہلے ہی بیویوں سے کہلو کہ اولاد کی خواہش تمہیں ہے بھی یا نہیں ہے اگر ہے اور پھر پوری نہ ہوئی تو پھر تو چلو اس کی بات قابل قبول ہے لیکن جب یہاں اولاد کی خواہش ہی نہیں ہے اور اب وہ یہ کہتا ہے تو ہتاؤ خود اپنا منہ کالا کرتا ہے یا نہیں کرتا؟ بہر حال میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا میں نے یہ سب باتیں اس لیے بیان کیں کہ آپ کے ذہن میں یہ بات اچھی طرح راسخ ہو جائے کہ ازواج مطہرات ایمان میں کامل، ازواج مطہرات عقل میں کامل، ازواج مطہرات اسلام میں کامل اور ازواج مطہرات ہر نیکی اور تقویٰ میں کامل ہیں۔ اور یہاں تک کہ جب آزمائش کا دور آیا تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہمیں نہ مال چاہیے اور نہ اولاد چاہیے ہمیں اللہ چاہیے اللہ کا رسول چاہیے ہمیں تو آخرت کے سوا کسی چیز کی خواہش ہی نہیں یہ ازواج مطہرات کا مقام ہے اب بتائیے کہ جن کا یہ معیار ہو بلکہ ان کے حق میں کسی بدگمانی کا پیدا کرنا یہ مؤمن کی شان ہے؟ بہر حال جب بات آپ کے ذہن میں آگئی تو اب یہ مسئلہ خوب واضح ہو گیا کہ رب العزت جل مجدہ نے جو یہاں ازواج مطہرات کو تہنید فرمائی ہے وہ فقط حضور ﷺ کی عظمت کو اور حضور ﷺ کی شوکت کو اور حضور ﷺ کی شان کو نمایاں کرنے کے لیے بلکہ یوں کہئے حضور ﷺ کی محبوبیت کے پرچم لہرانے کے لیے ہے۔ اے ازواج مطہرات ٹھیک ہے تمہاری ہر خواہش قابل احترام ہے لیکن اگر تم نے میرے رسول کی رضا جوئی کا اہتمام نہ کیا تو سمجھ لو کہ تمہارا پھر کوئی مقام نہیں ہے یہ سب شان ہے شان والے آقا محبوب کی یہ بات اپنے ذہن میں رکھیں اور اس کے بعد جو مسائل آگے آرہے ہیں وہ انشاء اللہ کل پھر میں شروع کروں گا۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت بھی عطا فرمائے اور اپنے روزے دار بندوں کے حال پر رحم فرمائے اس کا تو رحم ہی رحم ہے اگر وہ بارش فرمائے تب بھی رحم ہے اگر نہ فرمائے پھر بھی رحم ہے ہم تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر جھکائے ہوئے ہیں یا اللہ تیری رضا پر راضی ہیں باقی ہم بندے ہیں بندوں کا کام مانگنا ہے تو ہم تو مانگے جائیں گے دینا تیری حکمت پر موقوف ہے اگر تو عطا فرمائے گا تو یہ تیری عنایت ہے اور اگر تو نہیں عطا فرمائے گا تو ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے ہم تو تیرے عاجز بندے ہیں ذلیل بندے ہیں الہی اپنا کرم فرما رحم فرما۔ آمین ثم آمین

## الدرس الواحد عشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آج رمضان المبارك کی تیرہ تاریخ ہے اور بدھ کا دن ہے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ہم سب روزے سے ہیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان اور اس کا شکر ہے کہ اس نے تیرہ روزے رکھوا دیئے اے اللہ! اپنی رحمت سے باقی روزے بھی پورے رکھوا دے اور تراویح قرآن پاک کا سننا اور پڑھنا اور تمام معمولات پورے کرا دے اور اے اللہ اپنی رحمت سے شرف قبول بھی عطا فرما آمین

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

بزرگان محترم! سورة التحريم کے اس پہلے رکوع کی آیات کا تعلق چونکہ ایک بڑے نازک مسئلے کے ساتھ تھا اور وہ اعتقادی مسئلہ تھا مجبوراً مجھے اس پر تفصیل سے گفتگو کرنا پڑی اور وہ مسئلہ حضور سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات کا مسئلہ ہے کیونکہ اس سورة مبارکہ کی ان آیات طيبات میں حضرت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصة رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق یہ الفاظ موجود ہیں کہ **إِنْ تَطَهَّرَ عَلَيْهِ (التحريم آیت ۴)** اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف ایک دوسرے کی معاونت کی تو سمجھ لو ان کا تم کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گی اپنا ہی نقصان کرو گی اس لئے کہ اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرائیل، صالح المؤمنین ان کے مددگار ہیں اور پھر اللہ کے سارے فرشتے ان کے مددگار ہیں ایسی صورت میں اے عائشة اور اے حفصة تم خود سمجھو کہ رسول اللہ کے خلاف ایک دوسرے کی معاونت کرتیں رہیں تو تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا اپنا ہی کچھ بگاڑو گی میرے محبوب کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گی کیونکہ میں خود ان کا مددگار ہوں جبرائیل، صالح المؤمنین اور سارے فرشتے ان کے مددگار ہیں اب ان آیات کے ظاہری مضمون سے کیونکہ بہت سے شکوک و شبہات ازواج مطہرات کے بارے میں پیدا ہوتے تھے اور یہ اعتقاد کا مسئلہ تھا۔

نسبت رسول: دیکھئے! ہم ازواج مطہرات کی عظمت کے جو قائل ہیں وہ صرف نسبت رسول

ﷺ کی وجہ سے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (الاحزاب آیت ۶)** اور اس آیت کریمہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک قرأت یہ ہے کہ **وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ** یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہ قرأت منقول ہے اس کا صاف مفہوم یہ ہے کہ ایمان والو! نبی ﷺ تمہاری جانوں سے زیادہ تمہارے قریب ہیں تمہارے اندر تمہارے وجود میں تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں میں تصرف کا وہ حق رکھتے ہیں جو تمہیں خود بھی نہیں ہے کیونکہ انہیں ولایتِ مطلقہ حاصل ہے وہ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کے مالک ہیں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مجھے یاد آتا ہے اور وہ شفاءِ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا حضرت امام مالک فرماتے ہیں مَنْ لَمْ يَرَ اَنْفَسَهُ مُلْكًا لِرَسُولٍ ﷺ لَمْ يَذُقْ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی جان کو رسول کی ملک نہیں سمجھا اس نے ایمان کی حلاوت نہیں پائی ایمان کی حلاوت وہی لوگ پاتے ہیں جن کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ ہماری جان کے مالک ہیں اور ہم حضور ﷺ کی ملک ہیں اور حضور ﷺ ہمارے مالک ہیں یہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ہے جو شفاءِ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے اور اس کا جو مبنی اور منشاء ہے وہ یہی آیت ہے کہ النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کہ نبی ﷺ کو ایمان والوں میں تصرف کا وہ حق حاصل ہے جو خود ان کو بھی حاصل نہیں ہے۔ دیکھئے! کسی کی کوئی چیز میرے پاس ہو تو مجھے اس میں تصرف کا حق حاصل ہے؟ نہیں ہے۔ تصرف کا حق اسی کو حاصل ہے جس کی وہ چیز ہے تو میرا وجود، میرا جسم، میری جان، میں خود۔ مجھے اپنے وجود میں، اپنے جسم میں اپنی جان میں تصرف کا وہ حق نہیں ہے جو اللہ کے رسول کو ہے کیونکہ میں اپنا مالک نہیں ہوں جتنے میرے رسول میرے مالک ہیں تو رسول کو مجھ سے بڑھ کر مجھ میں تصرف کا حق حاصل ہے کیونکہ میرے مالک رسول ہیں آپ کہیں گے مالک تو اللہ ہے تم نے رسول کو مالک بنا دیا۔ مجھے بڑی حیرت ہے کہ اللہ فقط ہمارا ہی مالک ہے یا کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے؟ اللہ صرف ہمارا مالک ہے یا زمین و آسمان ہر چیز کا مالک ہے؟ قرآن سے پوچھ لیں قرآن کہتا ہے لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (لقمان ۲۶، النور ۶۴، یونس ۵۵) لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (البقرہ ۱۰۷، المائدہ ۴۰، الاعراف ۱۵۸) زمین و آسمان اللہ ہی کی ملک ہے۔ زمین و آسمان کا مالک اللہ ہی کی ملک ہے ہر چیز جو زمین میں ہے اللہ اس کا مالک ہے ہر چیز جو آسمان میں ہے اللہ اس کا مالک ہے آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب زمین کی ہر چیز کا مالک اللہ ہے تو جن زمینوں کے آپ مالک بنے بیٹھے ہیں ان کا مالک بھی اللہ ہے یا نہیں؟ جب اللہ ہر چیز کا مالک ہے تو جس مکان کے آپ مالک بنے بیٹھے ہیں اس مکان کا مالک بھی اللہ ہے یا نہیں ہے؟ جب زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ آپ کے گھر کا سامان، آپ کی تجارت کا سامان، آپ کی زراعت کا سامان، آپ کی دکان، آپ کا مکان، آپ کا کارخانہ بولیں اللہ سب کا مالک ہے یا نہیں؟ (یقیناً) ہے۔ پھر حیرت کا مقام ہے کہ اگر یہاں اللہ ہر چیز کا مالک ہے اور تم اپنے آپ کو مالک کہہ رہے ہو تو مشرک نہیں ہوئے اور ہر چیز کا مالک ہم اللہ کو مان کر پھر کہیں کہ رسول ہمارے مالک ہیں تو ہم مشرک ہو گئے بھئی! تماشے کی بات ہے کہ اگر اللہ کی ملک میں ہم اپنے آپ کو مالک کہیں تو

مشرک نہیں ہیں اور اللہ کو مالک مان کر حضور ﷺ کو ہم مالک کہیں تو مشرک ہو جاتے ہیں۔

**ملکِ حقیقی اور ملکِ مجازی : ظالمو !** اللہ کا خوف کرو اور سوچو کیا کہہ رہے ہو کہاں جا رہے ہو کس

طرف تمہارا رخ ہے شاید آپ کہیں کہ بھئی بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ملک میں ہم شریک نہیں نہ رسول شریک ہیں بھئی اللہ کی ملکِ حقیقی میں اُس کا کوئی شریک نہیں لیکن جب اللہ خود کسی کو مجازاً کسی کا مالک بنا دے تو اللہ کی ملک میں شرکت کہاں ہو گئی؟ بھئی اللہ کی ملک میں شرکت تو جب ہوگی کہ جیسی ملک اللہ کی ہے ویسی ہی ملک دوسرے کی ہو۔ تو کیا ہمارا یہ عقیدہ ہے؟ کہ جیسی ملک اللہ کی ہے ویسی ملک ہماری ہے؟ یا جیسی ملک اللہ کی ہے ویسی ملک رسول کی ہے؟ ارے بھئی! اللہ تو ازل سے خود خود مالک ہے اور رسول تو اللہ کے بنانے سے مالک ہیں کہ اسی طرح ہماری زمین، ہمارا مکان، ہماری جائیداد، ہمارا مال اللہ تو ان کا ازل سے حقیقتاً مالک ہے اور ہم تو اللہ کے مالک بنانے سے مالک ہیں اگر اللہ ہمیں مالک نہیں بناتا تو ہم مالک نہیں ہوتے تو جس طرح کہ ہم مالکِ مجازی ہیں اور اللہ کے بنانے سے ہم مالک ہوئے لہذا ہم اس اعتقاد کی بنا پر کہ بھئی اللہ مالک ہے اور ہم بھی مالک ہیں ہم مشرک نہیں ہوتے تو یہ بتاؤ کہ رسول کو مالک مان کر کس طرح ہم مشرک ہو جائیں گے پھر قرآن تو ذرا پڑھو اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ **مَالِكِ الْمُلْكِ** (پارہ ۳، آل عمران ۲۶) ہے اللہ نے اپنے آپ کو **مَالِكِ الْمُلْكِ** فرمایا کہ نہیں؟ تو آپ یہ بتائیں **مَالِكِ الْمُلْكِ** ہونے کے بعد پھر فرمایا **تُوْنِي الْمُلْكُ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكُ مِمَّنْ تَشَاءُ** (پارہ ۳، آل عمران ۲۶) تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے سبحان اللہ تو معلوم ہوا کہ اللہ تو حقیقتاً مالک ہے اللہ کو کسی نے مالک نہیں بنایا اور اللہ کے رسول ﷺ اللہ کے مالک بنانے سے مالک ہیں اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے مالک بنانے سے مالک ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ اپنے دین، اپنی شریعت کی رو سے جس چیز کا ہمیں مالک بنائیں گے ہم اس کے مالک ہیں مگر ہمارا مالک ہونا مجازی ہے اللہ حقیقتاً مالک ہے تو بھئی بڑے تعجب کی بات ہے کہ اگر ہم اللہ کے ملک میں اپنے ملک کا اعتقاد رکھیں تو ہم مشرک نہیں ہوتے اور اللہ کے رسول کو ہم مالک کہیں تو ہم مشرک ہو جائیں یہ کیا تماشہ ہے؟ اور کیسی عقل کی بات ہے؟ اس سے پتہ چلا کہ تم اپنی جو عظمت اور محبت اپنے دل میں رکھتے ہو اللہ کے رسول ﷺ کی اتنی عظمت و محبت بھی نہیں رکھتے کہ تم خود مالک ہو جاؤ تو یہ جائز ہے اور رسول مالک ہوں تو مشرک ہے یہ کیا بات ہوئی؟ تو میں یہ عرض کر رہا تھا، میں یہ بتا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ عما والہ نے صاف صاف فرمایا کہ **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ** کہ ایمان والو! تمہیں اپنی جانوں میں تصرف کا وہ حق نہیں جو میرے نبی کو ہے کہ تم اپنی جان کے مالک نہیں ہو میں نے تمہاری جانوں کا مالک اپنے رسول کو بنایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ **وَهُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِمْ** (عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں) کہ وہ ایمان والو کے باپ ہیں و **أَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ** اور جب وہ ایمان والو کے باپ ہیں تو ان کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ آپ بتائیے کہ حضور ﷺ کی ابوت یعنی باپ ہونا اور حضور ﷺ کی پاک بیویوں کا ماں ہونے کا جو حکم قرآن نے دیا ہے وہ

حق ہے یا نہیں ہے؟ حق ہے۔ سبحان اللہ۔ پتہ یہ چلا کہ ہم رسول اکرم سید عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی جس عظمت اور جس فضیلت کے معتقد ہیں وہ نسبت رسول کی وجہ سے ہے وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ازواجِ مضاف ہے اور یہ ضمیر مجرور، یہ کیا ہے ضمیر منصوب ہے معنی کے اعتبار سے اور ویسے اضافت کی وجہ سے وہ مجرور ہے تو فرمایا کہ ان کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں اگر کوئی عورت حضور ﷺ کی بیوی نہ ہو تو پھر وہ امہات المؤمنین ہو سکتی ہے؟ امہات المؤمنین میں شامل ہو سکتی ہے؟ نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا کہ یہ عظمت تو رسول کی نسبت سے ملی ہے اسی لیے نسبت رسول کی وجہ سے ہم ازواجِ مطہرات کی عظمت پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی پاک بیویاں عظیم ہیں، صاحبِ فضیلت ہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انھیں قربِ خاص حاصل ہے۔ رہا ان آیات کا مسئلہ تو میں بار بار بیان کر چکا اسی لیے میں نے بڑی تفصیل سے مکرر، سکر ربلکہ اس سے بھی زیادہ اسی لیے میں نے بیان کیا کہ ہمارے ذہن میں یہ بات آجائے کہ بے شک ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچی مگر ان کا ارادہ تو تکلیف پہنچانے کا نہیں تھا اور اگر اس کو بھی حضور ﷺ کی بیویوں کے دشمن اگر نہیں مانتے تو اور بڑی مشکل ہو جائے گی۔

سوال: یہ لوگ کہتے ہیں کہ بھئی رسول کو ایذا پہنچانے والا جنمی ہے اب تم خود سمجھ لو کہ إِنْ تَطَهَّرَ عَلَيْهِ (التحریم ۴) جنھوں نے رسول کو ایذا پہنچانے میں ایک دوسرے کی مدد کی ان کا کیا حال ہوگا؟

جواب: ظالمو! یہ بتاؤ کہ انھوں نے حضور ﷺ کو دکھ پہنچانے کے لیے آپس میں ایک دوسرے کا تعاون کیا تھا؟ نعوذ باللہ ارے! انھوں نے تو اپنے محبت کے تقاضے کی تکمیل کے لیے ایسا کیا تھا اب اس تقاضائے محبت کی تکمیل اور جذبہ غیرت کے پورا ہونے کی صورت میں اگر اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچی تو پھر وہ تکلیف پہنچانے والی ازواجِ مطہرات نہیں ہیں اور اس کو اگر تم ازواجِ مطہرات کی طرف منسوب کرو گے تو پھر میں ایک بات کہوں گا۔ سن لو غور سے سن لو۔ حضور تاجدار مدنی ﷺ نے سیدة فاطمة الزهراء کے متعلق فرمایا أَلْفَاظِمَةٌ قِطْعَةٌ كَبِدِي فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے مَنْ أَغْضَبَهَا فَقَدْ أَغْضَبَنِي جس نے فاطمہ کو غضبناک کیا اس نے فاطمہ کو نہیں کیا مجھے غضبناک کیا اور جس نے مجھے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک نہیں کیا اس نے اللہ کو غضبناک کیا اور جس نے اللہ کو غضبناک کیا وہ تو جنمی ہے، یہ بات حضور ﷺ نے کس موقع پر فرمائی آپ کو معلوم ہے؟ حضور سید عالم ﷺ نے یہ بات اس موقع پر فرمائی جبکہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ اپنے نکاح کا پیغام دیا تو حضرت سیدة فاطمة الزهراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس قدر تکلیف پہنچی کہ ان سے برداشت نہیں ہو سکا بہت غضبناک ہوئیں اور پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور علی تو ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا وَاللَّهِ لَنْ تَجْتَمِعَا بِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ وَبِنْتُ



حَبِيبِ اللَّهِ فِي بَيْتِ وَاحِدٍ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ کے دشمن اور اللہ کے دوست کی بیٹیاں ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ فرمایا علی اگر ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو انھیں چاہیے فاطمہ کو طلاق دے دیں۔ اللہ اکبر اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حضرت علی کے اس طرز عمل سے سیدہ فاطمہ الزہراء غضبناک ہوئیں یا نہیں ہوئیں؟ انھیں تکلیف پہنچی کہ نہیں پہنچی؟ پھر حضرت علی کے بارے میں تم کیا کہو گے امہات المؤمنین کو تو تم جو کچھ کہتے ہو کہتے ہو، اپنا ایمان خراب کرتے ہو، ایمان کیا خراب کرتے ہو، ایمان تو جب خراب ہو جب ایمان ہو، ایمان تو ہے ہی نہیں۔ اب یہ بتاؤ کہ حضرت مولائے کائنات کے بارے میں کیا کہو گے یہی کہنا پڑے گا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام اس غرض سے نہیں دیا تھا کہ فاطمہ کو تکلیف پہنچائیں ان کی یہ نیت نہیں تھی حضرت فاطمہ کو تکلیف پہنچانا حضرت علی کے قصد میں نہیں تھا ان کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ یہ پیغام دیکر فاطمہ کو تکلیف پہنچاؤں 'نہیں'۔ پیغام دیا تو ان کو نفسیاتی طور پر تکلیف پہنچی مگر حضرت علی کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ میں فاطمہ کو غضبناک کرنے کے لیے یا ان کو تکلیف پہنچانے کے لیے یہ پیغام دے رہا ہوں یا میرے پیغام دینے کا مقصد یہ ہے کہ فاطمہ کو غضبناک کروں اور ان کو تکلیف پہنچاؤں یہ قصد حضرت علی کا نہیں تھا۔ یہی چیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھاسکتی ہے۔ کیا؟ یہی کہنا کہ حضرت علی کے پیغام سے ضرور حضرت فاطمہ کو تکلیف پہنچی مگر حضرت علی پر الزام اس لیے نہیں آتا کہ انھوں نے یہ پیغام سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تکلیف پہنچانے کے لیے یہ پیغام نہیں دیا تھا، پیغام تو اپنی خوشی پوری کرنے کے لیے دیا تھا اب یہ نفسیاتی طور پر ہوتا ہے کہ پھر پہلی بیوی کو تکلیف ہوتی ہے لیکن ان کا ارادہ حضرت سیدہ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا جس طرح حضرت علی کا ارادہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا خدا کی قسم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارادہ حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا۔ پھر ذرہ ان آیات طیبات پر بھی نظر ڈالیں إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۵ (الاحزاب آیت ۳۳) یہ جو آیت تطہیر اتری ہے بے شک میں حضور سید عالم ﷺ کی اولاد مقدسہ کو، حضور کی عترت پاک کو سیدہ فاطمہ الزہراء کو، حسنین کریمین کو، حضرت علی مرتضیٰ کو آل اطہار میں شامل سمجھتا ہوں یہ میرا عقیدہ ہے سیدہ فاطمہ الزہراء آل اطہار میں شامل ہیں، حضرت علی مرتضیٰ آل اطہار میں شامل ہیں، حضرات حسنین کریمین آل اطہار میں شامل ہیں مگر یہ خود بخود شامل نہیں ہیں حضور ﷺ کے شامل کرنے سے شامل ہیں۔ اس آیت کریمہ میں تو صرف ازواج مطہرات شامل تھیں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی تو حضور سید عالم ﷺ نے چاہا کہ ازواج مطہرات کے حق میں تو آیت نازل ہوگی إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۵ اے رسول کی گھر والیو! اے رسول کی بیویو! اے ایمان والوں کی ماؤں! اے اہل بیت رسول!

اہل البیت سے مراد اصل میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات ہیں: [اہلبیت کا لفظ] قرآن میں

بیوی کے معنی میں آیا ہے جب فرشتوں نے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تو حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سارہ کو فرمایا کہ اے سارہ! تم خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پاک مبارک مقدس بیٹے کی خوشخبری دی ہے تو کیونکہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بہت زیادہ ہو گئی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت معمر ہو چکے تھے تو انہوں نے بڑا تعجب کیا کہ اس عمر میں جبکہ میرے خاوند بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور میں تو ویسے ہی عقیم ہوں تو یہ مجھے بھارت دی جا رہی ہے تو حضرت سارہ نے کچھ تعجب کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا **أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ** (پارہ ۱۲ ہود آیت ۷۳) اے سارہ! اللہ کے حکم سے، اللہ کے امر سے تعجب کرتی ہو **رَحِمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ** اے ابراہیم کی گھر والی! اے اہل بیت ابراہیم! اللہ کی تم پر رحمت ہے اللہ کی تم پر برکت ہے تو اس اہل بیت سے کون مراد ہے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مراد ہیں یا نہیں ہیں؟ تو قرآن کی اصطلاح میں قرآنی استعمارات میں لفظ اہل بیت زوجہ کے معنی میں مستعمل ہوا ہے **رَحِمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ** یہ قرآن کی آیت ہے۔ اب اللہ فرماتا ہے **إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا** اللہ فرماتا ہے 'اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اللہ رسول کے گھر والوں سے ہر قسم کی نجاست کو لے جائے' نجاست سے مراد کیا ہے؟ جو بھری طور پر بھری تقاضوں سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ دور فرمادے اور ان کو کیا کرے **إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ** اے رسول کی گھر والیو! اے رسول کی بیویو! اللہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہر معمولی سے معمولی لغزش اگر تم سے کوئی ہو گئی ہے تو اللہ اس کو لے جائے اللہ اس کو دور کر دے اللہ تم کو پاک کر دے **وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا** اے رسول کی گھر والیو! اللہ تمہیں بالکل پاک کر دے اور یہی وجہ ہے کہ اسی آیت کی بنا پر حضور ﷺ کی ازواج کو مطہرات کہا جاتا ہے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی دعا سے علی مرتضیٰ، فاطمہ الزہراء اور حسنین کریمین علیہم السلام بھی اہل بیت میں شامل ہیں:

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ میری بیویوں کے بارے میں تو آیت **تَطْهِيرًا** نازل ہو گئی **إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا** تو حضور سید عالم ﷺ نے چاہا کہ اگرچہ طبعاً حضور ﷺ کے سب گھر والے اہل بیت میں شامل ہیں مگر لفظ اہل بیت کا استعمال ہی گھر والی کے معنی میں ہوتا ہے تو اس لیے سرکار نے کرم فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک چادر میں اپنے آپ کو لے لیا اور حضرت سیدۃ فاطمہ الزہراء کو حضور ﷺ نے بلا لیا حضرت علی مرتضیٰ کو بھی بلا لیا اور حضرات حسنین کریمین کو بھی بلا لیا اب ازواج مطہرات

میں سے کسی کو نہیں بلایا اور علی مرتضیٰ کو، فاطمة الزهراء کو، حسنین کریمین کو بلایا اور حضور ﷺ خود تو تشریف فرماتے کیونکہ انہی کے دامن سے توسب وابستہ ہیں۔ حضرت ام سلمة حضور ﷺ کی پاک بیوی ہیں انہوں نے چاہا کہ میں بھی آجاؤں حضور ﷺ نے فرمایا اَنْتِ عَلٰی مَكَانِكَ اَنْتِ عَلٰی خَيْرٍ۔ اے ام سلمة تم اپنی جگہ پر رہو تم تو پہلے خیر پر ہو۔ حضرت سیدة فاطمة الزهراء کو، حضرت علی مرتضیٰ کو اور حضرات حسنین کریمین کو حضور ﷺ نے اپنی چادر میں لے کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا اَللّٰهُمَّ هَاؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي فَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا اے اللہ یہ بھی تو میرے اہل بیت ہیں ان کو بھی پاک کر دے میری بیویاں وہ تو اہل بیت ہیں ہی ان کو تو تو پہلے ہی پاک فرما چکا ہے اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ہ پتہ چلا کہ یہ ازواج مطہرات وہ ہیں کہ جن کی ہر ادنیٰ سے ادنیٰ لغزش کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی معاف کر چکا ہے اور جب اللہ نے معاف کر دیا تو تمہیں کیا حق ہے کہ تم انکا ذکر اس نوعیت کے ساتھ چھیڑو۔

مجھے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث یاد آئی: آپ (عبد اللہ بن عمر) حج کے لیے آئے وہ زمانہ ایسا تھا کہ صحابہ بس دنیا سے تشریف لے ہی جا چکے تھے کوئی اتفاق سے صحابی کسی کو نظر آتا تھا تو پھر اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا تھا کہ صحابی آئے ہیں تو پھر تو دنیا کا ہجوم ہوتا تھا کیونکہ سرکار نے فرمایا طُوبٰى عَلَيْنِهِ مَنْ رَاْنِيْ وَ طُوبٰى عَلَيْنِهِ مَنْ رَاْ مِنْ رَاْنِيْ فرمایا طُوبٰى عَلَيْنِهِ مَنْ رَاْنِيْ فرمایا خوشخبریاں ہوں بھارتیں ہوں ان کے لیے جنہوں نے مجھے دیکھا اور ان کو جنہوں نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا، سبحان اللہ! حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حج کو آئے ہوئے تھے دنیا ٹوٹ پڑی کہ حضور ﷺ کے صحابی آئے ہیں بڑا ہجوم تھا تو ایک شخص اس ہجوم کے کنارے پر آکر کھڑا ہو گیا اور اس نے کسی سے پوچھا مَنْ هَذَا الشَّيْخِ يَهْ بُوْزْهَمْ كَوْنُ هَيْسَ؟ اس نے جواب دیا تو پہچانتا نہیں یہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحت جگر ہیں یہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے تو اس نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے چند سوالات کئے۔ (ابھی اتنا وقت نہیں ہے کہ میں ان سوالات کے بارے میں تفصیلاً کچھ بیان کروں فقط ایک بات کہوں گا جو میرے مدعا سے متعلق ہے) اس نے پوچھا یہ بتائیے کہ

۱۔ عثمان غنی غزوة احد کے موقع پر میدان جنگ سے باہر چلے گئے تھے یا نہیں چلے گئے تھے؟ آپ

نے فرمایا۔ ہاں

۲۔ پھر اس نے کہا کہ آپ یہ بتائے کہ غزوة بدر میں عثمان غنی غیر حاضر تھے یا نہیں تھے؟ آپ

نے فرمایا۔ ہاں

۳۔ پھر کہنے لگا بیت رضوان کے موقع پر عثمان غنی وہاں موجود تھے؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ نہیں

اس نے ایک نعرہ تکبیر بلند کر دیا فاتحانہ نعرہ۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن تھا اس نے نعرہ لگایا کہ عثمان کیا ہیں نہ تو غزوة بدر کے موقع پر موجود تھے، بیت رضوان سے محروم رہے اور احد کے میدان سے بھاگ گئے تو حضرت عثمان کیا ہیں کچھ بھی نہیں، اس کا یہ مطلب تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کے صحابی تھے اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحت جگر تھے پاک لوگ تھے سادہ لوح لوگ تھے وہ دنیا کے جل فریب کو جانتے نہیں تھے ان کو تو محسوس ہی نہیں ہوا کہ اس خبیث کار ارادہ کیا ہے یہ سوالات کیوں کر رہا ہے جب آخری بات آئی اور اس نے تینوں سوالوں کے جواب میں نعرہ تکبیر بلند کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذہن متوجہ ہوا کہ یہ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا ٹھہر۔ تینوں کا جواب لے کر جا۔ آپ نے فرمایا کہ بدر کے موقع پر حضور ﷺ کی صاحبزادی بیمار تھیں عثمان غنی نے عرض کیا حضور مجھے بدر میں لے چلیں حضور ﷺ نے فرمایا تم ہماری صاحبزادی کی خدمت کرو یہ ہمارا حکم ہے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی صاحبزادی جو عثمان غنی کے نکاح میں تھیں وہ بیمار تھیں سرکار نے فرمایا تم ان کی خدمت کرو حضرت عثمان غنی نے عرض کیا حضور بدر کی فضیلت تو مجھے نہیں ملے گی فرمایا وہ تو ہم ذمہ دار ہیں فرمایا فضیلت کیا بلکہ ہم تمہیں بدر کی غنیمت بھی دینگے فضیلت اور غنیمت کیا تم کو بدری بنائیں گے۔ یہ مت سمجھو کہ بدر میں جانے سے بدری بنتے ہیں بدری وہ ہوتے ہیں جن کو حضور ﷺ زبان رسالت سے بدری بنادیں یہاں تو زبان رسالت پر فیصلے ہوتے ہیں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور نے تو خود ان کو روکا اور خود انکو بدری بنایا اور خود فرمایا تم بدری ہو اور رہا حدیبیہ کا، بیت رضوان کا معاملہ وہ تو خود حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا بھئی اہل مکہ سے بات چیت کرنے کے لیے حضور ﷺ نے حضرت عثمان کو بھیجا تھا یا نہیں بھیجا تھا؟ کہ تم میرے نمائندہ بن کر جاؤ اور ان سے بات کرو اور جب عثمان غنی وہاں مکہ میں پہنچے کیونکہ یہ تو حدیبیہ میں روکے گئے تھے اور حدیبیہ ایسا مقام ہے کہ کچھ حصہ اس کا جل ہے کچھ حصہ حرم ہے وہاں کافروں نے حضور ﷺ کو روک لیا تو حضور ﷺ نے حضرت عثمان کو فرمایا کافروں کے ساتھ جا کر گفتگو کرو اور جب وہ مکہ میں پہنچے تو مکہ کے جو بڑے بڑے صناید کفار تھے وہ حضرت عثمان کے پرانے زمانے کے دوست تھے کیونکہ یہ تو تاجر قسم کے لوگ تھے تو ان کفار نے کہا کہ عثمان تم مکہ میں آگئے ہو اب بات یہ ہے کہ ہم مذہبی تعصب کو تو پیچھے ڈالتے ہیں تم ہمارے پرانے دوست ہو تم عمرے کا احرام باندھ کر آئے ہو پہلے پہلے ہم تمہیں کہتے ہیں کہ تم عمرہ کر لو۔ بھئی سب عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے یا نہیں تھے؟ تو عثمان غنی بھی تو عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ ان سرداران قریش نے کہا اس وقت اور باتوں کو تو چھوڑو تم ہمارے پرانے ساتھی ہو بہتر یہ ہے کہ اس وقت تم مدینہ سے عمرے کا احرام باندھ کر آئے ہو تو عمرہ کر لو، کعبہ کا طواف کر لو، صفا و مروہ کی سعی کر لو، ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں ہم نے ان کو

روکا ہے مگر تم کو اجازت دیتے ہیں۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جواب دیا حضرت عثمان غنی نے کہا وَاللّٰهِ لَا  
 أَفْعَلُ خُذَا كِي قَسْمِ يِه مَمْكَن نِهِيَس هِي كِه رَسُوْل وِهَا ل رَكِه رِهِي اُوْر مِي س يِهَا ل عَمْرِه كِر لُو ل تُو عَثْمَانِ غَنِي كُو تُو خُو د حَضُوْر ﷺ  
 نِه وِهَا ل بَهِيْجَا تَهَا ب جَب بِيْعَت رِضْوَان كَا مَوْقِعْ آيَا تُو كِيَا هُوَا ؟ حَضُوْر ﷺ نِه عَثْمَانِ غَنِي كُو وِه شَرَف عَطَا فِرْمَا يَا ، حَدِيْث  
 مِي س آتَا هِي كِه حَضُوْر اُوْنِجِه هُوْنِه اُوْر فِرْمَا يُو لُو گو ل - نُو هَذِه يَدِ عَثْمَانِ يِه عَثْمَانِ كَا هَا تَه هِي وَاَنَا اُبَا يِعُ عَثْمَانِ اُوْر مِي س  
 عَثْمَانِ كِي خُو د بِيْعَت كِر رِهَا هُو ل اُرِه تَم نِه اِپْنِي اِپْنِي بِيْعَتِي س خُو د كِي هِي اُوْر عَثْمَانِ كِي بِيْعَت مِي س كِر رِهَا هُو ل فِرْمَا يِه عَثْمَانِ كَا  
 هَا تَه هِي يِه مِي رَا هَا تَه هِي اُوْر مِي س اِس كِي (طَرَف سِه) خُو د بِيْعَت كِر رِهَا هُو ل اُوْر غَزْوَة اَحَد كِي بَا ت تُو تُهِي كِ هِي جَب كِه  
 اُس مِي س مَنَافِقِي ن نِه چَكِر چَلَا يَا اُوْر شِيْطَان نِه اُوْر دِي كِه قَدْ قُتِلَ مُحَمَّدٌ مُّسْلِمَانُو ل مِي س بَهْمُ دُ رُجْ كُنِي اُوْر اِيَا هُوَا كِه  
 عَثْمَانِ غَنِي بَهِي چَلِه كُنِه يِه تُهِي كِ هِي لِي كِن قُرْآن نِه كَمَا ، قُرْآن مِي س اِعْلَان هِي وَاَلْقَدْ عَفَا عَنكُمْ (بَارِه ٤٤ آلِ عِمْرَانِ ١٥٣)  
 جِس كَا گِنَا هِيَا تَهَا اِس نِه تُو مَعَا ف كِر دِيَا بَهِي قُرْآن مِي س مَعَا فِي هِي يَا نِهِي س هِي ؟ بَهِي جِس كَا گِنَا هِيَا تَهَا اِس اللّٰه نِه تُو  
 مَعَا ف فِرْمَا دِيَا تُو جِس كَا گِنَا هِيَا تَهَا اِس نِه تُو مَعَا ف كِر دِيَا اُوْر تِي رَا تُو عَثْمَانِ غَنِي نِه گِنَا بَهِي نِهِي س كِيَا تَهَا اِه ظَالِم ! تُو  
 نِه اُنْجِ تِك اُنْهِي س مَعَا ف نِهِي س كِيَا - تُو مِي س بَهِي يِهِي كِهُو ل كَا كِه جِس كَا گِنَا هِيَا تَهَا اللّٰه نِه فِرْمَا يُو وَيُطَهِّرُكُمْ تَطَهِيْرًا اِس اللّٰه  
 نِه تُو اَزْوَا جِ مَطْرَا ت كُو مَعَا ف كِر دِيَا اُوْر اِه اللّٰه كِه بَهْدُو ! يِه بَتَاؤُ تَهَا رَا كِيَا گِنَا هِيَا اَزْوَا جِ مَطْرَا ت نِه كِه اُنْجِ تِك بَهِي تَم  
 نِه مَعَا ف نِهِي س كِيَا اِسِي اِي كِ نَكْتِه كُو اِگِرْ ذَهْنِ مِي س رَكْه لُو بَا ت خَتْمِ هُو جَاتِي هِي -

وَاٰخِرُ وِدْعُوَانَا عَن اَلْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

## الدرس الاثنا عشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي چودہ تاریخ ہے اور جمعرات کا دن ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم سب روزے سے ہیں اللہ تعالیٰ نے چودہ روزے رکھوائے اے اللہ اپنی رحمت سے باقی روزے بھی پورے رکھوا دے اور تراویح، قرآن پاک کا سننا اور پڑھنا جو بھی معمولات ہیں الہی اپنی رحمت سے پورے کرادے اور شرف قبول بھی عطا فرما۔ آمین

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

محترم حضرات ! اللہ رب العزت جل جلالہ وعلوہ نے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج سے لے کر پورے رکوع آخر آیات تک صرف دو باتیں بیان فرمائیں اور اگر آپ ان کو غور سے دیکھیں تو پھر وہ ایک ہی رہ جائے گی وہ دو باتیں یہ ہیں کہ :-

پورے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اعلان فرمایا :

۱۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم تاجدار مدنی ﷺ سے باز پرس فرمائی کہ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو آپ کے لیے حلال کر دیا آپ نے اسے کیوں حرام فرمایا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے مسد نبوت پر رونق افروز ہونے والے محبوب آپ نے اس چیز کو کیوں حرام فرمایا جس کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا یہ ایک باز پرس ہے جو اللہ نے اپنے حبیب سے فرمائی لوگوں نے معلوم نہیں کیا کیا کہا میں سب کو بتا چکا ہوں پھر دوبارہ اس کے اعادہ کی مجھے حاجت نہیں ہے میں صرف ایک بات اب یوں کہوں گا کہ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج میں باز پرس ضرور ہے لیکن اس باز پرس کا پس منظر کیا ہے؟ تو وہ پس منظر میں آپ کو بتا چکا ہوں آج میں ان لفظوں کو اس لئے دہرا رہا ہوں کہ اس سے پہلے محافل درس میں بعض احباب موجود نہیں تھے اور ان کے ذہنوں کو مضمون آیت کے قریب تر لانے کے لیے مجھے یہ بات کہنی پڑ رہی ہے تو صورت حال یہ ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج اے نبی محترم! اے مسد نبوت پر جلوہ افروز ہونے والے محبوب! آپ نے اس چیز کو کیوں حرام کیا جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا تھا تو یہ باز پرس ہے لیکن اس باز پرس کا جو پس منظر ہے وہ صرف حضور ﷺ کی حبیبیت، حضور ﷺ کی محبوبیت اور حضور ﷺ کی عظمت ہے

اور میں نے وہ بات آپ کے سامنے تفصیلاً بیان کر دی ہے اور آپ کو میں نے مقصد بتا دیا ہے کہ ازواجِ مطہرات کی دلجوئی اور ان کی پاسِ خاطر کے لئے آپ نے اپنی پسندیدہ چیز کو جو ترک فرمایا تو یہ آپ نے اپنے لئے ایک تکلیف کو گوارا فرمایا کیونکہ پسندیدہ چیز کا ترک کرنا باعثِ تکلیف ہوتا ہے تو اللہ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ نے ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی فرما کر اپنے اوپر ایک تکلیف کو گوارا فرمایا ان کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی اپنی تکلیف گوارا فرمائی یہ تو ٹھیک ہے کہ یہ آپ کا حسنِ اخلاق ہے یہ تو آپ کی کمالِ رحمت ہے یہ تو آپ کی رافت ہے یہ تو آپ کا کمالِ حسنِ معاشرہ کا مظاہرہ ہے آپ کے کمالِ حسنِ محمدیت کا اظہار ہے یہ حق ہے کہ آپ نے ازواجِ مطہرات کی خاطر اپنی پسندیدہ چیز شہد کو یا حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ترک فرما کر میرے محبوب آپ نے اپنے لئے ایک تکلیف کو گوارا فرمایا کیونکہ ہر شخص جب کسی پسندیدہ چیز کو ترک کر دیتا ہے تو اس پسندیدہ چیز کے ترک کرنے سے اسے تکلیف کا احساس ضرور ہوتا ہے اور یہ ایسی بات نہیں ہے جسے کسی دلیل سے ثابت کرنے کی حاجت ہو کیونکہ یہ تو امور البدیہیات سے ہے ارے بھئی! اور باتوں کو آپ چھوڑ دیں ایک شخص سگریٹ پینے کا عادی ہے اور وہ سگریٹ چھوڑ دے تو بتائیں اسے تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی؟ ایک شخص چائے پینے کا عادی ہے اور وہ چائے چھوڑ دے تو اسے تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اب ایک شخص روزانہ غسل کرنے کا عادی ہے اور وہ بالکل غسل چھوڑ دے اسے تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی؟ ایک شخص صبح سیر کرنے کا عادی ہے وہ چلنا ترک کر دے اسے تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی؟ ایک شخص بیٹھے کا عادی ہے وہ بیٹھا چھوڑ دے اسے تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی؟ ایک شخص نمک کا عادی ہے نمک چھوڑ دے اسے تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اور پھر میں صاف کہوں گا کہ ایک شخص اللہ کے ذکر کا عادی ہے اور وہ ذکر چھوڑ دے تو تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اولیاً اللہ کی یہی شان ہے، صالحین کی یہی شان ہے، مؤمنین کی یہی شان ہے میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ رب العزت جل مجدہ نے فرمایا **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ** ج اے مسند نبوت پر جلوہ فرما ہونے والے محبوب! اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو آپ نے کیوں حرام فرمایا یہ بظاہر باز پرس ہے لیکن درحقیقت حضور ﷺ کی محبوبیت کا اظہار ہے کہ اے محبوب آپ ہمارے ایسے حبیب ہیں آپ ہمارے ایسے پسندیدہ ہیں کہ آپ دوسروں کی رضا جوئی کے لیے اپنی پسندیدہ چیز کو چھوڑ کر اپنے اوپر تکلیف گوارا فرمائیں ٹھیک ہے کہ یہ آپ کا حسنِ اخلاق ہے لیکن ہمیں یہ گوارا نہیں ہے کہ ہمارا محبوب کسی کی خاطر اپنی پسندیدہ چیز کو چھوڑ کر تکلیف گوارا فرمائے۔ بھئی آپ خود ہی بتائیں کہ جس شخص کے ساتھ آپ کو محبت ہوگی آپ اس کی ادنیٰ تکلیف بھی گوارا کریں گے؟ نہیں کریں گے۔ تو حضور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں یا نہیں ہیں؟ میں نے مانا کہ شہد کے ترک کرنے سے حالانکہ حضور کو شہد بہت ہی پسند تھا آپ بتائیں کہ اس چیز کے چھوڑنے سے اسے ترک کرنے سے تکلیف کا احساس ہوگا یا نہیں ہوگا؟ یقیناً ہوگا۔ حضور ﷺ نے تو فقط شہد اس لئے ترک فرمایا اور اس تکلیف کو گوارا فرمایا کہ ازواجِ مطہرات کی رضا جوئی مقصود تھی کہ یہ خوش ہو جائیں میں تکلیف اٹھا

لوں کوئی بات نہیں۔ یہ تو حسن معاشرت کا اظہار تھا رحمت کا، رافت کا مظاہرہ تھا بلکہ میں تو سچ کہتا ہوں کہ یہ عظمتِ انسانیت، کمالِ شرافتِ نفس کا اظہار تھا یہ سرکار کا کتنا بڑا اکرم ہے، کتنا بڑا افضل ہے، کتنا بڑا شرف ہے۔ لوگوں نے تو اس شرف کو تو ایک طرف رکھ دیا حضور ﷺ کی شان میں نکتہ چینی کرنے بیٹھ گئے میں عرض کر رہا تھا کہ يَا يُهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ میں یہ باز پرس ایسی نہیں ہے کہ جس کو حضور ﷺ کی عظمتِ شان کے خلاف قرار دیا جائے بلکہ یہ ہے کہ اس کو اللہ نے اپنے محبوب کی محبوبیت اور عظمتِ شان کا ایک چمکتا ہوا نشان قرار دیا۔

۴۔ آنکھ والے تیرے جلوے کا تماشا دیکھیں دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے (المحضر ت فاضل بریلوی)

۲۔ دوسری بات یہ کہ ازواجِ مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے تنبیہات فرمائیں بھئی یہ آیات جو میں نے پڑھیں ازواجِ مطہرات کی تنبیہات ہیں تو یاد رکھو جس طرح لِمَ تُحَرِّمُ میں باز پرس بظاہر ہے درحقیقت حضور ﷺ کی عظمت کا اظہار ہے اسی طرح ان آیات میں ازواجِ مطہرات پر تنبیہ یہ بالکل برائے نام اور بظاہر ہے درحقیقت یہ بھی حضور ﷺ کی عظمت و محبوبیت کا اظہار ہے وہ اس طرح کہ ازواجِ مطہرات کے طرزِ عمل سے نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ میں شہد نہیں کھاؤں گا تو آپ مجھے بتائیں کہ جب حضور ﷺ نے ازواجِ مطہرات کے طرزِ عمل سے متاثر ہو کر یہ فیصلہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو تنبیہ فرمائی کہ تم نے ایسا طرزِ عمل کیوں اختیار کیا اِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ج (النحریم ۴) اللہ نے یہ تنبیہات کیوں فرمائیں؟ اس لئے نہیں فرمائیں کہ ازواجِ مطہرات کو تنبیہات کرنا مقصود ہے بلکہ اس لئے کہ محبوب کی عظمتِ شان کا اظہار کرنا مقصود ہے اور مقصد یہ ہے کہ وہ میرے محبوب ہیں انہوں نے تمہاری خاطر بہت کچھ کیا اور بہت کچھ کرتے ہیں اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اس میں تمہاری رضا جوئی کو ملحوظ رکھتے ہیں یہ انکی شرافتِ نفس، یہ ان کی عزتِ نفس ہے، یہ ان کی رافت ہے، یہ ان کی فضیلت ہے، یہ ان کا شرف ہے یہ ان کے حسن معاشرہ کا اظہار ہے تمہاری رضا جوئی اور تمہاری خوشنودی کو وہ ملحوظ فرماتے ہیں تو اب تم اس بات کو کیوں نظر انداز کرتی ہو کہ تمہارے طرزِ عمل سے حضور نے جب اپنی پسندیدہ چیز کو چھوڑا تو حضور کو تکلیف ہوئی تو حضور کی تکلیف کے پہلو کو کیوں نظر انداز کرتی ہو اور تم اگر کرتی ہو تو کرو، ہم نہیں کریں گے میرے محبوب کا تو اس سے کچھ نہیں بجز اگر نقصان ہو گا تو تمہارا ہو گا لہذا تم اپنے آپ کو نقصان سے بچاؤ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ بظاہر یہ دو ہی باتیں بیان فرمائیں ہیں اور اگر ان کو آپ غور سے دیکھیں تو یہ دوسری بات بھی پہلی بات کی طرف رجوع کر جائے گی اور ایک ہی بات رہ جائے گی کہ پورے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا اعلان فرمایا اور میرا تو ایمان یہ ہے کہ سارا قرآن، اللہ کا پورا کلام واللہ باللہ ثم تالہ حضور ﷺ کے حسن و جمال کا بیان ہے وہ کیسے بد نصیب لوگ ہیں جو قرآن میں حضور ﷺ کی غلطیاں تلاش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور نے اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کر لیا، رسول سے غلطی نہیں ہوئی تو کیا ہوا؟ غلطی ہوئی، اب قرآن میں اللہ کے محبوب کی غلطیاں، قرآن ہے کیا؟ اللہ کا کلام



نہیں ہے؟ کلام ہے۔ اللہ کون ہے؟ حضور کا محبت ہے یا نہیں ہے؟ اللہ ہمارا معبود ہے، ہمارا خالق ہے، ہمارا مالک ہے، سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ کا محبت ہے یا نہیں ہے؟ اور قرآن اللہ کا کلام ہے اور حضور ﷺ کون ہیں اللہ کے محبوب ہیں اب ان تین باتوں کو آپ جمع کر لیں اور تینوں کو سامنے رکھ لیں کہ حضور اللہ کے محبوب، اللہ حضور کا محبت اور قرآن اللہ کا کلام۔ اب آپ بتائیں کسی عقل مند سے پوچھیں کہ کسی کے محبوب کی اگر کوئی غلطی اور عیب نکالنا ہو تو محبت کے کلام میں وہ عیب نکلے گا یا اس کے دشمن کے کلام میں وہ عیب نکلے گا؟ یہ سوچنے کی بات ہے بھئی! تمہیں معاذ اللہ حضور ﷺ کے عیب نکالنے کا شوق ہے تو کہیں ابو جہل کا کلام تلاش کرو ابو لہب کا کلام تلاش کرو، عتبہ کا، شیبہ کا، کعب بن اشرف کا، عبد اللہ بن ابی بن سلول کا، یہ سب حضور ﷺ کے دشمن تھے ان کا کلام تلاش کرو، کہیں اگر تمہارا معاذ اللہ شوق ہے کہ ہم تو حضور کی غلطیاں ہی تلاش کریں گے تو بھئی پھر عبد اللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین کا کلام تلاش کرو۔

فتنہ منافقین: عبد اللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین نے کہہ دیا تھا کہ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ (بارہ ۲۸. المنافقون ۸) یہ کس نے کہا تھا؟ ارے! عبد اللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین نے کہا تھا یہ غزوہ بنی مصطلق کا واقعہ ہے اگرچہ ترمذی شریف میں ایک حدیث آئی ہے اور اس میں غزوہ تبوک کا ذکر آگیا مگر تمام محدثین اور مفسرین نے اس کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ تمام روایات احادیث اور تواریخ سے یہی ثابت ہے کہ یہ بات غزوہ بنی مصطلق میں عبد اللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین نے کہی تھی۔ فقطبات اتنی ہوئی کہ ایک مہاجر نے کسی انصاری کے ذرا سا ہاتھ رکھ دیا تو منافقین نے تو شور مچا دیا يَغْلُ الْأَنْصَارُ، يَغْلُ الْأَنْصَارُ دوڑیے اے انصار! یہ کیا ہو گیا مہاجر نے انصار کے ہاتھ مار دیا اب جبکہ یہ بات ہوئی اور یہ نعرے لگانے والے کون تھے یہ منافقین تھے عبد اللہ بن ابی بن سلول کے یہ چیلے تھے اسکے ساتھی تھے جب انہوں نے یہ کیا تو ادھر انصار بھی اور ادھر مہاجرین بھی۔ مہاجرین بھی آخر انسان تھے انہوں نے یعل المہاجرین کا نعرہ لگانا شروع کر دیا سرکارِ دو عالم ﷺ تشریف لائے فرمایا کہ یہ جاہلیت کی باتیں کیسی ہو رہی ہیں يَغْلُ الْأَنْصَارُ، يعل المہاجرین یہ تو جاہلیت کے نعرے ہیں تو کون جاہلیت کے نعرے لگا رہا ہے تو لوگوں نے بتایا کہ حضور ایک مہاجر نے ایک انصاری کے ذرا سا ہاتھ رکھ دیا تو عبد اللہ بن ابی بن سلول چیخ پڑا اور اس نے اپنی قوم سے کہا کہ دیکھو یہ ہمیں ذلیل سمجھتے ہیں یہ مہاجر ہمیں ذلیل سمجھتے ہیں، اب اس نے کہا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ آگر ہم واپس گئے یہ غزوہ میں موجود تھا مگر یہ خبیث جب موجود ہوتے تھے تو خدا کی قسم ان کے موجود ہونے سے مسلمانوں کو ذرہ برابر کوئی فائدہ نہیں پہنچتا تھا اگر پہنچتی تھیں تو یہی تکلیفیں پہنچتی تھیں۔ غزوہ بنی مصطلق میں یہ تکلیف پہنچی یا نہیں پہنچی؟ پھر یہی خبیث عبد اللہ بن ابی بن سلول اسی کا حال آپ نے سن لیا کہ غزوہ مریسہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان باندھا۔ تو لوگ تو

کہیں گے کہ بھئی یہ تو جہاد میں جاتے تھے یہ تو غزوات میں جاتے تھے یہ تو مجاہد تھے یہ تو غازی تھے۔ بھئی! ایسے غازی تمہیں مبارک ہوں ایسے مجاہد تم کو مبارک ہوں۔ ظالمو! تم یہ دیکھو وہاں غزوہ کیا کیا اور جہاد کیا کیا غزوہ بنی مطلق کا جہاد يَعْلَ النَّصَارَہِ اور یہ ہے کہ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ اگر مدینہ واپس چلے گئے تو ہم میں سے ہر عزت والا ہر ذلت والے کو نکال دیگا بھئی عزت والے کون ہیں کہتے تھے کہ عزت والے تو ہم ہیں کیونکہ مدینہ تو ہمارا ہے ہماری زمینیں ہیں، ہمارے باغات ہیں، ہمارے اموال ہیں اس لیے عزت والے تو ہم ہیں اور یہ تو سب بھگوڑے مکہ سے ایسے ہی چلے آئے یہ تو سارے ذلیل ہیں نَعُوذُ بِاللَّهِ اس نے مہاجرین کو ذلیل کہہ دیا اور کہا کہ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ اللہ اکبر! اللہ کی شان دیکھئے مولا تیری قدرت کے قربان جاؤں وہ جو اللہ نے فرمایا يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ (بارہ ۷. الانعام آیت ۹۵) قرآن کی آیت ہے اللہ فرماتا ہے اللہ کی شان یہ ہے کہ مردوں سے زندوں کو نکالتا ہے اور مردہ کون ہیں؟ کافر، منافق سب مردے ہیں اور ہر مؤمن زندہ ہے۔

عبد اللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین وہ تو خبیث منافق تھا، کافر تھا، بے دین تھا، بے ایمان تھا ایسی بجواس کرتا تھا کہ ہم ذرہ مدینہ جائیں دیکھیں ہم کیا کرتے ہیں ہم جتنے بھی عزت والے ہیں ان مکے کے بھگوڑوں کو ذلیلوں کو ہم باہر نکال چھوڑیں گے لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ہم تو ان کو مدینہ سے باہر نکال چھوڑیں گے۔ جب یہ بات اس نے کہی تو اس کا اپنا بیٹا، عبد اللہ ابن ابی ابن سلول کا بیٹا، خدا کی شان دیکھئے اس کا نام بھی عبد اللہ تھا تو عبد اللہ کئی قسم کے ہوتے ہیں ایسا بھی عبد اللہ جیسے کہ عبد اللہ ابن ابی ابن سلول تھا اور ایسا بھی عبد اللہ کہ جب باپ نے یہ بات کہی لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ تو گردن پکڑ لی اور کہا تم کہو کہ رسول اللہ ﷺ عزیز ہیں اور تو ذلیل ہے گردن پکڑ لی اور کہا کہ تو کہو کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ عزیز ہیں اور کہو میں ذلیل ہوں کہو اپنے آپ کو ذلیل کہو اور اگر نہیں کہے گا تو میں یہیں تجھے مار دوں گا تو نے سمجھا کیا ہے بیٹے نے باپ کی گردن پکڑ لی۔ کوئی سوتیلا بیٹا نہیں تھا سا گبیٹا تھا اس نے کہا کہ تو کہہ کہ میں عبد اللہ ابن ابی ابن سلول ذلیل ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ عزیز ہیں اپنے آپ کو ذلیل کہو اور رسول اللہ ﷺ کے عزیز ہونے کا اقرار کرو تب میں تمہیں چھوڑوں گا چنانچہ اب اس کا یہ طاقتور جوان بیٹا تھا اس نے کہا کہ میں تجھے مار ڈالوں گا اس کو کہنا پڑا کہ میں ذلیل ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ عزیز ہیں۔ تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ تو اللہ کے محبوب ہیں اللہ حضور کا محبت ہے قرآن اللہ کا کلام ہے اگر معاذ اللہ تمہیں حضور ﷺ کی غلطی تلاش کرنے کا کوئی شوق ہے تو بھئی کسی دشمن کا کلام پڑھو اللہ کا کیوں پڑھتے ہو وہ تو محبوب کا کلام ہے ارے محبوب کے کلام میں تو محبوب کی تعریف ہی ملے گی۔

صاحب تفسیر روح البیان نے ایک عارف کا قول نقل کیا طبیعت پھڑک گئی اور دل میں اس قدر سرور پیدا ہوا کہ بتا نہیں سکتا۔ ایک عارف کا کلام نقل کیا۔ فرماتے ہیں ع مَا وَجَدْتُ فِي الْقُرْآنِ غَيْرَ صِفَةِ مُحَمَّدٍ

میں نے بسم اللہ کے نقطے سے لے کر وَالنَّاسِ کے س تک محمد کے حسن و جمال کے سوا کچھ پایا ہی نہیں ہے۔ اب یہ ایک ایسا جملہ ہے کہ اگر کوئی اس کی شرح کرے تو ساری عمر گزر جائے اس کی شرح ختم نہیں ہو سکتی اور میں تو ایک بات یہ جانتا ہوں کہ ساری کائنات کا حسن و جمال کیا ہے؟

ہر گل میں ہر چمن میں محمد کا نور ہے

کائنات کے ہر ذرے میں حضور ﷺ کا نور ہے اور کائنات کے ہر ذرے میں حضور ﷺ کے حسن کا ظہور ہے اب کس کس ذرے کو آپ شمار میں لائیں گے اور کس کس کو آپ گنیں گے تھوڑی سی جگہ (حاجب، بھوں) کے بال اگر کوئی کہے گو تو گن سکو گے نہیں گن سکتے اللہ اکبر اور سرکار سید عالم نور مجسم ﷺ کی شان یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا **إِنَّ اللَّهَ قَدْ عَرَفَنِي الدُّنْيَا كَأَنِّي أَنْظَرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَأَنِّي أَنْظَرُ إِلَى كَفِي هَذِهِ كَأَنَّاتِ كَاذِرِهِ ذَرَّةً نَظَاهِ** مصطفیٰ کے سامنے بے حجاب ہے یہ کیا ہے یہ اُن کا نورِ بصیرت ہے تو جن کے نورِ بصیرت کی کوئی شرح نہیں کر سکتا تو ان کے اور انوار و کمال اور حسن و جمال کی شرح کون کر سکے گا بھلا بتائیے؟ ہے کسی میں طاقت؟ تو اس لئے یہ تو ایک ایسا جملہ فرما گئے صاحبِ عرفان، اللہ کے محبوب کہ ساری عمر تم اس کی شرح کرتے جاؤ تم ختم ہو جاؤ گے مَا وَجَدْتُ فِي الْقُرْآنِ غَيْرَ صِفَةِ مُحَمَّدٍ مَّكَرًا اس کی شرح ختم نہیں ہوگی میں نے سارے قرآن میں محمد ﷺ کے حسن و جمال کے سوا کچھ پایا ہی نہیں۔ تو عزیزانِ محترم! جو لوگ لِمَ تُحَرِّمُوا سے حضور ﷺ کی عظمتِ شان گھٹانا چاہتے ہیں اور حضور ﷺ کی غلطی سمجھتے ہیں تو انھیں تو یہ آیت پڑھنے کا حق ہی نہیں ہے قرآن پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کا ایک ایک لفظ مصطفیٰ ﷺ کی عظمتِ شان کا بیان ہے بہر نوع اس رکوع کا خلاصہ میں نے دو حرفوں میں بیان کیا انشاء اللہ باقی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

## الدرس الثالث عشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي پندرہ تاریخ ہے اور جمعۃ المبارک کا دن ہے اَلْحَمْدُ

لِلَّهِ ہم سب روزے سے ہیں اے اللہ تعالیٰ نے پندرہ روزے رکھوا دیئے یہ باقی پندرہ بھی اپنی رحمت سے رکھوادے

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ تَرَاوِجِ، قرآن پاک جو بھی معمولات ہیں الہی سب پورے ہوتے رہیں اور اپنی رحمت سے شرف قبول بھی

عطا فرما۔ آمین

عزیزان محترم! میں اس وقت بہت زیادہ علیل ہوں کچھ دوستوں کی پاس خاطر کی بنا پر اس وقت کچھ کلمات

عرض کرنا ضروری محسوس ہوا دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کلمۃ الحق زبان پر جاری رکھے۔ آمین

زیر نظر آیات طیبات کی بحث کو آج چند جملوں پر ختم کر کے اس کے بعد انشاء اللہ العزیز اگر زندگی ہے اور

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر دوسرے مضامین جو ان آیات کے بعد ہیں انشاء اللہ ان کو عرض کروں گا اختتامیہ کے طور پر

سب سے پہلے تو اہل علم کے لیے دعوتِ نظر ہے۔ بایں طور کہ جو فعل، جو کام پہلے ہو جائے تو جب اس کی حکایت کی

جائے اور اس کو بیان کیا جائے تو زمانہ ماضی کے فعل کو صیغہ ماضی سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ زید آیا اس کو ہم کیا کہیں

گے جَاءَ زَيْدٌ "جاء فعل ماضی کا صیغہ ہے یعنی میرے کہنے سے پہلے وہ آیا میرا کہنا بعد کو ہے اس کا آنا پہلے ہے۔ بعض

اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حکایت حال ماضیہ کے طور پر ماضی کو مضارع کے صیغہ سے بھی استعمال کر دیتے ہیں مگر اس

کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ متکلم اپنے فعل کو جو ماضی میں ہو حکایت حال ماضیہ کے طور پر بصیغہ مضارع حکایت فرماتا

ہے: جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَكَذَلِكَ نُرِيّ ابْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ

مِنَ الْمُؤَقِنِيْنَ (بارہ ۷. الانعام آیت ۷۵) آپ غور فرمائیں نوری مضارع کا صیغہ ہے اور یہ آیت قرآن کی ہے اور قرآن حضرت

محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تو اب آپ سے پوچھتا ہوں اس آیت کا مطلب یہ ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيّ ابْرٰهِيْمَ

مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُؤَقِنِيْنَ اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم کو دکھائے ملکوت آسمانوں کے

اور ملکوت زمینوں کے۔ ملکوت مُلْك سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور جب مُلْك کو ہم مبالغہ کے صیغہ میں لائیں گے تو

ملکوت کہیں گے اسی طرح رَحْمَت کو جب مبالغہ کا صیغہ بنائیں گے تو رَحْمٰت کہیں گے تو ملکوت مبالغہ ہے

ملك كا۔ تو اللہ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيْعُ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللّٰهُ تَعَالٰى فرماتا ہے کہ ہم نے آسمانوں کے تمام ملك (مبالغہ کے صيغہ کے ساتھ فرمایا) اپنے محبوب اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے وَالْاَرْضِ اور زمین کے تمام ملك ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دکھائے تو اب دکھانا تو یہ فعل زمانہ ماضی میں ہو گیا اور جو کام زمانہ ماضی میں ہو اس کو ماضی کے صيغہ سے تعبیر کرنا چاہیے تو فعل تو ہوا ماضی کے زمانے میں مگر اس کی حکایت ہو رہی مضارع کے صيغہ کے ساتھ اور مضارع کے صيغہ میں آپ جانتے ہیں کہ یا تو حال کا زمانہ ہو گا یا مستقبل کا۔ یہ معنی تو نہیں ہیں کہ ہم اب دکھا رہے ہیں حال میں اس وقت دکھا رہے ہیں اور یہ معنی بھی نہیں ہیں کہ ہم مستقبل میں دکھائیں گے یہ معنی ہیں کہ ہم دکھا چکے وہ تو دکھانا ماضی میں ہو چکا تو جو فعل ماضی میں ہو گیا وہ تو ماضی کے صيغہ سے تعبیر کرنا چاہیے لیکن مضارع کے صيغہ سے تعبیر فرمایا اور اس کو اہل بیان، اہل لغت، اہل عرب اور اہل نحو اپنی اصطلاحات میں حکایت حال ماضیہ کے عنوان سے مَعْنُوْن کرتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ نُرِيْعُ مضارع کا صيغہ استعمال فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بات تو ماضی کی ہے لیکن ہم مضارع کے صيغہ کے ساتھ اس لئے تعبیر فرما رہے ہیں کہ گویا ہم کھنگھنگھنگھنگ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے اس زمین اور آسمان کے سب ملکوں کو جو حضرت ابراہیم کو دکھایا تو تم یہ سمجھو کہ ہم ابھی تک ان کو دکھا رہے ہیں۔ یہ ہے حکایت حال ماضیہ مگر اس میں متکلم اپنے لئے وہ صيغہ استعمال فرماتا ہے اور یہاں يَا يٰهٰٓا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (سورۃ التحریم) کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور متکلم تو اللہ ہے اور آپ سمجھ چکے ہیں کہ یہ آیت کب نازل ہوئی جب حضور ﷺ نے شہد کو یا سیدنا حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اوپر حرام فرمایا تھا تو یہ حضور ﷺ کا حرام فرمانا پہلے ہو گیا اب اس ماضی کے فعل کو مضارع کے صيغے سے کیسے تعبیر فرمایا حکایات حال ماضیہ کے باب سے بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ متکلم نے اپنے لئے نہیں کہا یہ مخاطب کے لیے ہے تو حکایت حال ماضیہ تو ہو نہیں سکتا تو اب یہ تو مخاطب کے لیے ہے اور حضور ﷺ کا اپنی محبوب چیز کو اپنی پسندیدہ چیز کو حرام کرنا یہ ماضی میں ہو چکا ہے تو اب بظاہر تو یہ ہونا چاہیے کہ يَا يٰهٰٓا النَّبِيُّ لِمَ حَرَمْتَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اے نبی تو نے ماضی کے زمانے میں کیوں وہ چیز اپنے اوپر حرام کی جو ہم پہلے آپ پر حلال کر چکے تھے تو اَحَلَّ یہ ماضی کا صيغہ ہے اور تُحَرِّمُ مضارع کا صيغہ ہے اس بات کو سمجھنا ہے اگر یہ سمجھ لیں تو میرے پوری بحث انہی دو لفظوں میں آجائے گی اگر اس بات کو سمجھ لیں کہ حضور ﷺ کا اپنی پسندیدہ چیز کو حرام فرمانا یہ بھی زمانہ ماضی میں تھا اور ان چیزوں کو حلال کرنا یہ بھی زمانہ ماضی میں تھا بھئی! اللہ نے پہلے سے حلال کی ہوئی ہیں یا نہیں ہیں؟ وہ مباح چیزیں حضور ﷺ کے لئے اللہ نے پہلے سے حلال کی ہیں یا نہیں؟ تو جن کو پہلے سے حلال کیا ان کا حلال ہونا مباح ہونا زمانہ ماضی میں واقع ہو گیا کہ نہیں ہو گیا؟ زمانہ ماضی میں واقع ہو گیا اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ حالانکہ یہاں حکایت حال ماضیہ کے طور پر اگر اللہ یوں فرماتا مَا يُحِلُّ اللّٰهُ لَكَ کیوں کہ اللہ متکلم ہے اور متکلم اپنے لئے فرما رہا ہے مگر اللہ نے مَا يُحِلُّ اللّٰهُ لَكَ نہیں فرمایا

بَلَّغْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ فَرَمَا اس کو حکایتِ حالِ ماضیہ کے باب سے نہیں رکھا اور یہ فرق بیان کرنے کے لیے کہ کوئی احمق تُحَرِّمُ کو بھی حکایتِ حالِ ماضیہ پر محمول نہ کر لے۔ اللہ اکبر۔ تو اب اس بات کو آپ سمجھیں تو کیسی مزے کی بات ہے اور یہ حکمت کی بات ہے علم کی بات ہے مگر علم کی بات کو اہل علم سمجھے گا دوسرا نہیں سمجھے گا اس کے معنی کیا ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے میرے محبوب ﷺ آپ نے اُس چیز کو زمانہ ماضی میں کیوں حرام کر لیا جس چیز کو ہم نے زمانہ ماضی میں آپ کے لئے حلال کیا۔

لفظی معنی تو یوں ہونا چاہئے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی ﷺ اب یہاں ہے لِمَ تُحَرِّمُ اس کے معنی یہ ہیں اے نبی آپ کیوں حرام کرتے ہیں یا کیوں حرام کریں گے۔ تو یہ دونوں باتیں غلط ہیں حضور ﷺ آیت کریمہ کے نازل ہوتے وقت تو حرام نہیں کر رہے تھے یا آگے چل کر تو حضور ﷺ نے حرام نہیں کرنا تھا حضور ﷺ تو پہلے اپنے اوپر شہد کو حرام کر چکے تھے تو اب فعل تو ماضی میں واقع ہو گیا تو ماضی میں جو فعل واقع ہو اس کو تو ماضی کے صیغہ سے تعبیر کرنا چاہیے اس کی مثال قرآن میں موجود ہے عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لَهُمْ (بارہ ۱۰۔ التوبہ آیت ۴۳) اللہ آپ سے معاف فرمائے اور عفا بھی ماضی کا صیغہ ہے کیونکہ اللہ نے بہت پہلے ہی معاف کر دیا کیونکہ حضور ﷺ تو پہلے ہی معفو ہیں۔ معفو کے معنی کیا ہیں؟ (معفو کے معنی جس کو قطعاً ہر چیز سے عفو)

معفو کے معنی: لوگ عفو کے معنی بھی نہیں سمجھتے عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَمَقَامُهَا ديار مٹ گئے، گھر مٹ گئے، آبادیاں مٹ گئیں، آبادیوں کے محل مٹ گئے اور ان کے آثار بھی مٹ گئے اور ان کے مقامات بھی مٹ گئے عفو کے معنی مٹنے کے ہیں۔ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ میرے محبوب میں نے تو ہر برائی کو پہلے ہی تجھ سے میٹا ہوا ہے یعنی کوئی برائی تیری طرف رخ کر ہی نہیں سکتی۔ آپ تو پہلے ہی معفو ہیں ہر برائی سے آپ عفو میں ہیں یعنی ہر برائی آپ سے مٹی مٹائی ہے۔ کیا شان ہے میرے محبوب کی۔ تو عفا کو بھی ماضی کے صیغہ کے ساتھ تعبیر فرمایا کیونکہ حضور سید عالم ﷺ کے لیے ہر برائی کا مٹا ہوا ہونا یہ بھی زمانہ ماضی میں ہے عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لَهُمْ بتائیے حضور ﷺ یہ اذن پہلے دے چکے تھے یا نہیں؟ بھئی! جب حضور ﷺ غزوة تبوك میں تشریف لے جا رہے ہیں تو منافق آئے کسی نے کہا کہ حضور میں مرتا ہوں کسی نے کہا میری بیوی مر رہی ہے کسی نے کہا حضور مجھے فلانی تکلیف ہے حضور مجھے اذن دے دیں حضور نے کہا جاؤ جاؤ بھاگو اذن ہے تم مت جاؤ لوگوں نے کہا حضور سے غلطی ہو گئی۔ اُو بے ایمانوں! رسول اللہ ﷺ سے غلطی ہوئی؟ خدا تم کو عارت کرے۔ اللہ فرماتا ہے لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُواكُمْ إِلَّا خَبَالًا (بارہ ۱۰۔ التوبہ ۴۷) کہ اے میرے محبوب تو نے بہت اچھا کیا تو نے انھیں گھر بیٹھنے کی اجازت دیدی، انہیں اذن دیدیا اگر وہ چلے جاتے تو سوائے تباہی اور فساد کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اندازہ فرمائیے۔ سبحان اللہ اب ہوا کیا میرے آقا ماضی میں پہلے اذن دے چکے تھے اللہ نے اس کو ماضی کے صیغہ سے تعبیر فرمایا یا مضارع کے صیغہ سے تعبیر فرمایا؟ ارے ماضی کے

صیغہ سے تعبیر فرمایا لَمْ أَذْنَتْ، اذنت ماضی کا صیغہ ہے مضارع نہیں ہے لَمْ تَأْذَنْ نہیں فرمایا تَأْذَنْ مضارع کا صیغہ تھا لَمْ أَذْنَتْ فرمایا، اذنت ماضی کا صیغہ ہے تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر کہ حضور ﷺ اذن پہلے دے چکے تھے اور جب اللہ نے اُس کا ذکر فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ماضی کا صیغہ ارشاد فرمایا کیونکہ اذن دینا ماضی میں تھا تو جو فعل ماضی میں ہو اُس کا ذکر بھی ماضی کے صیغہ سے ہوتا ہے تو اذن ماضی میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کا ذکر بھی ماضی کے صیغہ سے فرمایا لَمْ أَذْنَتْ لَہُمْ پیارے حبیب اللہ آپ کو معاف فرمائے آپ نے اُن کو کیوں زمانہ ماضی میں اذن دیا۔ اللہ اکبر اب اس آیت کریمہ میں کیا ہونا چاہیے تھا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ حَرَمْتَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ہونا چاہیے تھا جیسا کہ وہاں اذنت ہے یہاں حَرَمْتَ ہونا چاہیے تھا مگر حَرَمْتَ نہیں ہے تُحَرِّمُ ہے۔ کیوں؟

صیغہ کے استعمال میں غور کرنے کی بات۔

اصل بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے جب اُس چیز کو اپنے اوپر حرام کیا تو بتائیے اپنی پسندیدہ چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے سے طبیعت پر شاق ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ شاق گزرتا ہے۔ اندازہ فرمائیں! بھئی! جو چیز مجھے پسندیدہ ہے اگر میں اُس کے استعمال کو اپنے اوپر ممنوع کر لوں میری طبیعت پر یہ شاق ہوگی یا نہیں ہوگی؟ شاق ہوگی۔ حضور ﷺ تو حرام پہلے ہی کر چکے تھے مگر طبیعت پر شاق تو اب تک تھا۔ بھئی! شہد کو حضور ﷺ نے حرام تو پہلے فرمایا تھا مگر اُس شہد کو جو حضور ﷺ نے حرام فرمایا تھا اُس کے شاق ہونے کا اثر تو اُس وقت بھی تھا جس وقت آیت نازل ہوئی ہے اُس وقت بھی تو اُس شہد کو اپنے اوپر ممنوع الاستعمال کرنے کا اثر تھا کیونکہ پسندیدہ چیز کو ترک کرنا طبعاً شاق ہوتا ہے تو حضور ﷺ شہد کو حرام تو پہلے ماضی کے زمانہ میں فرما چکے تھے تو اب اللہ نے حَرَمْتَ نہیں فرمایا تُحَرِّمُ فرمایا۔ کیا مطلب؟ میرے محبوب لَمْ تُحَرِّمُ آپ اپنے اوپر شہد کو حرام کر کے کیوں اب تک مشقت برداشت فرما رہے ہیں۔ اس نقطہ کو اگر سمجھ لیا جائے تو پوری بحث ختم ہو جائے کیونکہ اُس وقت حضور ﷺ شہد حرام نہیں فرما رہے تھے شہد تو حضور ﷺ پہلے حرام کر چکے تھے لیکن اب حَرَمْتَ نہیں فرمایا تُحَرِّمُ فرمایا اس لیے کہ حرام کرنا یہ حضور ﷺ کی طبع مبارکہ پر شاق تھا۔ تو مطلب یہ ہے کہ میرے محبوب ازواجِ مطہرات کی خاطر آپ اپنی پسندیدہ چیز کو اپنے اوپر حرام فرما کر کیوں اپنی طبیعت مبارکہ پر مشقت کو برداشت فرما رہے ہیں آپ نے جو مشقت برداشت فرمائی وہ ہم کو گوارا نہیں ہے لَمْ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تو پتہ چلا کہ لَمْ تُحَرِّمُ جو ہے یہ استفہام فعل تحریم سے متعلق نہیں ہے بلکہ فعل تحریم کے نتیجہ سے متعلق ہے۔

قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ (التحریم ۲) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب ہم نے تو راستے پہلے ہی کھول دیئے ہیں سورۃ المائدہ میں سب کچھ بتا دیا ہے کہ اگر کوئی اپنے اوپر کسی مباح چیز کو حرام کر لے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ مباح ہے مگر کسی حکمت کی بناء پر وہ اُس چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے تو قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ اللہ

نے تو تمہاری قسموں کے حلال ہونے کا طریقہ بیان کر دیا ہے اور جب ان قسموں کے حلال کرنے کا طریقہ بیان کر دیا ہے تو پھر پیارے آپ اس طریقہ کو استعمال فرمائیں اور آپ شہد کو کھائیں اس لیے کہ اگر ازواج مطہرات کی خاطر آپ نے اپنی پسندیدہ چیز کو اپنے اوپر حرام کر کے اپنی طبیعت پر مشقت کا زور لیا تو پیارے ہم کو تو یہ گوارا نہیں ہے کیونکہ شہد تو آپ کو محبوب تھا اسکو ترک کرنا آپ کے اوپر شاق ہے اور آپ ہمارے محبوب ہیں آپ کی مشقت ہم پر شاق ہے شہد کا ترک کرنا آپ کی طبیعت مبارکہ کو گوارا نہیں ہے مگر ناگواری برداشت فرمائے ہوئے ہیں تو پیارے حبیب آپ شہد کے ترک کرنے کو ناگوار فرمائے ہوئے ہیں اور آپ کی ناگواری کو ہم ناگوار فرمائے ہوئے ہیں۔ اللہ اکبر۔ مصطفیٰ ﷺ کی کیا شان ہے تو اب لِمَ تُحَرِّمُ اور مَا أَحَلَّ یہ دو صیغے اگر آپ غور سے سمجھ لیں کہ تُحَرِّمُ مضارع کا صیغہ ہے اور أَحَلَّ ماضی کا صیغہ ہے اگر آپ حکایتِ حالِ ماضیہ کی طرف جائیں گے تو پھر مَا أَحَلَّ اللہ لَكَ میں مَا يُحِلُّ ہونا چاہیے تھا مگر وہاں يُحِلُّ نہیں ہے۔ کیوں؟ فرمادیا کہ ہم نے تو ماضی کے زمانے میں آپ کے اوپر ان چیزوں کو مباح کیا ہے اور آپ نے ماضی کے زمانے میں آیت نازل ہونے سے پہلے ان چیزوں کو اپنے اوپر حرام کیا ہے لیکن اگرچہ آپ نے حرام تو پہلے کیا مگر اس کا جو نتیجہ ہے اور اس کا جو اثر ہے وہ اب تک آپ اپنے طبع نازک پر لئے ہوئے ہیں۔

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ لِمَ تُحَرِّمُ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ کیوں حرام کر رہے ہیں، معنی یہ ہیں کہ آپ کیوں تکلیف برداشت کر رہے ہیں اب آپ بتائیے یہ حضور ﷺ کی محبوبیت کا اعلان ہے یا نہیں ہے؟ اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اس پر افسوس ہے پھر خدا ہی اسے سمجھے اور میں تو اس سے زیادہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔

عزیزانِ محترم!! ایک بات آپ سے کہہ کر گفتگو کو ختم کرتا ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ حضور تاجدارِ مدنی جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کوئی قول، کوئی فعل، کوئی عمل وحی الہی کے بغیر نہیں ہوتا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۗ (پارہ ۲۷، النجم آیات ۴، ۳) نطقِ رسول وحی میں منحصر ہے۔ ابو علی جبائی اور اسکا بیٹا ابو ہاشم دونوں باپ بیٹے معتزلی تھے وہ تو وہ جو ہیں معتزلی تھے یا کون تھے لیکن اس آیت سے انہوں نے ایک استدلال کیا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۗ انہوں نے کہا کہ رسول کی ہر بات وحی ہے اور جب ہر بات وحی ہے تو حضور ﷺ اجتہاد کر ہی نہیں سکتے کیونکہ اجتہاد تو اپنی طرف سے کریں اور اپنی طرف سے تو وہ کچھ کہتے ہی نہیں وہ تو جو کچھ کہتے ہیں اللہ کی وحی ہوتی ہے لہذا وہ اجتہاد نہیں کر سکتے اب اگر کوئی کہے کہ رسول اجتہاد کرتے تھے تو وہ جھوٹ بولتا ہے کیوں کہ اجتہاد تو وحی نہیں ہے اگر اجتہاد وحی ہو تو ہر مجتہد کا اجتہاد وحی ہو جائے تو اجتہاد وحی نہیں ہے، ابو علی جبائی اور اسکے بیٹے ابو ہاشم نے اس آیت وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ اس بات پر استدلال کیا اب اس بناء پر نتیجہ کیا ہوا انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے جو اس چیز کو (شہد کو) حرام کیا تھا تو وہ حضور ﷺ نے اپنے اجتہاد کی بناء پر حرام کر لیا تھا لہذا وہ وحی نہیں ہے حضور ﷺ کا اپنے اوپر اس شہد کو حرام کرنا اور یہ فرمانا کہ شہد میرے اوپر حرام



ہے یہ وحی نہیں ہے اگر یہ وحی ہو تو لِمَ تُحَرِّمُ اُس کے خلاف ہے کیوں کہ وحی کو وحی توڑ رہی ہے یہ کیا بات ہوئی تو اب اُسکی جمالت کا پردہ میں نے چاک کر دیا۔ کیا؟ اللہ تعالیٰ نے تحريم پر توبات نہیں فرمائی ارے! تحريم پر جو مشقت برداشت فرمائی اُس پر کلام فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تحريم پر کلام نہیں فرمایا بلکہ اللہ نے مشقت برداشت فرمانے پر بات فرمائی ہے تو مشقت برداشت کرنے کو تو میں وحی نہیں کہتا میں تو وحی کہتا ہوں اس بات کو کہ حضور ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ یہ ہم نے اپنے اوپر حرام کیا حضور ﷺ کا یہ فرمانا بھی وحی تھا کیوں؟ اس لیے کہ لِمَ تُحَرِّمُ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ کیوں حرام کر رہے ہیں اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ کیوں مشقت برداشت کر رہے ہیں شہد کو اپنے اوپر حرام کر کے آپ کیوں مشقت برداشت کر رہے ہیں۔ رہا یہ کہ حضور ﷺ نے مشقت برداشت کیوں کی؟ تو اُس کا جواب میں پہلے دے چکا وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ پر رافت و رحمت، حسن اخلاق و حسن معاشرت کے حال کا ایسا غلبہ تھا کہ اُس غلبہ حال میں حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کی رضا کو مقدم رکھ لیا کہ تم خوش ہو جاؤ مجھے مشقت ہو میں برداشت کر لوں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب ٹھیک ہے آپ نے اُنکی رضا کو تو آگے رکھا اور ہماری رضا کو تو آپ نے نظر انداز فرمادیا مگر قصداً نظر انداز نہیں فرمایا بلکہ غلبہ حال رافت میں، غلبہ حال شفقت میں، غلبہ حال حسن اخلاق میں اور اگر غلبہ حال رافت و رحمت میں اگر کوئی بات ہو تو وہ تو خود رحمت کی اور کمال رافت کی دلیل ہے۔

رسول کی رافت اور رحمت : اس کی مثال عبد اللہ ابن ابی ابن سلول رئیس المنافقین کے بارے میں جو قرآن کی آیتیں ہیں اور احادیث ہیں اُن کو آج تک یہ ہمارے آگے رکھ کر معاذ اللہ رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے پھرتے ہیں ان کو حیا نہیں آتی۔ ہم سے کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ رسول کی بات کو اللہ رد ہی نہیں کرتا رسول کی ہر بات اللہ مانتا ہے **اِنَّ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً (بارہ ۱۰. التوبة آیت ۸۰)** اگر ستر مرتبہ بھی آپ اس کی مغفرت طلب کریں گے **فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (بارہ ۱۰. التوبة آیت ۸۰)** اللہ ان کو کبھی بھی معاف نہیں کرے گا آپ ستر مرتبہ بھی انکے لئے استغفار کریں ہم ایک مرتبہ بھی انہیں معاف نہیں کریں گے اللہ فرماتا ہے تم ستر مرتبہ بھی دعا کرو میں ایک دفعہ بھی قبول نہیں کروں گا اور تم کہتے ہو رسول کی ہر بات مانی جاتی ہے، آپ نے غور فرمایا قرآن پڑھ کر ہمارے آقا کی توہین کرتے ہیں میں کل کہہ چکا ہوں کہ ارے! اگر رسول کی کوئی خرابی تلاش کرنی ہے۔ معاذ اللہ۔ رسول تو ہر خرابی سے پاک ہیں اور اگر تمہیں شوق خرابی تلاش کرنے کا ہے تو ان کے دشمن کا کلام پڑھو اللہ کا کلام کیوں پڑھتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لئے استغفار کریں تو ہم اُس کو معاف نہیں کریں گے لوگوں نے یہ کہا کہ لو اللہ نے رسول کی بات ہی نہیں مانی۔ وہ (لوگ) بہت جھوٹے ہیں کذاب ہیں وہ بد نخت ہیں۔ یہ بات ہی نہیں ہے (کہ اللہ نے رسول کی بات نہیں مانی بلکہ) میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ دیکھو یاد رکھنا اس کے دو جواب ہیں پلو میں باندھ لینا اور کبھی کوئی دشمن رسول کوئی بات کہے تو فوراً اُس کے منہ پر جواب دے دینا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ عبد اللہ ابن ابی سلول تو بے شک حضور ﷺ کا دشمن تھا اور اس نے حضور ﷺ کو بڑی بڑی اذیتیں پہنچائیں آپ کو معلوم ہے کہ یہ غزوة مریسیع کے موقع پر جب کہ اس نے کہا تھا کہ لِن رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعْرَابُ مِنْهَا الْأَذَلَّ (بارہ ۲۸. المنفقون ۸) اور پھر اس کے بیٹے عبد اللہ نے (باپ کا نام بھی عبد اللہ ابن ابی ابن سلول بیٹے کا نام بھی عبد اللہ) باپ کی گردن پکڑی اور کہا خبیث تو یہ کہتا ہے کہ عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے ارے مہاجرین کو تو ذلیل کہہ رہا ہے۔ سید المہاجرین سید الانبیاء تو حضور ﷺ ہیں تو تُو نے معاذ اللہ حضور ﷺ کے لیے بھی ایسا لفظ بولا اپنے منہ سے کہو کہ میں ذلیل ہوں رسول عزیز ہیں بیٹا باپ سے گردن پکڑے ہوئے کہہ رہا ہے اگر نہیں کہتا تو ابھی تجھے مار ڈالوں گا۔ اللہ اللہ! یہ تھا ایمان کہ جس ایمان میں عظمت رسول کے مقابلے میں نہ باپ ہے نہ کوئی اور ہے۔ رسول کی عظمت کے مقابلے میں کوئی کچھ نہیں۔ چنانچہ جب بیٹے نے گردن دبائی تو باپ کو کہنا پڑا کہ میں ذلیل ہوں اور رسول اللہ ﷺ عزیز ہیں جب تک اس نے نہیں کہا بیٹے نے باپ کو نہیں چھوڑا تو یہ عبد اللہ ابن ابی ابن سلول رئیس المنافقین نے اسی غزوة مریسیع [اسی غزوة کو غزوة بنی مصطلق بھی کہتے ہیں] کے موقع پر حضرت صدیقا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان باندھا تھا اسی خبیث نے تو باندھا تھا تو اس نے کتنی کتنی تکلیفیں پہنچائیں کتنی اذیتیں پہنچائیں تو پھر ہوا یہ کہ جب یہ مرنے لگا یہی اس کا بیٹا عبد اللہ یہ مؤمن مخلص تھا بہر حال بیٹا تو تھا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا سرکار وہ مر رہا ہے حضور آپ اس کے لئے جو کچھ برکت فرما سکیں برکت فرمادیں اس کے لیے دعا فرمادیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مؤمن مخلص کی پاس خاطر کے لیے فرمایا اچھا ہم تشریف لائیں گے لعاب دہن مبارک بھی عطا فرمایا قمیص شریف بھی عطا فرمائی اور اس نے حضور ﷺ کا لعاب دہن بھی اس کو لگا دیا اور حضور ﷺ کی قمیص بھی اس کو پہنادی اور پھر سرکار سے عرض کیا کہ حضور آپ اس کے جنازے کی نماز بھی پڑھا دیں۔ اس وقت تک منافقوں کے جنازے کی نماز پڑھنا یا منافقوں کے لیے طلب مغفرت کرنا یہ ناجائز نہیں ہوا تھا مشرکین کے حق میں تو ہوا تھا مگر مشرکین اور منافقین کا حکم تو ایک نہیں ہے کیونکہ مشرکین کیساتھ تو قتال ہے ان کو قتل کیا جائے گا لیکن منافق کو تو قتل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ اپنے کفر کا اقرار نہیں کر لے جب کفر کا اقرار کر لیا تو منافق نہیں رہے گا پھر تو کافر ہو جائے گا تو کافر مشرک کے ساتھ تو جہاد ہوتا ہے منافق کے ساتھ وہ جہاد جو اللہ قرآن میں فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ (بارہ ۱۰ التوبة آیت ۷۳) وہ کافروں کا جہاد جہاد بالسيف ہے اور منافقوں کا جہاد جو ہے وہ جہاد باللسان ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا۔ . . .

کسی فعل کی حرمت نازل ہونے سے قبل اس فعل کا کیا جانا جائز ہے: اس وقت تک منافقوں کی جنازے کی

نماز پڑھانے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کا عدم جواز نازل نہیں ہوا تھا جو کام حرام نہ ہو، ناجائز نہیں ہو بتائیے کوئی اس کو ناجائز کہہ سکتا ہے؟ بھئی! جس کام کو اللہ نے ناجائز نہیں کہا کس کو مجال ہے جو اس کو ناجائز کہے جس کام کو

اللہ نے حرام نہیں کیا وہ کام کون کہہ سکتا ہے کہ حرام ہے؟ آپ سے پوچھتا ہوں شراب حلال تھی یا نہیں تھی؟ اور پھر غزوة اُحد کا جب موقع آیا غزوة اُحد میں ستر صحابہ کرام شہید ہوئے ستر صحابہ گھروں سے شراہیں پی کر گئے جب احد میں پہنچے جنگ ہوئی تو وہاں شہید ہو گئے تو جب شراب حرام ہوئی اور حضرت ابو طلحہ ساتی بنے ہوئے تھے منکوں کے منکے بھرے ہوئے تھے اور لوگ شراہیں پی رہے تھے حضرت ابو طلحہ شراہیں پلا رہے تھے تو اچانک جب آیت کریمہ نازل ہوئی کہ شراب حرام ہو گئی حضور ﷺ نے قاصد بھیجا سب مدینہ میں اعلان کر دو کہ بس شراب حرام ہو گئی چنانچہ جب مدینہ میں قاصد پہنچا اور اس نے اعلان کیا تو یہ شراب پینے والے تمام شراب پی رہے تھے۔ حضرت ابو طلحہ، حضرت انس سب کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا کہ منکوں کو توڑو چنانچہ جتنے منکے تھے سب توڑ دیئے حدیث میں آتا ہے اس دن مدینہ میں شراب ایسے بہ رہی تھی جیسے کوئی سیلاب آگیا ہو کیونکہ منکے پھوڑ دیئے گلیوں میں شراب بہ رہی تھی۔ تو صحابہ کرام دوڑے دوڑے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی سرکار شراب حرام ہو گئی اور حضور نے ہمیں فرمادیا ہم نے تو اس کے منکے پھوڑ دیئے لیکن سرکار غزوة اُحد میں جو ہمارے بھائی شراہیں پی کر گئے تھے اور وہ شہید ہو گئے ان کا کیا حشر ہو گا؟ سرکار نے فرمایا ان کا بالکل اچھا حال ہو گا کیونکہ اس وقت تک شراب حرام نہیں تھی اور جو چیز حرام نہ ہو اس کا استعمال کرنا تو گناہ نہیں ہے لہذا انہوں نے تو کوئی بھی گناہ نہیں کیا وہ تو بے گناہ تھے ان کی تمہیں کیا فکر ہے۔ اللہ اکبر۔ تو شراب حرام ہونے سے پہلے شراب پی گئی یا نہیں پی گئی؟ اور شہدائے اُحد نے شراب پی اور شراب پی کر پھر وہ شہید ہوئے مگر چونکہ حلال تھی لہذا گناہ نہیں تھا تو جب تک منافقوں کے لیے مغفرت کی دعا ناجائز نہیں ہو ان کے لیے دعا کرنا گناہ نہیں۔ ٹھیک ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغفرت کی دعا کیوں فرمائی؟

۱۔ ایک جواب تو یہ ہے کہ حضور ﷺ پر عبد اللہ [جو بیٹا تھا] مؤمن مخلص تھا اس کی حالت کو دیکھ کر حضور ﷺ کا دریائے رحمت جوش میں آگیا اور حضور ﷺ نے غلبہ حال رحمت میں اللہم اغفر اس کے لیے فرمادیا اور جب یہ ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا سرکار اللہ نے فرمایا کہ **إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً (بارہ ۱۰ التوبہ ۸۰)** تو حضور ﷺ نے فرمایا **بَلْ عَزِيزُ عَلٰی سَبْعِينَ مَرَّةً** میں ستر سے بھی زیادہ مانگوں گا یہ کیوں فرمایا؟ یہ اس لیے نہیں فرمایا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کو اللہ کے کلام، اللہ کے فرمان، اللہ کی کتاب کا علم نہیں تھا نعوذ باللہ بلکہ حضور ﷺ پر رحمت کا حال ایسا غالب تھا کہ غلبہ حال رحمت میں حضور ﷺ نے یہ فرمادیا اور یہ بالکل ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے متعلق عرض کیا کہ **إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ (بارہ ۱۲ مودہ ۴)** اے اللہ میرا بیٹا تو میرے اہل سے ہے اور تو نے میرے اہل کا وعدہ کیا ہے تو کیا حضرت نوح علیہ السلام نہیں جانتے تھے کہ اہل سے اللہ کی کیا مراد ہے؟ نوح علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ اہل سے مراد کیا ہے؟ لیکن بات کیا تھی

لفظ اہل کو انہوں نے بہانہ بنا لیا اور پیٹے کی شفقت کے حال کا ان پر غلبہ جو ہوا تو اسی بہانے کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ جیسا کہ ایک بادشاہ جب ایک شاعر پر ناراض ہوا تو اس نے کہا کہ لِرُكِبْنِكَ عَلَيَّ الْاَذْهَمُ میں تجھے ادھم پر سوار کر اوڑنگا اَذْهَمُ پاؤں کی بیڑی کو کہتے ہیں اور ادھم سیاہ رنگ کے گھوڑے کو بھی کہتے ہیں جو بڑا قیمتی اور بڑا اسیل گھوڑا ہوتا ہے اس کو بھی ادھم کہتے ہیں تو جب بادشاہ نے کہا کہ میں تجھے ادھم پر سوار کر اوڑنگا تو فوراً شاعر کہنے لگا کہ مِثْلَكَ يُرْكَبُ عَلَيَّ اَذْهَمٍ وَعَلَيَّ الْعَصَبِ آپ ہی جیسے تو عصب و ادھم پر سوار کر سکتے ہیں عصب چتے گھوڑے کو کہتے ہیں اس نے عصب کا لفظ ساتھ ملا دیا اور پھر ادھم کے معنی متعین کر دیئے کہ وہ قید کے معنی میں نہیں ہو سکتا بیڑی کے معنی میں نہیں ہو سکتا اب وہ سیاہ گھوڑے اور اسیل گھوڑے ہی کے معنی میں ہو گا تو اس نے اسی کے لفظ کو بہانہ بنا کر بادشاہ کے سامنے یہ بات کہہ دی بادشاہ بڑا خوش ہوا اس نے کہا اس کو معاف کر دو۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ سیدنا نوح علیہ السلام پر شفقت پداری کے حال کا غلبہ ہو اور انہوں نے یہ کلمات طیبات زبان اقدس سے فرمادئے لوگ حضرت نوح علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ یہ ان کی کمالِ رافیت اور شفقت کا نتیجہ تھا اور کمالِ رافیت و شفقت تو کمال ہے۔ تو تم انبیاء کے کمال کو معاذ اللہ نقص قرار دیتے ہو خدا تم کو خراب کرے۔ تو سرکار نے غلبہ رحمت کے حال میں اللّٰهُمَّ اغْفِرْ فرمادیا اس کے بعد جنازے کی نماز پڑھادی حضرت عمر نے پھر پیچھے سے حضور ﷺ کا دامن پکڑا عرض کیا سرکار یہ تو بڑا خبیث تھا فلاں موقع پر اس نے یہ بکا، فلاں موقع پر یہ بکا، فلاں موقع پر حضرت صدیقہ پر تہمت لگائی حضرت عمر کو اس بارے میں بڑا جوش تھا عرض کیا حضور اس کو قمیص بھی عطا فرما رہے ہیں حضور اس کو لعابِ دہن مبارک بھی دے رہے ہیں نماز بھی حضور نے پڑھادی یہ تو بڑا خبیث ہے سرکار نے فرمایا خِرْعَنِي يَا عُمَرُ عمر پرے ہٹ جاؤ۔

کسی چیز کی خصوصیت اللہ اور اس کے رسول کے چاہنے سے بدل جاتی ہے: سرکار نے فرمایا فَإِنَّ قَمِيصِي

وَصَلَاتِي لَا يُغْنِيهِ مِنَ اللَّهِ شَيْئاً یہ جو میں نے قمیص دی، لعابِ دہن دیا، نماز پڑھا رہا ہوں اللہ کے عذاب سے کوئی چیز بھی اس کو دفع نہیں کرے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری قمیص بھی پہچانتی ہے کہ یہ اللہ کا دشمن ہے رسول کا دشمن ہے اور میرا لعابِ دہن مبارک بھی پہچانتا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے جیسا کہ آگ حضرت خلیل کو پہچانتی تھی کہ یہ اللہ کے خلیل ہیں تو کیا ہوا يِنَارُ كُوْنِي بَرْدًا وَسَلْمًا عَلَيَّ اِبْرَاهِيْمَ (بارہ ۱۷، الانبیاء ۶۹) اے آگ تیرے اندر جلانے کی صفت تو ہے مگر ابراہیم میرا خلیل ہے اس پر تو نے اثر نہیں کرنا تو جس طرح آگ کا اثر ابراہیم علیہ السلام پر ختم ہو گیا حضور ﷺ کے لعابِ دہن کا اثر عبداللہ ابن ابی پر ختم ہو گیا آگ خلیل اللہ کو پہچانتی تھی قمیص مبارک عدو اللہ کو پہچانتی تھی اور سرکار سب کو پہچانتے تھے حضور ﷺ نے فرمادیا کہ یہ میری قمیص یہ تو پہچانتی ہے کہ یہ عدو اللہ ہے۔ آپ ایمان سے کہیں کہ جلانے کا اثر اللہ نے آگ کو دیا تھا بھئی! اللہ نے اثر پیدا کیا؟ تو

اللہ جل مجدہ نے اس کے اثر کو نہیں ضائع کیا؟ یہ فرمایا يَنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اٰبِهٖم (پارہ ۱۷، الانبیاء ۶۹) اے آگ تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ تو میرے خلیل پر ٹھنڈی ہو جا اس لئے کیونکہ تیرا اثر تو یہی ہے کہ تو جلاتی ہے تو اے پہچان یہ میرا خلیل ہے، تو اے قمیص مبارک تیرا اثر تو یہی ہے کہ تو برکت پہنچاتا ہے مگر پہچان لینا کہ یہ عدو اللہ ہے۔ اے آگ! تیرا اثر تو یہی ہے کہ تو جہاں پڑے جلا ڈالے مگر دیکھنا یہ خلیل اللہ ہیں یہاں نہیں جلاتا۔ اللہ اکبر! کلمات طیبات تو ادا ہوئے۔ لعابِ دہن مبارک تو اس کو دیا گیا قمیص شریف تو دی گئی مگر بتا دیا گیا کہ اے قمیص مبارک بے شک تُو جا تو رہی ہے مگر سمجھ لینا کہ آگ نے خلیل اللہ کو پہچان لیا تھا تو بھی عدو اللہ کو پہچان لینا۔ مجھے کہنے دیجئے میرا تو مذہب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی قمیص مبارک کا اثر حضور ﷺ کے ہاتھ میں تھا جس کو چاہے پہنچے جس کو چاہے نہیں پہنچے دیں۔ مسلم شریف کی حدیث یاد نہیں؟ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہمارے پاس حضور ﷺ کا جبہ مبارک تھا اور ہم اس جبہ مبارک سے کیا کیا کرتے تھے؟ نَسْتَشْفِي بِهَا مَرَضَنَا اپنے بیماروں کے لئے اسی سے شفا حاصل کرتے تھے۔ اللہ اللہ۔ میرے آقا کے جبہ مبارک کا یہ اثر کہ جس بیمار کو ہوا لگ جائے آرام ہو جائے اور یہاں قمیص مبارک کا یہ اثر کہ عدو اللہ کو کوئی بھی فائدہ نہیں ہو۔ پتہ چلا کہ میرے آقا کے کپڑوں کا اثر تو حضور ﷺ کے دستِ کرم میں تھا جس کو چاہیں نفع پہنچادیں جو اللہ کے دوست ہیں جو اللہ کے محبوب ہیں ان کے لیے حضور ﷺ کے تبرکات کا اثر پہنچا۔ حضور ﷺ کے تبرکات کے اثر کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ایک تو جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ پر غلبہ رحمت کا حال تھا۔

۲۔ دوسرا جواب آپ سے عرض کروں حضور کا یہ فعل کہ آپ نے اس کے لیے استغفار فرمایا یہ اس وقت کا نہیں تھا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی نماز پڑھنے اور استغفار کی مذمت فرمائی ہو، نہیں۔ یہ اس وقت کا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے نماز جنازہ کی ممانعت نہیں فرمائی تھی جب حضور ﷺ نے جنازے کی نماز پڑھ دی اور نماز سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آیت نازل فرمائی کہ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَابَدَا (پارہ ۱۰، التوبة ۸۴) میرے محبوب کوئی بھی منافق مر جائے کبھی بھی آپ اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھیں وَ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِہ (التوبة ۸۴) آپ تو اسکی قبر پر بھی جا کر کھڑے نہیں ہوں۔ اللہ قادر نہیں تھا کہ پہلے سے یہ آیت نازل کر دیتا؟ اللہ کا کلام ہے حضور ﷺ کے نماز پڑھنے سے پہلے اللہ نے آیت نازل نہیں فرمائی بعد میں نازل فرمائی۔ کیوں؟ تاکہ مصطفیٰ ﷺ کی شان کا اظہار ہو اللہ تو اپنے حبیب کی شان کا اظہار ہر آن کر رہا ہے مگر افسوس ہے ان لوگوں پر کہ جو اللہ کا بھی مقابلہ کرنے پر تلے بیٹھے ہیں نعوذ باللہ! پھر اس بات پر غور نہیں فرماتے جب حضور ﷺ نے حضرت عمر کو فرمادیا کہ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ قَمِيصِيْ لَا يَغْنِيْهِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا میری قمیص میرے تمام تبرکات شریفہ اللہ کے عذاب کو اس سے دفع نہیں کر سکیں گے کیونکہ میں نے عذابِ الہی کے دفع کرنے کی غرض سے ایسا کیا ہی نہیں۔ ایسا کیوں کیا؟

ایک ہزار افراد کے مسلمان ہونے کی بشارت : سرکار نے فرمایا وَلَكِنْ أَرِيدُ أَنْ يُسَلِّمَ مِنْ قَوْمِهِ أَلْفٌ فَرَمَا

میں نے تو اس امید پر کیا ہے کہ جب میں ایسا کروں گا تو اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس کی قوم جانتی ہے کہ اس نے میرے ساتھ کتنے ظلم کئے ہیں تو پھر جب قوم دیکھے گی کہ اس ظلم کا بدلہ حضور ﷺ کس رحمت کے ساتھ دے رہے ہیں تو کیا وہ یہ نہیں سوچیں گے کہ سچے نبی ہیں؟ کیا وہ مسلمان نہیں ہونگے؟ فرمایا اس کی قوم کے ایک ہزار افراد مسلمان ہو جائیں گے یہ امید ہے اس امید پر میں یہ کر رہا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے بخاری شریف کے شارحین نے بھی اس حدیث کو لکھا اور اگر کوئی کہے تو میں بخاری کے حاشیہ پر یہ حدیث شریف دکھا دوں گا اور شروح البخاری میں بھی یہ حدیث موجود ہے الحمد للہ مجھے ایک عرصہ ہو گیا یہ حدیث پڑھاتے ہوئے تو میں بتا سکتا ہوں کہ حضور ﷺ کا یہ فعل مبارک جس پر لوگ اعتراض کر رہے ہیں، کیسا تھا۔

میرے عزیزو! میرے محترم دوستو! حدیث شریف میں صاف موجود ہے کہ ادھر سرکار نے سلام پھیرا ادھر اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی وہیں کھڑے کھڑے مسلمان ہو گئے پھر مجھے یہ بتاؤ کہ جب حضور ﷺ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی تو کب پڑھی؟ جب اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا تھا تو جس بات کو اللہ منع نہیں کرے وہ گناہ ہے؟ نہیں ہے۔ جب منع نہیں ہوا تھا جب شراب حرام نہیں ہوئی تھی شراب پینا گناہ تھا؟ نہیں تھا۔ تو جب جنازے کے پڑھنے کی ممانعت نہیں آئی تھی تو جنازہ پڑھنا گناہ تھا؟ نہیں تھا۔ معلوم ہوا حضور ﷺ کا فعل مبارک گناہ نہیں تھا اب بات بڑھ گئی اور کہاں سے کہاں نکل گئی ایک جملہ کہہ کر ختم کر دوں گا انشاء اللہ۔ آپ سن لیجئے اور غور سے سن لیجئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل نے نماز جنازہ پڑھنے سے پہلے وہ آیت نازل نہیں فرمائی نماز جنازہ ختم کی تو آیت نازل ہو گئی وَ لَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَّ أَبَدًا (بارہ ۱۰، التوبہ ۸۴) جو بھی منافق مر جائے حضور کبھی اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھیں۔ حضور ﷺ پر یہ آیت نازل فرمادی اور حضور ﷺ نے اس سے پہلے نماز پڑھی وہ گناہ نہیں تھا۔

نماز جنازہ میں اپنوں کے لیے دعائے مغفرت : اب حضور ﷺ نے نماز میں پڑھا کیا یہ بتائیں جنازے کی نماز

جو آپ پڑھتے ہیں اس کے الفاظ حدیث میں وارد ہیں اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْشَأْنَا (بخاری شریف) یہ بتاؤ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا يَا اللَّهُ تو بخش دے ہمارے زندوں کو و مَيِّتِنَا يَا اللَّهُ تو بخش دے ہمارے مردوں کو و غَائِبِنَا اور بخش دے ہمارے حاضرین کو اور بخش دے ہمارے غائبین کو و صَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا تو بخش دے ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو و ذَكَرِنَا وَأُنْشَأْنَا تو بخش دے ہمارے مردوں کو اور بخش دے ہماری عورتوں کو۔ ٹھیک ہے؟ جنازے کی دعائیں یہی ہے آپ ایمان سے کہنا کیا وہ ہمارا تھا؟ کیا عبد اللہ بن ابی ہمارا تھا؟ اگر وہ (مخالف) کہیں کہ ہمارا تھا بے شک اُن کو مبارک ہو لیکن ہم کبھی نہیں کہیں گے کہ وہ ہمارا تھا اور وہ ہمارا تھا ہی نہیں تو دعا ادھر متوجہ کدھر ہوئی وہ تو اپنوں کے لیے تھی۔

**مسئلہ:** اگر آپ مجھ سے کہیں لو بھئی! ہمارے لیے تو کوئی راستہ کھول دیا ہم کسی مرزائی کے جنازے پر کھڑے ہو گئے اور کہیں اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَهُوَ تُوہمارا ہے ہی نہیں لہذا ہمارے لیے جائز ہونا چاہیے۔ او ظالمو! تم یہ پڑھو گے تو وَ لَا تُصَلِّ كِي آیت کے بعد پڑھو گے حضور ﷺ نے پہلے پڑھا تھا۔ تم گناہ گار ہو گے۔ اب آخری بات یہ کہہ دینا چاہتا ہوں اب کوئی مجھ سے یہ کہے کہ بھئی چلو کچھ بھی تھا اللہ یہ فرماتا کہ چلو میرے محبوب فرما رہے ہیں تو میں اس کو معاف ہی کر دوں محبوب کی شان بھی رہ جائے گی۔

**اللہ کا قانون ہے کہ گستاخ رسول کو ضرور سزا دی جائے:** ارے معاف کر دینے میں محبوب کی شان نہیں رہتی کیوں؟ کیا اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں جانتا تھا؟ وہ تو عالم الغیب ہے وہ تو عالم الشہادۃ ہے ارے! کیا اللہ کے عالم الغیب ہونے میں کسی کو شک ہے؟ آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اللہ کو معلوم نہیں تھا کہ اس نے میرے محبوب کو کتنے دکھ پہنچائے ہیں اور میرے محبوب کی کتنی توہین کی ہے اور وہی جو ایک لفظ میں نے سنایا قرآن مجید کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ (بارہ ۲۸. المنفقون ۸) معاذ اللہ حضور کو اذل میں شامل کیا۔ بتاؤ! اس سے بڑھ کر کوئی توہین ہوگی؟ تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے یہ قانون بنا لیا کہ اگر کوئی میرا گناہ کرے تو میں معاف کروں یا نہیں کروں میری مرضی لیکن اگر کوئی محبوب کی توہین کرے تو اس کو معاف نہیں کروں گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اگر محبوب کی توہین کرنے والوں کو بھی معاف کر دوں تو پھر جس کا جی چاہے توہین کرتا رہے میں معاف کرتا ہوں تو محبوب کا کیا مقام رہا، محبوب کی کیا شان رہی۔ لہذا اگر کوئی مسلمان ہو کر بتقاضائے بشریت میری نافرمانی کر بیٹھے تو میری مرضی اس کو معاف کروں یا نہیں کروں اگر کسی مسلمان سے کوئی نماز رہ جائے میری مرضی میں اسے معاف کروں یا نہیں کروں اگر کسی مؤمن سے کوئی روزہ رہ جائے میری مرضی معاف کروں یا نہیں کروں لیکن اگر کوئی رسول کی توہین کر دے تو پھر میرا قانون ہے کہ میں کبھی معاف نہیں کروں گا کیونکہ اگر اس کو بھی معاف کر دوں تو پھر وہ محبوب کہاں رہے کہ جس کا جی چاہے توہین کرتا رہے میں معاف کرتا ہوں محبوب کا مقام کیا رہا، عظمتِ محبوب کا تقاضا یہی تھا۔ کیا؟ اللہ نے گویا یوں فرمایا کہ پیارے اگر میری عبادت میں یا میری فرمانبرداری میں کسی سے کوئی فرو گذاشت ہو جائے تو میری مرضی میں معاف کر دوں یا نہیں کروں لیکن میرے پیارے میرے محبوب جو تیری شان میں گستاخی کرے اس کو میں معاف نہیں کروں گا اور اگر اس کو میں معاف کر دوں تو پھر تیری محبوبیت کا تو کوئی مقام ہی نہیں رہا۔

عزیزانِ محترم! حضور ﷺ کی محبوبیت اسی میں باقی رہتی ہے کہ دشمنِ رسول اور گستاخِ رسول کو معافی نہیں دی جائے آپ کو معلوم ہے کہ بادشاہ اور حکومت کے جوارکان ہیں وہ مجرموں کو معاف کر دیتے ہیں حاکم کو حق ہے کہ کسی مجرم کو معاف کر دے یا اس کو جیل بھیج دے لیکن جو حکومت کا باغی ہو اسے کوئی معاف نہیں کر سکتا اُسے معاف

کرنے کا قانون نہیں۔ مصطفیٰ ﷺ کی گستاخی تو اللہ کی حکومت کی بغاوت ہے تو باغی معافی کے قابل نہیں ہو کر تا بس اتنی ہی بات ذہن میں رکھ لیں تو بات من جائے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ اس آیت کریمہ کی رو سے یہ کہنا کہ رسول سے غلطی ہوئی جس پر خدا نے ڈانٹا، میں کہتا ہوں میں گستاخی رسول ہے اللہ نے تو حضور ﷺ کی عظمت کے پرچم لہرائے کہ میرے پیارے آپ ایک مباح چیز کو، اپنی پسندیدہ چیز کو، شہد کو اپنے اوپر حرام کر کے مشقت برداشت کیے ہوئے ہیں میرے محبوب وہ آپ کی مشقت ہمیں گوارا نہیں ہے لِمَ تُحَرِّمُ میرے پیارے محبوب آپ شہد کو حرام کر کے کیوں اب تک مشقت کو اپنے طبع نازک پر لئے ہوئے ہیں بتائیے حضور ﷺ کی محبوبیت کا اور حضور ﷺ کی عظمت کا مظاہرہ ہے یا نہیں؟

وآخر دعوانا عن الحمد لله رب العالمين



## الدرس الرابع عشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الدِّينِ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ جِئْتَنِي بِمَرْضَاتٍ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي سَوْلُهُ تَارِيخٌ هِيْ أَوْرِ هَفْتَةٌ كَادِنٌ هِيْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ هَم سَب رُوْزے سے هِيں اللّٰهُ تَعَالٰی نے سَوْلُهُ رُوْزے رَكْهُو ا دِيے اُوْر اِس كِي رَحْمَت سے اَمِيْد هِيْ اِنْشَاء اللّٰهُ باقِي تَمَام رُوْزے هِيْ اِپْنِي رَحْمَت سے رَكْهُو ا دے گا اے اللّٰهُ تو اِپْنِي رَحْمَت سے رَمَضَانَ كے رُوْزے هِيْ پُوْرے كِر اُوْ دے تَرَاوِح، قُرْآنِ پَاك پڑھنے پڑھانے كے جو مَعْمُوْلَات هِيں وَه هِيْ پَايَا تَمَكِيْل تَك پَهْنچا دے اُوْر اِپْنِي رَحْمَت سے شَرَفِ قَبُوْل هِيْ عَطَا فرما۔ آمين

### رضائے حبیب کو نصب العین بناؤ:

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

يَا أَيُّهَا الدِّينِ اْمُنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (بَارَهُ ۲۸. التَّحْرِیْمِ ۶) اللّٰهُ رَبُّ الْعِزَّتِ جَل جَلَالُهُ وَعَم نُوَالُهُ نے اِرشَاد فرمایا اے اِيْمَان والو! تَم اِپْنے اِپ كُو اُوْر اِپْنے اِہل كُو نَار سے بچاؤ۔ سُوْرَةُ التَّحْرِیْمِ مِيں اِزْوَاجِ مَطْرَات كے مَتَعَلِق اِنْ وَاَقَعَات كُو بِيَان فرمانے كے بَعْدِ يِه اِرشَاد فرماتا كہ قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا مَنَابِت يِه هِيْ كہ رَسُوْل اللّٰهُ ﷺ كے اِہلِ پَاك، اِزْوَاجِ مَطْرَات حَضُوْر ﷺ كِي اِہل هِيں اللّٰهُ تَعَالٰی جَل جَلَالُهُ وَعَم نُوَالُهُ نے اِنْ كُو جو تَنْبِيْهَات فرمائیں اِنْ تَنْبِيْهَات كَا نَتِيْجَ اُوْر اِنْ كَا خَلَاصَ يِهِي هِيْ كہ اِگَر تَم نے اللّٰهُ كے نَبِي، اللّٰهُ كے مَحْبُوْب كُو رَاَضِي نِهِيں كِيَا تو سَمَجھ لو كہ اللّٰهُ تَم سے رَاَضِي نِهِيں هِيْ اللّٰهُ جِس سے رَاَضِي نِهِيں هِيْ ظَاہِر هِيْ وَه نَار سے بچ نِهِيں سَكْتَا تو اَب چُوْنكہ حَضُوْر نَبِي كَرِيْم ﷺ اُوْر حَضُوْر ﷺ كے اِہلِ پَاك كِي وَه نُوْعِيَّتِ اُوْر وَه حِيْثِيَّتِ اُوْر وَه شَان هِيْ كہ اِنْ مَقْدَسِيْن اُوْر مَقْدَسَات مِيں قُرْآنِ نَاذِل هُو اُوْر اَنْهِيں كے اِقْوَالِ وَاَفْعَالِ اُوْر اَعْمَالِ اُوْر اَنْهِيں كے وَاَقَعَاتِ اُوْر حَالَات سے تَمَكِيْلِ دِيْنِ كَا تَعَلِق هِيْ اُوْر يِهِي مَقْدَسِيْن اُوْر مَقْدَسَات تَمَكِيْلِ دِيْنِ كَا مَرَكِزِ هِيں تو مَقْصِدِ يِه هِيْ كہ نَبِي كَرِيْم ﷺ كے اِہلِ پَاك كُو يِه تَنْبِيْهَ فرمادِي گِي هِيْ كہ اِگَر تَم نے مِيْرے مَحْبُوْب ﷺ كِي رِضَا جُوِي كُو اِپْنَا شِيُوْه نِهِيں بِنَايَا تو تَم مِيْرے مَحْبُوْب كَا تو كَچھ هِيْ نِهِيں بگاڑ سَكْتِيں كِيُوں؟ اِس لَئِي كہ فَاِنَّ اللّٰهُ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَلِيْحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالمَلَا ئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرُوْهُ مِيں خُوْد اِپْنے مَحْبُوْب كَا مَدَد گَار هُوں جِبْرَائِيْل مَدَد گَار هِيں صَالِحِ الْمُؤْمِنِيْنِ اِنْ كے مَدَد گَار هِيں اُوْر اِس كے بَعْدِ سَارے فَرَشْتَة مِيْرے مَحْبُوْب كے مَدَد گَار هِيں اِس لَئِي مِيْرے مَحْبُوْب كَا تو كَچھ هِيْ نِهِيں

بجڑ سکتا اور کچھ بجڑے گا تو تمہارا ہی بجڑے گا لہذا تم اپنے آپ کو بجڑنے سے بچاؤ۔ بس یہ بنیاد تھی اور اس بنیاد کو تمام امت کے لئے قیامت تک کے لئے عام کر دیا اور بتادیا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا** اے ایمان والو! سمجھ لو کہ یہ محبوب ﷺ اور آپ کا گھرانہ یہ دین کی تکمیل کا مرکز ہے اور یہ نمونہ ہے، مثال ہے اس مثال کو آگے رکھو اپنے آپ کو بھی نارِ جہنم سے بچاؤ اور اپنے اہل کو بھی نارِ جہنم سے بچاؤ۔ مقصد یہ ہے کہ میرے محبوب کو ناراض نہیں کرو میرے محبوب کو ناراض کرنا اپنے آپ کو جہنم میں جھونکنا ہے اور اسی طرح تم اپنے اہل و عیال کو اگر اسی راہ پر رکھو گے کہ جس پر محبوب ﷺ کی رضا جوئی کا کوئی احساس ان کے دل و دماغ میں نہیں ہو تو سمجھ لو کہ وہ بھی نارِ جہنم کا ایندھن ہیں اگر تم اپنے آپ کو نار سے بچانا چاہتے ہو اور اپنے اہل و عیال کو نار سے محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو تمہارا فرض ہے کہ میرے محبوب کو ناراضی رکھو۔ اب یہ ایسی بات ہے کہ جس میں پورا دین سمٹ کر آجاتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ تو کسی ایسی بات پر راضی نہیں جو دین کے منافی ہو حضور ﷺ کب اس بات پر راضی ہیں کہ کوئی تارك الصلوٰۃ ہو حضور ﷺ کب اس بات پر راضی ہیں کہ کوئی روزہ نہیں رکھے سرکار کب اس بات پر راضی ہیں کہ کوئی کسی معصیت میں مبتلا ہو، فحاشی میں، بے حیائی میں مبتلا ہو حضور ﷺ کب اس بات پر راضی ہیں کہ کوئی کسی کا حق غصب کرے مقصد یہ ہے کہ میرے محبوب تاجدارِ مدنی ﷺ کو ناراضی رکھنا یہی اپنے آپ کو نارِ جہنم سے بچانا ہے لہذا تم خود بھی میرے محبوب کو ناراضی رکھو اور اپنے اہل و عیال کو بھی ایسی راہ پر چلاؤ کہ وہ بھی میرے محبوب کی رضا جوئی کو اپنا شیوہ بنائے رہیں اس کے بغیر نارِ جہنم سے نجات کا کوئی اور راستہ نہیں ہے حضور تاجدارِ مدنی ﷺ نے نماز کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے بچے سات برس کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اگر وہ اطاعت کریں تو فبھا اور اگر نہیں تو ان کو تاکید کرو اور ان پر شدت اختیار کرو کہ وہ نماز پڑھیں اور یہاں تک کہ جب دس سال کے ہو جائیں اور تمہاری ہدایت پر عمل نہ کریں تو پھر ان کو گھروں سے نکال دو۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ محبوب کی رضا کے خلاف راہ پر چل رہے ہیں۔ اللہ اکبر اگر ہم قرآن اور قرآن کی تعلیمات پر غور کریں تو میں آپ سے صحیح عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنی زندگی کے کسی ایک لمحے کو بھی اپنے لئے ایسا لمحہ نہیں کہہ سکتے کہ جس کو نبی مبارک کہما جائے اس لئے کہ لمحاتِ مبارک تو وہی ہیں کہ جن میں اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی ہو، اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی ہو اور جہاں یہ مفقود ہے تو وہاں لمحہ مبارک تو نہیں ہوا۔ نبی کریم تاجدارِ مدنی ﷺ کی رضا جوئی دین کا معیار ہے۔

حضور ﷺ راضی ہیں تو دین ہے حضور ﷺ راضی نہیں تو کوئی دین نہیں: میں یہاں تک عرض کرونگا کہ اگر حضور ﷺ راضی نہیں تو نمازیں بھی دین نہیں اور اگر حضور ﷺ راضی نہیں تو جہاد بھی دین نہیں اور اگر حضور ﷺ راضی نہیں تو کوئی نیکی دین نہیں ہے ہر نیکی کا دین ہونا رضائے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم پر موقوف ہے۔ میں عرض کرونگا....

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم سید عالم ﷺ نے حکم دیا کہ اے سعد تم جمعہ کے دن علی الصبح مجاہدین کے لشکر کو لے کر جہاد کے لئے روانہ ہو جاؤ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل یوں کی کہ مجاہدین کے لشکر کو توروانہ کر دیا تاکہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہیں ہو لیکن خود اس خیال سے ٹھہر گئے کہ جمعہ کا دن ہے جہاد پر جارہے ہیں معلوم نہیں واپس آنا نصیب ہو یا نہیں ہو تو یہ جمعہ حضور ﷺ کے پیچھے پڑھتے جائیں بس اس خیال سے رک گئے اور انہوں نے یہ طے کر لیا کہ نماز جمعہ پڑھتے ہی میں تیز سواری پر روانہ ہو کر انشاء اللہ لشکر سے مل جاؤنگا کوئی نافرمانی کا ارادہ نہیں تھا اور کسی قسم کی کوتاہی کا تصور ان کے ذہن میں نہیں تھا لشکر کو روانہ کر دیا حکم کی تعمیل یوں ہو گئی اور جمعہ پڑھنے کے لئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھہر گئے اور اسی ارادے سے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی تیز سواری پر روانہ ہو کر لشکر سے جا ملوں گا اور وہ جمعہ کی نماز کے وقت جب مسجد نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کو دیکھا فرمایا سعد! ہم نے تو فرمایا تھا کہ تم لشکر کو لے کر جاؤ تم گئے نہیں عرض کیا میرے آقا! حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں میں نے لشکر تو روانہ کر دیا ہے اور میں خود بھی کسی بد نیتی کی بناء پر نہیں رکایہ میرا مقصد نہیں ہے کہ میں جہاد پر نہیں جاؤں میں تو فقط اس لیے ٹھہر گیا کہ جہاد پر جا رہا ہوں معلوم نہیں واپسی نصیب ہو نہیں ہو ایک جمعہ حضور کے پیچھے اور پڑھتا جاؤں اور جمعہ کے بعد پھر تیز سواری پر روانہ ہو کر لشکر سے جا ملوں حضور یہ میرا ارادہ ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سعد! تم یہ سمجھتے ہو کہ جمعہ، جماعت، نمازیں ان میں ثواب ہے؟ فرمایا ثواب تو ہماری خوشی حاصل کرنے میں ہے، فرمایا تم اگر صبح چلے جاتے تو تمہیں وہ ثواب ملتا، وہ اجر ملتا کہ اب اگر زمین سے آسمان تک سونا بھر کر اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تو وہ ثواب تمہیں نہیں ملے گا۔ حضور ﷺ کی کیا بات ہے۔ پتہ چلا کہ دین کی اصل بنیاد رضائے حبیب ﷺ ہے اور اسی رضائے حبیب کی بنیاد پر سورۃ التحريم کی ان آیات کا نزول ہوا قُواْ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيكُمْ نَارًا ان آیات کے ساتھ اس کا ربط یہی ہے جو میں عرض کر رہا ہوں کہ رضائے حبیب اصل ہے جس نے رضائے حبیب کو ترک کر دیا اس نے سارے دین کو منہدم کر دیا اصل دین تو حضور ﷺ کی ذات پاک ہے مرکز دین حضور ﷺ ہیں، دین کا مبداء حضور ﷺ ہیں، دین کا مہتاء حضور ﷺ ہیں اور حضور ﷺ سے الگ ہو کر دین کا کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہوا غزوة تبوك کا موقع تھا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے بہت عرصے سے غزوة تبوك کے لئے تیاریاں فرمائیں تھیں کیونکہ بہت لمبا سفر تھا شام کے علاقے میں عیسائیوں کا بہت بڑا جمگھٹا تھا ایک لاکھ سے زیادہ عیسائیوں کی فوج جمع تھی اور مسلمان اس وقت بڑی تنگدستی کے عالم میں تھے سخت گرمی کا زمانہ تھا چالیس ہزار صحابہ کا لشکر حضور ﷺ نے جمع فرمایا اور حضور ﷺ کیلئے تشریف لے گئے۔ سرکار کی تیاریوں کو دیکھ کر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے دل میں بڑی امنگیں پیدا ہو رہی تھیں کہ میں

حضور ﷺ کے ہمراہ جہاد میں جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی عطا کی ہوئی طاقت، قوت و شجاعت سے میں جہاد کروں گا، یہ ہو گا اور وہ ہو گا بڑی بڑی تمنائیں دل میں لیے جب روانگی کا وقت آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے علی! تم یہیں مدینے میں رہ جاؤ تو اب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کیا کہہ سکتے تھے لیکن آپ بتائیں کہ جو اتنے دنوں سے اپنی ابھرتی ہوئی اُمنگوں اور اپنی تمنائوں کو دل و دماغ کے گوشوں میں اب تک لیے ہوئے ہو تو سرکار کے ارشاد سے ان کے دل پر اس وقت کیا گزری ہوگی۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کچھ کہہ تو نہیں سکتے تھے لیکن ان کے جذبات بے قابو ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ اَتَخْلِفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ حضور آپ نے مجھے یہ قوت و شجاعت اس لئے عطا فرمائی تھی کہ آج عورتوں اور بچوں میں مجھے چھوڑے جا رہے ہیں۔ حضور آپ جہاد پر جا رہے ہیں اور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں حضور میرا یہی مقام ہے کہ میں عورتوں اور بچوں میں رہ جاؤں حضور میں ایسا ہی ہوں کہ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑا جائے سرکار دو عالم ﷺ نے حقیقت حال کو ایسے انداز سے منکشف فرمایا کہ نفسیاتی طور پر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی طبیعت کی وہ گرانی دور ہو گئی حضور ﷺ نے ایسا اچھا پیارا انداز اختیار فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا يَا عَلِيُّ اَمَا تَرْضِي عَنْ تَكْوُنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى اِلَّا لَأَنْبِيَّ بَعْدِي پوچھا اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ وہی نسبت ہو جائے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ کیا مطلب؟ وہ موسیٰ علیہ السلام کے ہارون تھے اور تم میرے ہارون ہو جاؤ کیا تم اس بات پر راضی نہیں۔ اللہ اکبر! آپ ذرا غور فرمائیں مقصد کیا ہے دیکھئے کتنا بڑا مرحلہ درپیش ہے، جہاد غزوة تبوك کا کتنا بڑا مرحلہ ہے حضور سید عالم ﷺ نے وہاں جانے سے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو روک دیا جہاد سے روک دیا، سفر جہاد سے روک دیا، قتال سے روک دیا یہ سب ایک لمحہ عبادت کا تھا ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ صبح کے وقت چند قدم مجاہد کا میدان جہاد کے لئے چلنا یہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے کتنا بڑا ثواب کتنی بڑی نعمت، تو اتنی بڑی نیکی سے حضور ﷺ نے حضرت علی کو محروم فرمادیا، نہیں؟ مقصد کیا تھا؟ مقصد یہ تھا کہ اے علی! بے شک یہ سب کام جہاد اور جہاد کے لئے جانا اور ایک ایک قدم اٹھانا بہت بڑا ثواب ہے لیکن یاد رکھو ثواب جب ہے جب ہم راضی ہیں اور جب ہم راضی نہیں ہوں تو پھر تو کوئی کتنا بڑا نیکی کا کام کر لے کوئی بھی ثواب نہیں رضائے حبیب یہ کیا ہے؟ یہ دین کی بنیاد ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آیا اس واقعہ کی طرف اس سے پہلے اشارے گفتگو میں ضمناً مقصود کے طور پر نہیں بلکہ ضمناً یہ بات کہہ بھی چکا ہوں کہ جب بدر کا موقع آیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بے چین تھے کہ غزوة بدر میں حضور ﷺ کی ہر کالی اختیار کریں اور شرف حاصل کریں حضرت عثمان کے نکاح میں اس وقت حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اور وہ سخت بیمار تھیں

حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان! ہماری خوشی یہ ہے کہ تم ہماری صاحبزادی کی خدمت میں مصروف رہو حالانکہ بدر کا غزوة جہاد فی سبیل اللہ ہونے کی حیثیت سے اتنا بڑا نیکی کا کام تھا کہ ہم اس نیکی کے وزن کو ذہن میں، تصور میں بھی نہیں لاسکتے اور پھر بدر کا غزوة، اللہ اکبر! بدر کے غزوة کا تو یہ عالم ہے کہ سب غزوات پر بدر کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے آپ کو معلوم ہے غزوة بدر میں فرشتے بھی نازل ہوئے تھے پے در پے اور تھوڑے تھوڑے ہو کر پانچ ہزار فرشتے نازل ہوئے اور بدر کے غزوة کی فضیلت کا معیار اب کیا کہوں زیادہ وقت نہیں ہے، حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرے محبوب بدریوں کو فرمادے کہ إِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ جو چاہے کئے جاؤ میں نے سب معاف کر دیا۔ شاید آپ یہ فرمائیں کہ یہ تو تمام نصوص قرآنیہ اور نصوص سنت کے خلاف ہے، خلاف نہیں ہے اللہ یہ جانتا تھا کہ یہ وہ کام کریں گے ہی نہیں جو مغفرت کے قابل نہیں ہوں اب یہ بات اہل بدر کے لئے کتنا بڑا فضل ہے کتنا بڑا اکرم ہے غزوة بدر کے بعد جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی سرکار آپ نے اپنے صحابہ کی فضیلت کا کیا معیار مقرر فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے یہ معیار مقرر فرمایا کہ ہمارے جو صحابہ بدر میں شامل ہوئے وہ سب سے افضل ہیں جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا حضور ہم نے آسمان پر بھی فرشتوں کی یہی فضیلت مقرر کر دی ہے کہ جو فرشتے بدر میں آئے تھے وہ باقی سب فرشتوں سے افضل ہیں۔ اے آقائے نامدار ﷺ آپ کے قدم پاک کی خاک پر قربان ہو جاؤں کہ جن کے غلاموں کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضل دیا کہ ان کی فضیلت سے فرشتوں کی فضیلت کے دامن کو وابستہ فرمادیا غزوة بدر کی اتنی بڑی فضیلت تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں اس میں حاضر ہوں فرمایا کہ ہماری خوشی یہ ہے کہ تم وہاں مت جاؤ تم ہماری صاحبزادی کی خدمت کرو۔ آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضور سید عالم ﷺ اپنی صاحبزادی کی خدمت کا کوئی اور انتظام نہیں فرما سکتے تھے میں عرض کرتا ہوں کہ عورتوں سے جو خدمت متعلق ہے ان کے لئے عورتیں بھی حاضر تھیں اور جو خدمت مردوں سے متعلق ہے ان کے لئے مرد بھی حاضر تھے لیکن سرور عالم ﷺ نے یہ فرمایا کہ اے عثمان! تم یہ سمجھتے ہو کہ جہاد میں جانا، قتال کرنا ان میں ثواب ہے فرمایا ثواب تو ہماری خوشی میں ہے جس بات میں ہم خوش ہوں ثواب تو اس میں ہے چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر کی فضیلت عطا فرمائی بدر کی غنیمت میں حضرت عثمان کا حصہ بھی رکھا اور بخاری شریف میں جو بدری صحابہ کی فہرست ہے اس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام موجود ہے حالانکہ بدر میں گئے بھی نہیں، غزوة بدر میں شامل نہیں ہوئے مگر بدریوں کی فہرست میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں۔ اللہ اللہ معلوم ہوا کہ سب کچھ مصطفیٰ ﷺ کے دستِ کرم سے ہے جس کو جو چاہیں عطا فرمادیں۔ اللہ اللہ۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ فضل، شرف اور ثواب کا معیار رضائے حبیب ﷺ ہے اور سورۃ التحریم کے

مضمون کی بنیاد یہی ہے۔ ان حضرات کا عالم بھی تو دیکھیں ان کا کیا عالم تھا حضور سید عالم ﷺ سے کتنا گاؤ تھا اور کتنی محبت تھی یہی عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیبیہ کے موقع پر جب حضور ﷺ ان کو اپنا نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس بھیجا اور عمرے کا احرام باندھے ہوئے تھے تقریباً پندرہ سو صحابہ حضور کی معیت میں سب احرام باندھے ہوئے تھے حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم جاؤ اہل مکہ سے ہمارے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے گفتگو کرو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے آپ کو معلوم ہے کہ قریش مکہ بڑے بڑے سردار تجارت پیشہ لوگ تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں بڑی امتیازی شان رکھتے تھے جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا یہ مذہب والی بات تو الگ رکھتے ہیں آپ ہمارے پرانے ساتھی ہیں اور آپ بڑے عظیم تاجر ہیں تو ہماری سب کی رائے یہ ہے کہ آپ عمرہ کا احرام باندھ کر تو آئے ہیں آپ خود عمرہ کر لیں بعد کو بات چیت ہو جائے گی عثمان غنی نے فرمایا وَاللّٰهِ لَا اَعْمُرُ حَدِيثَ كَ الْفَاظِ هِيَ حَضْرَتِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَ قَسَمَ كَهَاتِي فَرَمَا فِي قَسَمِ كَهَاتَا هُوْنَ كَه فِي عَمْرَةَ نَهِيں كَرُونْكَ۔ كَمَا كِيُونْ؟ عَمْرَةَ كَا احْرَامِ بَانْدَه كَرِ اَآءِ هِيں اللّٰهُ تَعَالَى كَا حَكْمُ هِيں وَ اَتَمُّوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (بارہ ۲۔ البقرہ ۱۹۶) جو کوئی حج کا احرام باندھ لے چاہے نفلی حج ہی کیوں نہیں ہو جب احرام باندھ لے تو وہ بھی فرض ہو گیا اور عمرے کا اگر کوئی احرام باندھ لے تو اس کا پورا کرنا بھی فرض ہو گیا تو اللہ کا حکم ہے کہ وَ اَتَمُّوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ تو آپ مدینے سے احرام باندھ کر آئے ہیں آپ پورا کریں آپ عمرہ کریں خانہ کعبہ کا طواف کر لیں صفا و مروۃ کی سعی کر لیں آپ نے فرمایا وَاللّٰهِ لَا اَفْعَلُ خُدَا كِي قَسَمِ فِي عَمْرَةَ نَهِيں كَرُونْ كَا كَمَا كِي كَيْسِي هُو سَكْتَا هِيں كَه مِيرِي اَقَا حَدِيْبِيَّةِ فِيں رُكِيں فِيں يِهَا عَمْرَةَ كَرَلُون سَبْحَانَ اللّٰهِ۔ اَعْلَى حَضْرَتِ فَا ضِل بَرِي لُو كَا مَصْرَعِ يَادَا تَا هِي

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

یہ تھا صحابہ کا ایمان اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ ایمان جو عطا فرمایا اس کا معیار رضائے حبیب ﷺ ہے۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ لوگ نبی کریم تاجدار مدنی ﷺ کی محبت حضور ﷺ کی تعظیم اور حضور ﷺ کی رضا جوئی کو کوئی وزن نہیں دیتے وہ کہتے ہیں نمازیں پڑھو کلمہ پڑھو۔ جب تک عظمت رسول نہ ہو، جب تک تعظیم رسول نہ ہو، جب تک رسول کی رضا جوئی کا تصور دل و دماغ میں نہ ہو، تمہاری نمازیں کیا کام کریں گی؟ منافق تھوڑی نمازیں پڑھتے تھے؟ چلو آپ کہیں گے وہ تو منافق تھے وہ تو گزر گئے اب کیا ہوگا ارے بھئی! گزر گئے حضور ﷺ بعد والوں کے لئے بھی تو فرمایا سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَوْ كَانُوا يَرَوْنَ زَمَانَهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ حِسَابٌ لِّمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ فرمایا اس زمانے میں ایک ایسی قوم ہوگی تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ صَلَوَاتُ اِنِّي نَمَازُونَ كُو تَمَّ اِن كِي نَمَازُونَ كِي مَقَابِلِي فِي بَالِكِل حَقِير سَجْهُو كِي اَو رَا ن كِي نَمَازِيں بَرِي لَمِي لَمِي نَمَازِيں هُون كِيَا وِر تَم كُو كِي دِي كُو هَم تُو بَالِكِل تَهْوِي سِي نَمَازِ پَر هَتِي هِيں نَمَازِيں تُوَا ن كِي هِيں كِيَا كِنَا۔ لِي كِن اِن كَا حَال كِيَا هُو كَا؟ سَر كَار نِي فَرَمَا مَسَاجِدُهُمْ عَمِرَتَا مَسْجِدِيں هِي اِن كِي اَبَاد نَظَر آئِيں كِي مَگر اِن كَا حَال كِيَا هُو كَا؟ فَرَمَا

مَسَاجِدُهُمْ عَمِيرَاتٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدَىٰ' مسجدیں ان کی آباد ضرور ہوں گی مگر ہدایت سے بالکل ویران ہوں گی ہدایت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ فرمایا فَايَاكُمْ وَايَاهُمْ لَا يُجِبُونَكُمْ وَلَا يُفْتِنُونَكُمْ فرمایا اپنے آپ کو ان سے بچانا اور ان کو اپنے آپ سے دور رکھنا وہ خود تو ناری ہیں تم کو بھی کہیں ناری نہیں بنا دیں۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَوَآءَ أَنْفُسِكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو نار سے بچاؤ اور پھر یہ ان آیات طیبہ کے بعد فرمایا کہ جن کا تعلق ازواجِ مطہرات اور ان کے واقعات کے ساتھ ہے جو میں بیان کر چکا ہوں اور جن کا اصل مقصد آپ کے ذہن میں اچھی طرح مرکوز ہوگا کیونکہ میں بار بار اعادہ کرتا رہا ہوں اور بہت کوشش کے ساتھ میں ان واقعات کو سمجھاتا رہا ہوں اس آیت کریمہ فَوَآءَ أَنْفُسِكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا کا مفہوم یہی ہے کہ تم رضائے حبیب کو نصب العین بناؤ جب تک رضائے حبیب کو نصب العین نہیں بناؤ گے اس وقت تک تمہارا کچھ بھی نہیں بنے گا اور جب ہی تم نار سے آزادی حاصل کر سکتے ہو جب تم رضائے حبیب کو اپنا نصب العین بناؤ گے اور ان کی محبت، ان کی تعظیم، ان کا ادب اپنے دل و دماغ میں رچالو یہی تمہاری نجات ہے یہی تمہاری کامیابی ہے یہی تمہارے لئے فوز ہے یہی تمہارے لئے فلاح

- ۶ -

وآخر دعوانا عن الحمد لله رب العلمین

## الدرس الخامس عشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَرْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي سَرَّةٌ تَارِيخٌ هِي أَوْرَاتُورِ كَادِنِ هِي الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ

الْحَمْدُ لِلَّهِ هَم سَب رُوزِ سِ هِي اللّٰهُ تَعَالَى اِپْنِي رَحْمَتِ سِ بَقِيَةِ رَمَضَانَ شَرِيفِ كِ رُوزِ سِ بِيهِ پُورِ كِرَائِ  
تَرَاوِخِ، قُرْآنِ پَاكِ اَوْرِ تَمَامِ مَعْمُولَاتِ اِپْنِي رَحْمَتِ سِ پَايَا تَكْمِيلِ تَكِ پِنچَايِ اَوْرِ شَرَفِ قَبُولِ بِيهِ عَطَا فَرَمَا۔ آمِينَ

عزیزان محترم! رمضان شریف کا مہینہ بھی کیسا بابرکت مہینہ ہے سبحان اللہ نور ہی نور ہے ایک ایک

ساعت رمضان شریف کی نور ہے ہم لوگ تو افسوس ہے کہ قرآن مجید کی روشنی میں رمضان شریف کے ان انوار و  
برکات سے صحیح معنی میں مستفید نہیں ہو رہے لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ اتنا نور حاصل کرتے ہیں کہ ان  
کا نور دوسروں کو بھی تقسیم ہوتا ہے سبحان اللہ قرآن پاک یہ بھی تو رمضان شریف کے انوار میں سے ایک نور ہے  
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (بارہ ۲، البقرہ ۱۸۵) اسی ماہ مبارک میں تو قرآن کا نزول ہوا بہر نوع یہ مبارک  
مہینہ ہے اور قرآن اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے سورة التحريم کی وہ آیات جن پر میں کلام کر رہا تھا الحمد لله میں نے  
ان پر کل وہ حرف آخر کے طور پر گفتگو کو ختم کر دیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا

يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ه (بارہ ۲۸، التحريم آیت ۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایمان والو! تم اپنی جانوں کو  
اور اپنے اہل کو نار سے بچاؤ کہ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس نار پر ایسے فرشتے مقرر فرمائے عَلَيْهَا  
مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ اللّٰهُ تَعَالَى نے اس نارِ جہنم پر ایسے فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے جو نہایت ہی سخت مزاج ہیں تند خو،  
شِدَادٌ نہایت ہی قوی ہیں بڑی شدت و بڑی قوت والے ہیں غِلَاظٌ نہایت تند خو اور بہت تیز مزاج ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ  
جل مجدہ نے جن فرشتوں کو نارِ جہنم پر مقرر فرمایا وہ غِلَاظٌ ہیں اور غِلِيظٌ کی جمع ہے شِدَادٌ ہیں شِدِيدٌ کی جمع ہے  
غِلِيظٌ کے معنی تند خو کے ہیں۔

قرآن کریم میں فرمایا وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ص (بارہ ۴، آل عمران ۱۵۹) میرے

محبوب ﷺ اگر آپ تیز مزاج ہوتے، تند خو ہوتے تو لوگ آپ کے آس پاس سے بھاگ جاتے کوئی بھی آپ کے گرد



اور قریب نہیں ٹھہرتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت ہی رحیم و کریم خوش مزاج اور پاکیزہ عادت، نرم خصلت، بنایا تاکہ اپنے گرد و پیش کے لوگوں کو آپ اپنے انوار و برکات پہنچائیں اور وہ ان کو آسانی سے قبول کر سکیں۔

عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاطٌ شِدَادٌ (بارہ ۲۸، النحریم ۶) اس نارِ جہنم پر ایسے فرشتے اللہ نے مقرر کئے ہیں جو نہایت تند خو ہیں تیز مزاج ہیں نہایت ہی طاقتور ہیں لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۵ (بارہ ۲۸، النحریم ۶) اللہ تعالیٰ ان کو جو بھی حکم فرماتا ہے اللہ کے کسی حکم کی وہ نافرمانی نہیں کرتے وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۵ اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا انھیں امر کیا جاتا ہے اور وہ فرشتے کون سے ہیں؟ ان کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ رعم نوالہ نے جہنم پر جو مقرر فرمایا تو دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۵ (بارہ ۲۹، المدثر ۳۰) اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ پر انیس فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے اور وہ بڑے تند خو ہیں تیز مزاج ہیں بڑے شدید ہیں بڑے قوی ہیں بڑے سخت ہیں اور یہ اس لئے کہ مجرموں کے جو ٹھکانے ہیں ان ٹھکانوں پر ایسے ہی نگرانوں کو متعین کیا جاتا ہے ایسے ہی سپرہ داروں کو مقرر کیا جاتا ہے جو بڑے تند خو، تیز مزاج اور بڑے سخت گیر، بڑے طاقتور ہوں تاکہ کوئی مجرم ان کے قبضے سے نکل نہیں سکے اور وہ اپنے ذہن میں کوئی غلط بات سوچ نہیں سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب جہنم میں لوگوں کو ڈالے گا تو ان کو ہر قسم کا عذاب ہوگا جسمانی عذاب بھی ہوگا ذہنی عذاب بھی ہوگا ان کے ذہن بھی، ان کے قلوب، ان کا دل، ان کا دماغ، ان کی سوچ، ان کی فکر سب عذاب میں مبتلا ہوگی تو یہ ان کے ذہنی عذاب کے لئے ہے کہ وہ اس بات کو سمجھ لیں کہ وہ فرشتے جو ان پر مقرر کئے جائیں گے وہ بڑے تند خو ہونگے بڑے غلیظ ہونگے غلیظ کے معنی نجس نہیں ہیں معاذ اللہ وہ فرشتے ہیں (نجس نہیں ہو سکتے) غلیظ کے معنی تند خو، تیز مزاج ہیں تو لہذا یہ بات سن کر ان کے ذہن پہلے ہی عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے کہ بھئی ایسے فرشتے ہم پر مقرر کئے جائیں گے تو ہمارا حشر کیا ہوگا لہذا ان کے ذہنوں کو بھی عذاب پہنچایا ان کی سوچ کو، ان کی فکر کو اور ان کے قوی کو۔ غرض یہ ہے کہ اندر سے باہر تک، ظاہر سے باطن تک اور جسم سے روح تک ان کے ایک ایک روٹے کو اللہ تعالیٰ نے عذاب پہنچایا اور وہ انیس فرشتے ان پر مقرر فرمائے اور یہی دوزخ کے دربان ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کی ذلت اور سخت عذاب کے لئے ایسے فرشتوں کو مقرر فرمایا ان کی تعداد قرآن میں انیس (۱۹) بتائی ہے۔

يَأْتِيهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَدِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۵ ع (بارہ ۲۸، النحریم آیت ۷) اب وہ بات اور ہوگی، ہوگا یہ کہ جب قیامت کے دن دوزخی دوزخ میں جائیں گے اور جنتی جنت میں جائیں گے اور یہ سب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونگے اور ہر ایک کا صحیح صحیح حساب ہوگا اللہ تعالیٰ نے صاف صاف قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ آج کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی جس نے جو کچھ کیا ہے اس کے مطابق ہی اس کو بدل لادیا جائے گا تو اب جہنم میں جانے والے یہ منافقین، مشرکین، کفار ان تمام کا حال یہ ہوگا کہ وہاں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئیں گے اور جھوٹے جھوٹے عذر

وہاں بیان کریں گے کبھی کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں کبھی کہیں گے کہ ہم تو اپنے آباء کے طریقہ پر چلتے رہے اور کبھی یہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو اتنی قوت ہی نہیں تھی اور ہمارے پاس تو اتنے اسباب ہی نہیں تھے جن اسباب کی وجہ سے ہم اے اللہ تیرے احکام پر عمل کر سکتے غرض یہ کہ مختلف قسم کے عذر بیان کریں گے اللہ تعالیٰ ان سے اس دن ارشاد فرمائے گا لَّا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ كَافِرُونَ کو ارشاد ہو گا کہ آج تم کوئی عذر مت بیان کرو عذر بیان کرنے کا موقع گزر چکا ہے دنیا میں تم نے بہت عذر بیان کئے۔ قرآن نے کہا کہ منافقین جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں آتے تھے تو وہ بڑے بڑے عذر بیان کرتے تھے اس لئے تو اللہ نے فرمایا عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ (بارہ ۱۰۔ التوبہ ۴۳) میرے محبوب ان کو تو جھوٹے عذر بیان کرنے کی عادت ہے تو آپ نے اتنی جلدی کیوں ان کو معاف فرمادیا ذرا ان کے حق میں آیاتِ عذاب نازل ہوتیں اور ان کی روسیا ہی ہوتی اور وہ بھری مجلس میں رسوا ہوتے تو آپ نے اتنی تاخیر فرمائی ہوتی آپ نے فوراً ہی ان کو اذن دے دیا۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جھوٹے جھوٹے عذر بیان کرنے کے تو یہ منافقین اور مشرکین عادی تھے اور اللہ نے فرمایا جھوٹے عذر بیان کرنے کا وقت چلا گیا۔

حضور ﷺ کے غیب جاننے سے منافقین کا انکار: آپ کو یاد ہو گا قرآن کریم کی ایک آیت ہے اور تفسیر

مدارك کے اندر بھی یہ موجود ہے اور دوسری تفاسیر میں بھی کہ منافقین حضور تاجدارِ مدنی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے آکر یہ بات حضور ﷺ سے پوچھی کہ حضور ہماری اونٹنی گم گئی ہے حضور بتائیں وہ کہاں ہے تو دوسرا منافق پہلو میں بیٹھا تھا اس نے کہا کہ وَمَا يُذْرِيهِ بِالْغَيْبِ ان کو غیب کا کیا پتہ، یہ تو غیب کی بات ہے یہ کیا جانیں، اس منافق نے دوسرے منافق کے کان میں یہ بات کہی تو حضور تاجدارِ مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ تو نے کیا کہا اس نے کہا کہ ہم تو آپس میں کوئی بات کر رہے تھے یہ اس نے عذر بیان کیا جھوٹا عذر بیان کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ لَّا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (بارہ ۱۰۔ التوبہ آیت ۶۶) میرے محبوب ان کو فرمادیتے تھے کہ تم ہمیشہ جھوٹے عذر بیان کرنے کے عادی ہو لَّا تَعْتَذِرُوا اب تم کوئی عذر بیان مت کرو تمہارا یہ کہنا وَمَا يُذْرِيهِ بِالْغَيْبِ میرے محبوب کی توہین ہے اور تم نے میرے محبوب کی توہین کی اور اب یہ کہتے ہو کہ ہم تو آپس میں باتیں کرتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ ہم آپس میں محول کرتے تھے تو اللہ نے فرمایا قُلْ أَلِلَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ (التوبہ آیت ۶۵) میرے محبوب ان کو فرمائیں کہ خبیثو! تم اللہ کے ساتھ، اللہ کی آیات کے اور اللہ کے رسول کے ساتھ محول والی باتیں کرتے ہو لَّا تَعْتَذِرُوا کوئی عذر مت بیان کرو قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ اظہارِ ایمان کے بعد اب تم پکے کافر ہو چکے اب کوئی عذر مت بیان کرو۔

میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ جو ہمیشہ جھوٹے جھوٹے عذر بیان کیا کرتے تھے تو قیامت کے دن بھی اپنی اسی ناپاک عادت کے مطابق جھوٹے عذر بیان کریں گے اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَّا تَعْتَذِرُوا

الْيَوْمَ إِلَّا مَا تَجْزُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (بارہ ۲۸. التحريم آیت ۷) اے کافرو! وہ عذر بیان کرنے کے دن گزر گئے تم نے دنیا میں بہت سے عذر بیان کئے آج کوئی عذر مت بیان کرو آج کوئی عذر نہیں چلے گا اور آج تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے تمہارے اعمال کا تمہیں بدلہ ملے گا وہ عذر کرنے کے دن گزر گئے تم نے بہت عذر کئے غزوة تبوك کے موقع پر تم نے عذر کیا اور غزوة بنی مصطلق کے موقع پر تم نے عذر کیا اور غزوة حدیبیہ کے موقع پر تم نے عذر کیا اور کہاں کہاں عذر کیا اور میرے محبوب کی بارگاہ اقدس میں تم نے بہت سی ناپاک باتیں کہیں اور پھر وہاں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کی باتیں کر کے رسول اللہ ﷺ کی ہنسی اڑاتے رہے تم نے سب کچھ کیا پھر عذر ہی بیان کرتے رہے لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ (بارہ ۲۸. التحريم آیت ۷) آج کوئی عذر مت بیان کرو آج تو تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور آج تمہیں چھوڑا نہیں جائیگا۔ یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عظاموالہ نے پہلے مؤمنین کو مخاطب فرمایا فَوَأَنفُسِكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (بارہ ۲۸. التحريم آیت ۶) تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو نارِ جہنم سے بچاؤ اور پھر نار کی صفت بیان فرمائی کہ وہ نارِ جہنم ایسی ہے کہ اس پر نہایت ہی تند خو، تیز اور سخت طاقتور فرشتے مقرر ہیں اور تم نے اپنے آپ کو اس سے بچانا ہے، اپنی آل کو اس سے بچانا ہے اور اگر تم کافر رہے تو کافروں کا حال تو یہ ہو گا کہ جہنم کا ایندھن ہی آدمی اور پتھر ہیں آدمیوں کو جانا پڑیگا پتھروں کو جانا پڑیگا۔ آدمی کون ہیں؟ وہی مشرکین، وہی کفار ہیں جنہوں نے اللہ، رسول کے ساتھ کفر کیا اور پھر پتھر کیا ہیں؟ وہی ان کے بت ان کے معبود جن کو وہ ہمیشہ پوجتے تھے اور وہ ان کے لئے ہر قسم کی عبادت بجالاتے تھے تو دنیا میں وہ ان کی عبادت کرتے تھے پھر جب جہنم میں ان کو دیکھیں گے کہ یہ بھی ہمارے ساتھ پڑے ہوئے ہیں تو وہ بڑے مایوس ہوں گے وہ کہیں گے کہ انھی کے سہارے پر تو ہم سارا کچھ وہاں کرتے رہے ان کا تو خود یہ حال ہے کہ جہنم میں پڑے ہوئے ہیں حالانکہ ان کے دوزخ میں ڈالنے کا تو کوئی مفہوم نہیں ہے وہ تو صرف ان کے پجاریوں کو مایوس کرنے کے لئے ہے کہ دیکھو جن کی تم عبادت کرتے تھے وہ تو آج خود ہی دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں چونکہ پتھروں کی پوجا کرتے تھے تو تمام ان پتھروں کو جہنم میں ڈالا جائے گا جن کی وہ پوجا کرتے تھے اور ان کے پجاریوں کو بھی ان کے ساتھ جہنم میں جھونک دیا جائیگا اور اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اے کافرو! تم دنیا میں بڑے بڑے عذر بیان کرتے تھے عذر بیان کرنے کا وقت گزر گیا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ط (بارہ ۲۸. التحريم آیت ۷) آج کوئی عذر مت بیان کرو تمہارے سارے کے سارے عذر ختم ہو گئے آج تو تمہارے عمل کا تم کو بدلہ ہی ملے گا اور وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے تم پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور زیادتی کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ تمہارے عمل ہی ایسے ہیں کہ وہاں کسی زیادتی کی ضرورت ہی نہیں تمہارے عمل ہر قسم کی سزا اور ہر قسم کے عذاب کا موجب ہیں اور وہ عذاب ایسا ہے کہ اس عذاب کے ہوتے ہوئے تمہارے لئے زیادتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل و خوار فرمایا۔

پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا (بارہ ۲۸، التحريم آیت ۸) اب اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی طرف خطاب فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا اے ایمان والو! تم اللہ کی طرف خالص توبہ کرو۔

تَوْبَةً نَّصُوحًا خَالِصًا تَوْبَةً: خالص توبہ کا مطلب یہ ہے کہ جس کے اندر ریا کی آمیزش نہیں ہو، جس کے

اندر تمہارے نفسِ امارہ کی خواہشات کی آمیزش باقی نہیں رہے، کیا مطلب؟ تم یہ نہ کہو کہ لو ہم توبہ کیے لیتے ہیں آج تو

توبہ ہے کل دیکھا جائے گا تو یہ کیا توبہ ہوئی؟ اس لئے خالص توبہ کرو اور توبہ کرنے کا مفہوم یہی ہے کہ جس گناہ سے تم

نے توبہ کر لی اس کے بعد عمد کر لو کہ ہم اس گناہ کے قریب نہیں جائیں گے اور اگر تم نے یہ عزم نہیں کیا تو تمہاری

توبہ خالص نہیں ہے۔ نَصُوحًا، ن، ص اور ح یہ اس کا مادہ ہے اَلنُّصْحُ کے معنی ہی خالص ہونے کے ہیں اور

النَّصِيحَةُ کے معنی بھی خلوص کے ہیں اور اسی لئے فرمایا اَلدِّينُ اَلنَّصِيحُ اور ایک جگہ فرمایا بخاری شریف کی حدیث

ہے اَلدِّينُ اَلنَّصِيحَةُ فرمایا دین تو ہے ہی نصیحت۔ اَلنُّصْحُ ہی دین ہے اس کے معنی ہیں خالص ہونا۔ فرمایا اِذَا نَصَحُوا

لِلَّهِ وَرَسُولِهِ (بارہ ۱۰، التوبة آیت ۹۱) جب لوگ خالص ہو جائیں اللہ اور اس کے رسول کے لئے۔ اللہ اور رسول کے لئے

خالص ہونے کے کیا معنی ہیں؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ کی عبادت کریں تو ریا کا تصور نہیں ہو خالص اللہ

کے لئے عبادت کریں اور جب وہ رسول کے ساتھ کوئی معاونت کریں اور دین کی کوئی خدمت انجام دیں تو اس میں

دنیاوی فائدے کو سامنے نہیں رکھیں دنیا کے فائدے کے تصور سے بالکل اپنے دل و دماغ کو خالی کر لیں، خالص کر کے

پھر دین کی خدمت کو انجام دیں۔ یہ جو ہم کہتے ہیں کہ بھئی ہم تمہارے لئے نصیحت کرتے ہیں یہ فلاں ہمارا ناصح ہے،

ہم تمہارے ناصح ہیں یہ بھی لفظ نصیح سے ماخوذ ہے نصیح کے معنی خالص ہونے کے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم

جو بات تم سے کہہ رہے ہیں وہ خلوص کے ساتھ کہہ رہے ہیں اس میں ہمارا کوئی فائدہ نہیں ہے تمہارا ہی فائدہ ہے

نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے اغراض اور اپنے مقاصد سے بالکل خالص ہو کر جس سے ہم بات کرنا چاہتے ہیں اسی کے

فائدہ کو ملحوظ رکھ کر اس سے بات کی جائے کہ دیکھو! اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہیں نقصان ہو گا اور اس میں ہمارا کوئی

فائدہ نہیں ہے، نہ ہمارا کوئی نفع ہے، نہ کوئی نقصان، ہم تو تمہیں نقصان سے بچانے اور فائدہ پہنچانے کی غرض سے یہ

بات کر رہے ہیں ہم تمہارے لئے بالکل خالص ہیں مخلص ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ

تَوْبَةً نَّصُوحًا (بارہ ۲۸، التحريم آیت ۸) اے ایمان والو! تم اللہ کی طرف خالص توبہ کرو اور ایسی توبہ کرو کہ جس کی طرف

کوئی شائبہ توبہ کے خلاف کسی مفہوم کا اس کے اندر نہیں پایا جائے تو خالص توبہ اگر تم کرو گے تو پھر اس خالص توبہ کا

نتیجہ بھی تم پاؤ گے۔

خالص توبہ کا حال: آپ سے کیا کہوں۔ حضور تاجدارِ مدنی ﷺ نے اس سلسلہ میں جو ارشادات فرمائے وہ

ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں حضور ﷺ نے پہلی امتوں کی مثالیں بھی دیں اور حضور ﷺ کی امت کی تو مثال ہی کیا ہے

سبحان الله! كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پارہ ۴، ال عمران آیت ۱۱۰) اللہ نے فرمایا کہ میرے محبوب کے غلاموں! تم تو بہترین امت ہو تمہیں لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا کہ تم لوگوں کے لئے نمونہ بن جاؤ کہ میرے محبوب کی امت ایسی ہوتی ہے۔

پچھلی امتیں تو بہت گمراہ ہوئیں لیکن جو ان کے اندر پاکیزہ لوگ تھے وہ بھی بہت اچھے تھے۔ حضور ﷺ نے بعض مقامات پر بعض اوقات ان کی مثالیں بھی بیان فرمائیں بخاری شریف کی حدیث ہے مسلم شریف میں بھی ہے مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے مسند امام احمد میں بھی یہ روایت ہے اور میرے پاس صحیح ابن خزیمہ، مسند ابو یعلیٰ تمام محدثین نے اور صحیحین کے بعد تو پھر کسی کا نام لینے کی حاجت بھی نہیں ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پچھلی امتوں میں ایک ایسا شخص تھا جو بہت ہی گناہ گار تھا کوئی ایسا کام نہیں تھا جو اس نے نہیں کیا ہو اور پھر بے تحاشہ لوگوں کے جان و مال کا نقصان کرتا تھا عزتوں کو تباہ کرتا تھا بے گناہ لوگوں کو قتل کرتا تھا اس نے ننانوے قتل کئے (ایک کم سو) اس کے بعد اس کو خیال آیا کہ میں کتنا ظالم ہوں میں نے اتنے قتل کر دیئے میں نے اتنے گناہ کر دیئے اب کیا کروں کسی نے اس کو کہا کہ فلاں مقام پر ایک راہب ہے وہاں چلا جا تو جب راہب کے پاس تو جائیگا تو وہ تجھے توبہ کا کوئی راستہ بتائے گا۔ اس راہب کو تو عبادت کرتے کرتے زمانہ گزر چکا تھا دماغ میں خشکی پیدا ہو چکی تھی جب یہ وہاں پہنچا اور اس نے کہا کہ میں تو اتنا بڑا گناہ گار ہوں میں نے ننانوے قتل بے گناہ کر دیئے اتنے خون کر کے آیا ہوں میرے لئے نجات کا کوئی راستہ بتاؤ وہ راہب تو بڑا غضبناک ہوا اس نے کہا خبیث تو اتنے سخت گناہ کر کے میرے پاس آگیا ننانوے قتل کر کے میرے پاس آگیا اور چاہتا ہے کہ تجھے نجات ہو جائے بھاگ جا تیرے لئے نجات کی کوئی راہ نہیں ہے اور تیرے لئے کوئی توبہ نہیں ہے۔ اس نے اسے بالکل مایوس کر دیا جب مایوس ہو گیا تو بڑا پریشان ہوا پھر بھاگنے لگا کہنے لگا کیا کروں میرے لئے توبہ تو ہے ہی نہیں پھر سوچنے لگا کہ جب نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے اور عیسا تو ویسے بھی نہیں جاؤنگا تو پھر میں ایک عدد کی کیوں کی رکھوں پورے سو (۱۰۰) ہی قتل کر دوں چنانچہ اس نے چارے راہب کو بھی قتل کر دیا راہب قتل ہو گیا کیا کرتا۔ اب یہ وہاں سے بھاگا تو پھر اس کے دل میں کھٹک پیدا ہوئی کہ میں تو گناہ بڑھاتا ہی چلا جا رہا ہوں بجائے اس کے کہ کچھ کمی ہو گناہ بڑھتے جا رہے ہیں پھر لوگوں سے کہا کہ مجھے بتاؤ میں کیا کروں کہاں جاؤں تو کسی نے اس سے کہا اِذْهَبْ اِلَى قَرْيَةٍ فِيهَا قَوْمٌ صَالِحُونَ۔ بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث موجود ہے اِذْهَبْ اِلَى قَرْيَةٍ فِيهَا قَوْمٌ صَالِحُونَ فلاں بستی کی طرف چلا جا وہاں صالحین کی قوم رہتی ہے اولیاء اللہ رہتے ہیں وہاں چلا جا۔ اب یہ گھر سے نکلا (وہاں جانے کے لئے) تو راستہ کافی تھا سفر لمبا تھا، گھر سے نکلا تو دل میں یہ پورا امداد کے نکلا کہ اب تو میں سچی اور پوری توبہ تَوْبَةً نَصُوحًا کرنے کے لئے نکل رہا ہوں۔ اب کیا ہوا کہ ابھی راستہ آدھا طے ہوا تھا آدھے سے بھی کوئی ایک بالشت کم تھا کہ ملك الموت تشریف لے آئے کیونکہ اس

کی زندگی کے دن پورے ہو گئے اور موت کا فرشتہ آگیا جب موت کا فرشتہ آیا تو اس نے اسے پکڑا اس نے اُس فرشتے سے کہا کہ اللہ کے لئے مجھے اتنا موقع دو میں تو گناہ معاف کرانے جا رہا ہوں میں نے توبۃ نصوحا کی ہے میں اولیاء اللہ کی طرف جا رہا ہوں۔ تو انہوں (فرشتے) نے کہا اب تو تمہاری موت کا وقت آگیا ہے اب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا اب یہ بڑا پریشان ہوا کہ اب میں کیا کروں وہاں تک پہنچا بھی نہیں تو جب کچھ بھی نہ ہو تو حدیث میں ہے فَنَائِي بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا اس نے کہا کہ اب میں اولیاء اللہ کی بستی تک تو نہیں پہنچ سکتا میں اپنا سینہ اولیاء اللہ کی بستی کی طرف کیے دیتا ہوں اس نے اپنا سینہ اُدھر پھیر دیا اور روح قبض ہو گئی۔ عذاب کے فرشتے نے کہا کہ دوزخ میں لے جائیں گے رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ ہم جنت میں لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کا فیصلہ یوں کرو کہ زمین ناپ لو۔ جہاں سے چلا تھا اگر وہاں کے قریب ہو تو دوزخ کے فرشتے لے جائیں اور جہاں جا رہا تھا اگر اس بستی کے قریب ہو تو پھر رحمت کے فرشتے لے جائیں فیصلہ یوں کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب و الشهادة ہے اور عالم مافی الصدور ہے اللہ جانتا تھا کہ اس کی توبہ توبۃ نصوحا ہے خالص توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تو یوں حکم دے دیا کہ تم زمین ناپو، زمین گھر کے قریب ہے یا اولیاء اللہ کی بستی کے قریب ہے اور اس زمین کو حکم دیا جو اس کے گھر کے قریب تھی کہ اَوْحِي اِلَيْهَا زَمِيْنٌ كِي تَرَى اَرْضًا مَرْمِيْرًا اَوْحِي اِلَيْهَا زَمِيْنٌ كِي تَرَى اَرْضًا مَرْمِيْرًا اس کی طرف وحی کی کہ میرے بندے کے قریب آ جا بس اُس کے گھر کے قریب کی زمین تو ہٹ گئے اور اولیاء اللہ کی بستی کی طرف والی زمین اس کے ذرا قریب آ گئی۔ جب فرشتوں نے ناپا تو جتنا اس نے سینہ پھیرا تھا اتنا ہی اولیاء اللہ کی بستی کے قریب تھا رحمت کے فرشتے لے گئے۔

وسیلہ اور سبب: اب یہاں دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ رحمت فرمانے والا اللہ ہے اور کوئی نہیں، کیا اللہ کو بھی کسی وسیلہ کی حاجت ہے اللہ کو بھی کوئی سبب درکار ہے؟ اللہ تو سبب سے پاک ہے وہ تو سبب پیدا فرماتا ہے سبب کا محتاج نہیں ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے خود رحمت فرمائی تھی تو اس بات کی ضرورت ہی نہیں تھی کہ زمین کو ناپو یا مت ناپو اور سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کہ اے زمین تو ہرے ہٹ جا اور اے اولیاء اللہ کی بستی کی زمین تو قریب آ جا، کیونکہ رحمت تو خود ہی فرما رہا ہے لیکن ایسا ہوا زمین بھی ناپی گئی اور اس کے گھر کی زمین کو دور کیا گیا، اولیاء اللہ کی بستی کی طرف کی زمین کو اس کے قریب کیا گیا اور پھر جب فرشتوں نے ناپا تو جتنا اس نے اولیاء اللہ کی بستی کی طرف سینہ پھیرا تھا اتنا ہی اولیاء اللہ کی بستی کے قریب پایا گیا اور جب اتنا قریب پایا گیا تو رحمت کے فرشتوں کو حکم ہو گیا لے جاؤ تمہارا کام بن گیا۔ کیا بات تھی؟ بتانا یہ تھا کہ رحمت تو میں ہی کرتا ہوں مگر اولیاء اللہ کی عظمتوں کے جھنڈے بھی لہراتا ہوں مغفرت میں ہی فرماتا ہوں توبہ بھی میں ہی قبول کرتا ہوں کوئی نہیں جو توبہ قبول کرنے والا ہو کوئی نہیں جو مغفرت کرنے والا ہو کوئی نہیں جو رحمت کرنے والا ہو، رحمت کرنے والا میں ہوں مغفرت کرنے والا میں

ہوں توبہ قبول کرنے والا میں ہوں مگر میں نے ان تمام کو اسباب اور وسائل بنا دیا اس لئے کہ میرے (اللہ تعالیٰ) یہ محبوب مقرب بندے ہیں ان کی عظمتوں کے جھنڈے ہمیشہ لہراتے رہیں۔ تو جن کی عظمتوں کے جھنڈے اللہ لہرائے کون ہے ان کو نیچا کرنے والا اور اگر کوئی نیچا کرے گا تو خود ہی جہنم میں جائے گا اسفل السافلین میں۔

تو یہ تَوْبَةٌ نَّصُوحًا کی بات ہے کہ تَوْبَةٌ نَّصُوحًا کہ معنی یہ ہیں کہ آدمی توبہ کرے کہ بس میں خالص ہو گیا اللہ کے لئے اور اب گناہ کرنے کا کوئی شبہ میرے دل و دماغ میں باقی نہیں رہا یہ تَوْبَةٌ نَّصُوحًا ہے اور اس تَوْبَةٌ نَّصُوحًا کا نتیجہ پھر یہ ہوتا ہے۔ اللہ سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں تَوْبَةٌ نَّصُوحًا کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ سے یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوبوں کی محبت بھی عطا فرمائے اور اولیاء اللہ کی توہین سے اللہ ہر مسلمان کو بچائے خدا کی قسم حدیث میں آیا اور اللہ تعالیٰ کی حدیثِ قدسی ہے بخاری شریف کی حدیث ہے اللہ نے فرمایا مَنْ عَادَلَنِي وَلِيًّا فَقَدْ اَذْنَتْهُ بِالْحَرْبِ فرمایا جس نے میرے ولی سے عداوت کی میری طرف سے اُس کو اعلانِ جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے اللہ اپنا رحم و کرم فرمائے آمین

## الدرس السادس عشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبَتَّغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي اِثْهَارِهِ تَارِيخِ هِ اُورِ پِيرِ كَادِنِ هِ سَبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ هِم سَب رُوزِ سِ هِ هِي اِ اللّٰهُ تَعَالٰى تُوْنِ اِپْنِي رَحْمَتِ اِثْهَارِهِ رُوزِ رِ كْهُوَادِيْ بَقِيْهِ رُوزِ سِ هِي اِپْنِي

رَحْمَتِ سِ پُورِ كِرَادِ اُورِ تَرَاوِيْحِ، قُرْآنِ پَاكِ كِ جُو مَعْمُولَاتِ هِي وَه سَب پُورِ كِرَادِ اِپْنِي رَحْمَتِ سِ شُرْفِ

قَبُولِ هِي عَطَا فِرَادِ اَمِيْنِ وَمَا ذَا لِكِ عَلٰى اللّٰهِ بَعَزِيْزِ .

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُم

جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (آية ٢٨، التحريم آيت ٨) اللّٰهُ رَبُّ الْعِزَّةِ جَل جَلَالُهُ نِ اِيْمَانِ وَالْوَلُوں كُو خَالِصِ تُوْبِهِ كَا حَكْمِ دِيَا اُورِ

اِرْشَادِ فِرْمَايَا كِه اِيْمَانِ وَالْو! تَم تُوْبَةُ نَّصُوحًا اِخْتِيَارِ كِرُو۔ كَل تُوْبَةُ نَّصُوحًا كِ مَعْنِي پُر اُورِ اِس كِ مَتَعَلَقَاتِ پُر مِيں تَفْصِيْلِ

كِ سَا تْه كَلَامِ كِر چِڪَا هُوں اِس كِ بَعْدِ اللّٰهُ تَعَالٰى اِرْشَادِ فِرْمَا تَا هِ كِه اِگَر تَم تُوْبَةُ نَّصُوحًا كِرُو گِ تُو اِس كَا نَتِيْجِ كِيَا هُو گَا اُورِ

هَم كِس لِي تَهْمِيں حَكْمِ دِي تِي هِي كِه تَم تُوْبَةُ نَّصُوحًا كِرُو؟ اِس لِي كِه اللّٰهُ تَعَالٰى تَهْمَا رِي تَمَامِ بَر اِيُوں كَا كِفَا رِه فِرْمَادِ

اُور تَهْمَا رِ تَمَامِ گَنَا هُوں كُو اللّٰهُ تَعَالٰى مِيْثِ دِ اُور كُوِي بَر اِي تَهْمَا رِ ذِمِه نِهِيں رِه اُور اللّٰهُ تَعَالٰى تَهْمِيں اِيْسِي جَنّتُوں مِيں

دَاخِلِ فِرْمَا ئِي كِه جُو جَنّتِ الْخُلْدِ هِي جَنّتِ النّعِيمِ هِي وَهَاں اللّٰهُ تَعَالٰى نِ تَهْمَا رِ لِي هِمِيْشِه كِ رِهْنِي كِ بَاغَاتِ

بِنَا ئِي اِس كِ نِيچِي نَهْرِيں جَارِي فِرْمَا ئِيں طَرَحِ طَرَحِ كِي نَعْمَتِيں تَهْمَا رِ لِي پِيْدَا فِرْمَا ئِيں اللّٰهُ تَعَالٰى تَم سِ تُوْبَةُ نَّصُوحًا

كَا مَطَالِبِه اِس لِي فِرْمَا رِه اُور تَهْمِيں اِس لِي حَكْمِ دِ رِه اِه كِه اللّٰهُ تَعَالٰى تَهْمَا رِ گَنَا هُوں كَا كِفَا رِه فِرْمَادِ تَهْمَا رِ

سِيّاتِ كُو مَنَادِ اُور تَهْمِيں پَاكِ وَصَافِ كِر دِ اُور تَم طَيِّبِ وَطَاهِرِ هُو جَاؤُ اُور اللّٰهُ تَعَالٰى تَهْمِيں اِن جَنّتُوں مِيں دَاخِلِ فِرْمَا ئِي

كِه جِن جَنّتُوں كِ نِيچِي نَهْرِيں جَارِي هِي اللّٰهُ تَعَالٰى نِ بِي شَمَارِ نَعْمَتِيں اِن جَنّتُوں مِيں تَهْمَا رِ لِي پِيْدَا فِرْمَا ئِيں هِي وَه

دَارِ الْخُلْدِ هِ اُور وَه اِيْسَا مَقَامِ هِ كِه جِهَاں اللّٰهُ كِي رِضَا كِ سُو اُور اللّٰهُ كِي رَحْمَتِ كِ سُو اُور كِسِي دُوسَرِي چِيْزِ كَا تَصُورِ نِهِيں

هُوَ سَكْتَا وَهَاں يِه تَصُورِ هِي نِهِيں هُو سَكْتَا كِه كِبْهِي اِنْسَانِ وَهَاں سِ دُورِ هُو يَا اُن نَعْمَتُوں سِ مَحْرُومِ هُو اللّٰهُ تَعَالٰى نِ هِمِيْشِه كِي

نَعْمَتِيں جَنّتِ الْخُلْدِ مِيں عَطَا فِرْمَا ئِيں اُور هَمِيں حَكْمِ دِيَا كِه يِه سَب كِجْه جِجْهِي هُو گَا كِه جَب تَم تُوْبَةُ نَّصُوحًا اِخْتِيَارِ كِرُو اُور



تمہارے گناہ معاف ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں جنت الفردوس میں اور جنتوں میں داخل فرمائے گا اصل بات یہ ہے کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے انسان سے بتقاضہ بھرتی بہت سی لغزشیں سرزد ہو جاتی ہیں عصمت انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اور حفاظت اولیا کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے انعام خداوندی ہے تو کیونکہ معصوم انبیاء ہی ہیں اس لئے انسان بتقاضائے بھرتی کوئی نہ کوئی غلطی کر ہی بیٹھتا ہے بسا اوقات اس کو علم بھی نہیں ہوتا اور وہ غلطی کا مرتکب ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس کی عدم توجہی کی حالت میں ایسی غلطیاں اس سے سرزد ہو جاتی ہیں کہ جس سے اس کا ایمان بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان اس بات پر غور کرے کہ بھرتی تقاضوں کے ہوتے ہوئے وہ اگر یہ سمجھے کہ میں بالکل پاک ہوں طیب و طاہر ہوں یہ تو ممکن نہیں ہے۔ عصمت تو خاصہ انبیاء علیہم السلام کا ہے تو جب انسان سے بتقاضائے بھرتی غلطیوں کا صدور ہوتا ہے اور گناہ اُس سے سرزد ہوتے ہیں تو پھر اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ توبہ کرے اور توبہ بھی ایسی کرے کہ وہ خالص ہو جس میں ہمیشہ زندگی بھر گناہ کے ترک کا عزم ہو۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عمنوالہ نے اس دار العمل میں ہمیں یہ حکم دیا کہ یہ تَوْبَةٌ نَّصُوحًا کا عمل اگر تم اختیار کرو گے تو دارالجزا میں تمہیں اس کی جزا جنت النعیم نصیب ہوگی دنیا دارالعمل ہے ہمیں عمل کرنا ہے اور یہ جو تَوْبَةٌ نَّصُوحًا کا عمل ہے یہ بہت بڑی نعمت ہے جس کو نصیب ہو جائے اور اس کی جزا۔ تاکہ اللہ تمہیں جنتوں میں داخل فرمائے۔ جنت الخلد یہ دارالجزا سے متعلق ہے اور تَوْبَةٌ نَّصُوحًا یہ دارالعمل سے متعلق ہے میں نے عرض کر دیا کہ یہ ضروری تھا کہ انسان بتقاضائے بھرتی گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے اور پھر اسے گناہوں سے پاک ہونا اور پاک ہونے کی صورت یہی ہے کہ تُوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا۔ اللہ رب العزت جل جلالہ و عمنوالہ نے اپنے نیک بندوں کو، اپنے پاکباز بندوں کو یہ توفیق مرحمت فرمائی اور ہمیشہ اللہ والوں کو یہ توفیق مرحمت ہوتی ہے۔

اپنے برے اعمال پر خوف اور ندامت ایمان کا معیار ہے: مجھے حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ قول یاد آتا ہے انہوں نے فرمایا کہ گناہ کے صدور کا انکار تو کوئی مؤمن نہیں کر سکتا انبیاء علیہم السلام تو معصوم ہوئے ان کی توبات ہی نہیں ہے باقی ہم میں سے کوئی بھی یہ انکار نہیں کر سکتا کہ ہم گناہوں سے بالکل پاک ہیں لیکن گناہ کا صدور اللہ کے نزدیک اتنی بڑی بات نہیں جتنا کہ اس پر اصرار اور توبہ نہ کرنا ہے مؤمن سے گناہ کا صدور بعض اوقات تو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت کا سبب ہوتا ہے اس لئے کہ صدور ذنب کے بعد مؤمن کے قلب میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور وہ ڈرتا ہے کہ معلوم نہیں میرے ساتھ کیا معاملہ ہو اور یہ خوف اور یہ ندامت مؤمن کے لئے خواہ چھوٹا گناہ ہی کیوں نہیں ہو مؤمن کے لئے گناہ کے بعد خوف اور ندامت کا لاحق ہونا یہ لازمی ہے قطعاً ہے ضروری ہے بلکہ شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایک عجیب بات فرمائی وہ فرماتے ہیں یہ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد ہیں اور ان کے ملفوظات انفاس العارفین کی صورت میں شاہ ولی اللہ صاحب نے جمع کئے اور ان کے جو حالات و واقعات

ہمارے سامنے ہیں وہ بڑے روح کو حیات تازہ مٹھنے والے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اللہ کے نیک بندوں کی حیات اور ان کی حیات کے تاثرات جب مؤمن کے سامنے آتے ہیں تو اس کو روح کی آسودگی اور حیات تازہ نصیب ہوتی ہے تو شاہ عبد الرحیم صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ (کیونکہ دار و مدار تو سب ایمان پر ہے اگر ایمان ہے تو سب کچھ ہے اور ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں تو بہ بھی جب ہی کار آمد ہوگی جب ایمان ہو) اگر کوئی شخص یہ چاہے (کہ میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں کہ میں مؤمن ہوں) کہ اپنے ایمان کا معیار ڈھونڈے کہ میں کس معیار کا مؤمن ہوں اور کس درجے میرے اندر ایمان ہے اور ہے بھی یا نہیں ہے تو اس کا ایک معیار شاہ عبد الرحیم صاحب نے بتایا۔ انہوں نے فرمایا اس کا معیار یہ کہ گناہ تو ہر شخص سے ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا۔ جب کسی سے گناہ سرزد ہو تو گناہ سرزد ہونے کے بعد وہ اپنے دل کی کیفیت کو محسوس کرے دیکھے کہ میرے دل کی کیا کیفیت ہے اگر گناہ صادر ہونے کے بعد اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی اور خوف کی کیفیت پیدا ہوئی تو سمجھ لے کہ ایمان ہے اور خیر ہے اور اگر گناہ کے بعد اس کے دل میں کوئی ندامت ہی پیدا نہیں ہوئی اور گناہ کے بعد اس کے دل میں کوئی خدا کا خوف پیدا ہی نہیں ہوا تو سمجھ لے کہ اس کے اندر بالکل ایمان کا کوئی ذرہ نہیں۔ کیوں اس لئے کہ گناہ کے بعد ایمان کے لوازمات سے خدا کا خوف ہے، ایمان کے لوازمات سے ندامت ہے۔ گناہ کے بعد ندامت اسی کو حاصل ہوتی ہے کہ جس کے دل میں ایمان ہو اور گناہ کے بعد خدا کا خوف اسی کو لاحق ہوتا ہے جس کے دل میں ایمان ہو اور اگر گناہ کرنا چلا جا رہا ہے نہ اس کو ندامت ہوتی ہے نہ اس کو خدا کا خوف لاحق ہوتا ہے تو سمجھ لے کہ اس کے اندر ایمان کا کوئی ذرہ نہیں ہے اور پھر وہ اس بات کو سوچے کہ میرے خاتمہ کا کیا حال ہو گا بہر نوع میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عظاما نے کتنا کرم فرمایا اپنے بندوں کو ہر خطرے سے بچا کر نجات کی راہیں دکھائیں کہ میرے بندو! یہ خطرناک راہیں ہیں ان سے بچ جاؤ اور یہ راستہ تمہاری نجات کا ہے اس راہ پر آ جاؤ اور یہ سب کچھ اپنے محبوب کے ذریعے کیا اپنے حبیب تاجدار مدنی جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی کے ذریعے یہ سب کچھ کیا اور ہر خوفناک اور ہر ہلاکت کی جگہ سے اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے ہمیں بچایا اور ہر نیکی اور ہر نجات کی طرف اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے ہمیں متوجہ فرمایا یہ سب تاجدار مدنی ﷺ کا طفیل ہے اگر کوئی نہیں سمجھے تو اس کی بد نصیبی ہے اور جو نہیں سمجھے تو پھر یہ سمجھ لے کہ اسے کوئی فیض حاصل بھی نہیں ہو گا اگر کسی نے یہ بات نہیں سمجھی تو اسے کچھ نصیب نہیں ہو گا نصیب اسی کو ہو گا جس نے یہ بات سمجھ لی کہ یہ سب کچھ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے مجھ کو عطا فرمایا ہر خطرے سے بچایا ہر ہلاکت سے بچایا اور ہر راحت اور ہر خیر اور نجات کی طرف اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے اللہ نے مجھے متوجہ فرمایا اور یہ تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا یہ سب اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام اللہ کے حبیب ﷺ ہمیں سنا رہے ہیں اور ہمارے دل کی گہرائیوں میں اللہ کے کلام کا اثر پہنچا رہے ہیں اور میرا ایمان ہے کہ جب تک

رسول کریم ﷺ کی روحانیت شامل حال نہیں ہو ہمیں اللہ کے کلام سے کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا قرآن خود کہتا ہے  
 وَنُنزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ اِنْ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَّلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (بارہ ۱۵۰ بنی اسرائیل آیت ۸۲) یہ  
 قرآن تو نازل ہو رہا ہے مؤمن وہی ہیں جن کے دل میں عظمتِ رسول ہے مؤمن وہی ہیں جن کے دل میں محبتِ رسول  
 ہے اس کیلئے قرآن شفا بن کر آرہا ہے۔ ظالم وہ ہیں جو بالکل حضور ﷺ کی محبت و عظمت سے عاری ہیں ان کا کیا حال  
 ہے وَّلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا قرآن جتنا بھی نازل ہو گا ان کے لئے خسارے کے سوا اس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں ہو گا۔

۳ باران کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست در باغ را زے روئے و گل روید  
 بارش تو زمین کے ہر ٹکڑے پر پڑتی ہے جس زمین کے اندر روئیدگی کا مادہ ہوتا ہے وہیں پیداوار ہوتی ہے اور جہاں  
 روئیدگی کا مادہ نہیں ہوتا وہاں پیداوار نہیں ہوتی اور جہاں کانٹے پیدا ہونے کا مادہ ہوتا ہے وہاں پر کانٹے پیدا ہوتے ہیں پھر  
 خس و خاشاک پیدا ہوتے ہیں تو اسی لئے ابو جہل ابو لہب کافر مشرک منافق ان کے دلوں میں تو جہل کفر و نفاق ہی ہے تو  
 وہاں جتنا بھی قرآن نازل ہو اس کا نزول تو بارانِ رحمت تھی لیکن آپ نے دیکھا کہ چمنستان پر بھی وہی پانی کے قطرے  
 برستے ہیں، گل زمین جہاں پر زہریلے کانٹے پیدا ہوتے ہیں وہاں بھی وہی پانی کے قطرے برستے ہیں مگر وہاں پھل واری نظر  
 آتی ہے اور وہاں کانٹوں کے جھاڑ نظر آتے ہیں تو بات یہ ہے کہ صدیق اکبر، فاروق اعظم کے سینے تو معرفت کے  
 باغ ہیں اور ابو جہل اور ابو لہب کے سینے زہریلے کانٹوں کے جھمکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں حضور ﷺ کی  
 محبت عطا فرمائے کیونکہ اس کے بغیر تو نہ ہمیں توبہ نصیب ہو سکتی ہے نہ توبہ کا نتیجہ ہمیں مل سکتا ہے اللہ نے صاف فرمادیا  
 کہ تمہارے توبہ کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا تمہاری برائیوں کا کفارہ ہو جائے  
 گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا وہاں اللہ کی نعمتیں ہو گی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں ساتھ یہ عرض بھی  
 کرتا ہوں کہ دعا کیجئے کہ جو قرآن و حدیث کا کام اللہ نے میرے ذمہ لگایا ہے یہ کام پورا ہو جائے رمضان المبارک کا مہینہ  
 توبہ ابراہیم کت ہوتا ہے اس کی برکتوں کے صدقے میں دعا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ کام پورا کرادے آمین

## الدرس السابع عشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آج رمضان المبارك کی تیئیس تاریخ ہے اور ہفتہ کا دن ہے الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ

ہم سب روزے سے ہیں اے اللہ تو نے اپنی رحمت سے تیئیس روزے رکھوادئے بقیہ روزے بھی اپنی رحمت سے پورے

کرادے اور رمضان شریف کے معمولات بھی پایہ تکمیل کو پہنچادے اپنی رحمت سے شرف قبول بھی عطا فرمادے۔ الہ

العلمین ہم سب کے حال پر رحم فرما آمین

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ ج نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا

نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ه (بارہ ۲۸، التحريم آیت ۸)

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ جَل جَلَّالَهُ وَعَمَّا نُوَالَهُ نِي ارشاد فرمایا جس دن اللہ رسوا نہیں

فرمائے گا نبی کریم ﷺ کو اور ایمان والوں کو، نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ قیامت کا وہ دن ہوگا کہ ایمان

والوں کا نور دوڑتا ہوگا انکے آگے آگے اور وہ نور ان کے دائیں بائیں دوڑتا ہوگا يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَه ایمان

والے اپنے رب کی بارگاہ میں یہ ہی عرض کرتے رہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے نور کو پورا فرمادے اور وَاغْفِرْ لَنَا

ہمیں بخش دے إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بیٹھک تو ہر چیز پر قادر ہے اللہ رب العزت جَل جَلَّالَهُ وَعَمَّا نُوَالَهُ نے جو یہ ارشاد فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نبی کو رسوا نہیں فرمائے گا اور ایمان والوں کو بھی اللہ تعالیٰ رسوا نہیں فرمائے گا، قیامت کا

دن وہ ہوگا کہ ایمان والوں کا نور ان کے آگے آگے دوڑتا ہوگا ان کے داہنے، بائیں ان کا نور ہی نور ہوگا، وہ یہی دعا

کرتے چلیں گے اور رب تعالیٰ سے یہی عرض کرتے رہیں گے رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا اے ہمارے رب ہمارے نور کو اور

پورا کر اور زیادہ کر اور بڑھادے اور ہمیں بخش دے بے شک تیری قدرت تو بڑی وسیع ہے اور تو تو ہر چیز پر قادر ہے۔

پہلی بات يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ ج جس دن اللہ رسوا نہیں فرمائے گا اپنے حبیب کو

اور نہ ایمان والوں کو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ نبی کو بھی رسوا نہیں فرمائے گا اور

ایمان والوں کو بھی رسوا نہیں فرمائے گا نبی کا رسوا نہ ہونا اور ایمان والوں کا رسوا نہ ہونا یہ دونوں باتیں اللہ تعالیٰ نے اس

ایک آیت میں بیان فرمائیں۔ رسوائی کے معنی آپ جانتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے ذلت اٹھانا، بھرے مجمع میں لوگوں کے سامنے ذلیل و خوار ہونا۔ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ذلیل و خوار نہیں فرمائے گا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو رسوا نہیں فرمائے گا اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ذلیل و خوار نہیں فرمائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایمان والوں کو رسوا نہیں فرمائے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صاف صاف بیان فرمادیا اس بات کو اپنے ذہن کے ایک گوشے میں رکھیے۔

ایک بات کہنے کی یہ ہے کہ **إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ** (بارہ ۳۰، الکوثر آیت ۱) کی تفسیر میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کو الکوثر عطا فرمائی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صاف صاف فرمادیا کہ الکوثر کے معنی خیر کثیر ہیں کسی نے کہا کہ کوثر تو حضور کی حوض کا نام ہے اور آپ خیر کثیر فرما رہے ہیں تو آپ نے اس کو جواب دیا کہ **هُوَ مِنَ الْخَيْرِ الْكَثِيرِ** کوثر خیر کثیر ہی ہے اور تم جو حوض کی بات کرتے ہو وہ بھی خیر کثیر میں شامل ہے وہ خیر کثیر سے باہر نہیں ہے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کتنا عالمانہ اور معقول جواب دیا۔

اب تفہیم میں مودودی نے ایک عجیب ایسا ہلاکت کار استہ اختیار کیا کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا، ابن ماجہ میں ایک حدیث شریف آئی ہے وہ حدیث تو تمام صحاح ستہ اور حدیث کی ساری کتابوں میں ہے مگر ابن ماجہ میں ایک زیادت ہے اور وہ زیادت صرف ابن ماجہ نے ہی روایت کی ہے کسی اور محدث نے اس زیادت کو روایت نہیں کیا وہ زیادت یہ ہے اور یہ زیادت بھی صرف مودودی نے تفہیم میں نقل کی ہے اور مجھے پڑھ کر بڑا دکھ ہوا جس انداز میں اس نے اسے نقل کیا ہے۔ قرآن پاک کی یہ آیت **كُرِيمٌ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ** (سورۃ التحریم) تو یہ آیت کریمہ ایسی ہے کہ اس کے استدلال کے پر نچے اڑا دیتی ہے اور ایسے ذلیل انسان کا منہ کالا کر دیتی ہے۔ وہ زیادت اس طرح بیان کی کہ حدیث میں یوں روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو! تم حوض کوثر پر جب موجود ہو گے میں تمہیں سیراب کروں گا میں ساقی کوثر بنوں گا لوگ حوض کوثر پر آئیں گے تو میری شان یہ ہوگی کہ میں حوض کوثر کا پانی پلاؤں گا اور تم لوگ اس پر جمع ہو گے اور میں ساقی کوثر ہوؤں گا۔ یہ زیادت کے الفاظ جو ہیں جو ابن ماجہ نے روایت کئے اور کسی محدث نے روایت نہیں کئے وہ یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا ساقی ہوؤں گا **فَلَا تُسَوِّدُوا وَجْهِي** تو اے میری امت حوض کوثر پر میرا منہ کالا نہیں کرنا۔ آپ سمجھے؟ بس پوری حدیث میں یہی الفاظ اس کو نظر آئے حالانکہ یہ الفاظ جو ہیں یہ زیادت ہیں اب جو شخص علم حدیث سے واقف نہیں ہے اس کو پتہ نہیں کہ زیادات کے احکام کیا ہیں وہ نہیں جانتا۔ زیادت سے مراد وہ جملہ ہے کہ وہ پوری حدیث کے بعد ایک ایسا جملہ آیا کہ اور محدثین میں سے کسی نے روایت نہیں کیا اس کو زیادت کہتے ہیں اور اس زیادت کو روایت کرنے والا جو ہے وہ ثقہ نہیں ہے پوری حدیث کے راوی تو ثقہ ہیں لیکن اس زیادت کا جو راوی ہے وہ ثقہ

نہیں ہے وہ غیر ثقہ ہے۔ جس وقت میری نظر سے یہ بات گزری تو میرا کلیجہ کانپ اٹھا اور میں نے کہا کہ دیکھو اس شخص کو یہی الفاظ نظر آئے حالانکہ وہ ایک زیادت کے الفاظ ہیں اور وہ زیادت بھی جن راویوں نے روایت کی ہے ان میں ایک راوی بالکل غیر ثقہ ہے غیر ثقہ کی زیادت تو اس کو نظر آئی اور اسکو اس نے بڑا خوش ہو کر اور یہ سمجھ کر کہ مجھے ایک بڑا سرمایہ ہاتھ آگیا اور اس نے بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اس زیادت کے الفاظ کو لکھ دیا اور یہ ترجمہ کر دیا جو میں نے آپ کو سنایا اور اس لفظ کو بولتے ہوئے بھی کلیجہ پھٹتا ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کے متعلق جو یہ زیادت جو غیر ثقہ کی زیادت ہے جب اس کو تفہیم میں نقل کیا گیا اور وہ بھی **إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ** (بارہ ۳۰. الکوثر ۱) کی تفسیر میں۔ یہ سورہ وہ ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے کمالِ فضل و کمالِ عظمت و کمالِ کرامت و کمالِ مدحت اور حضور ﷺ کے محاسنِ جمیلہ کے بیان میں نازل ہوئی ایسی سورہ کی تفسیر کرتے ہوئے اس غیر ثقہ کی زیادت کو نقل کر دینا میں نہیں سمجھتا کہ یہ اس کے کون سے مخفی مقصد اور ارادے کی نشاندہی کرتا ہے۔ قرآن تو صاف کہتا ہے **يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ** (سورہ التحریم) بتائیے جس کا منہ کالا ہو اس سے بڑھ کر بھی کوئی روسیہ ہو سکتا ہے اور ذلیل و خوار ہو سکتا ہے؟ قرآن کی اس آیت کو تو پڑھا نہیں اب دیکھیں، آپ قرآن میں سورہ التحریم کی اس آیت کو پڑھیے **يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ** ج اللہ فرماتا ہے کہ قیامت کا دن وہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نبی کو ہر گز ہر گز رسوا نہیں فرمائے گا اور نہ ان لوگوں کو رسوا فرمائے گا جو ان کے ساتھ ایمان لائے۔ ارے! جن کے ساتھیوں کو بھی اللہ رسوا نہیں کرے گا تو ان کے متعلق یہ کہنا کہ **فَلَا تُسَوِّدُوا وُجُوهُنَّ** حضور نے فرمایا کہ دیکھو! کہیں حوض کوثر پر میرا منہ کالا نہیں کرنا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے اور یہ بات کون سے دماغ میں آئے گی کہ قرآن کی اس آیت کے ہوتے ہوئے کہ **يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ** ج اللہ تعالیٰ بالکل بالکل قطعاً ہر گز ہر گز رسوا نہیں فرمائے گا نبی کو قیامت کے دن اور نہ ان لوگوں کو رسوا فرمائے گا جو ان کے ساتھ ایمان لائے۔ بتائیے وہ زیادت جس کا راوی بھی ثقہ نہیں ہے اس پر تو اعتماد کر لیا اور قرآن کی اس آیت کو چھوڑ دیا یہ کتنا غضب ہے۔ تو یہ بات اس کی نشاندہی کرتی ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں حضور ﷺ کا بغض کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ بھئی یہ آیت سورہ التحریم کی جو میں بار بار پڑھ رہا ہوں آپ ایمان سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے رسوا نہ ہونے کا اعلان فرمایا کہ نہیں فرمایا؟ اللہ فرماتا ہے کہ رسول کو قیامت کے دن ہر گز ہر گز رسوا نہیں کروں گا اور رسول کو کیا جو لوگ رسول کے ساتھ ایمان لائے ان کو بھی میں رسوا نہیں کروں گا وہ سب رسول کے دامن میں ہوں گے نہ رسول کی رسوائی ہوگی نہ رسول کے ساتھ ایمان لانے والوں کی رسوائی ہوگی۔ ان سب کی عزت ہوگی عظمت ہوگی کرامت ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے **نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ** (التحریم آیت ۸) جن کا نور ان کے آگے آگے چلتا ہو گا دوڑتا ہو گا اور ان کے داہنے ان کے بائیں ان کا نور ہو گا اور وہ یہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے رہیں گے **رَبَّنَا آتِنَا نُورَنَا**

وَأَغْفِرْ لَنَا - اللہ اللہ۔ تو جن کے غلاموں کا یہ عالم ہو گا کہ جہاں وہ چلتے ہوں گے وہ سارا ماحول ہی پُر نور ہو گا بتائیے  
 اس سے بڑھ کر بھی کوئی عزت ہوگی۔ ارے ! جن کے غلاموں کا یہ مقام ہے تو ان (غلاموں) کے آقا کی کیا شان ہوگی  
 پھر یہ زیادت نقل کر کے دل کی بھر اس نکالنا اور قرآن کی اس آیت کو بالکل نظر انداز کر دیا ایک تو یہی آیت جو میں بار  
 بار پڑھ رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (بارہ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۷۹) اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا میرے محبوب قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر کھڑا کرے، آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود  
 پر جلوہ افروز فرمائے۔

**مقامِ محمود:** حمد کیا ہوا مقام۔ کس کو رونق افروز فرمائے؟ محمد ﷺ کو، جو کمال حمد کئے  
 ہوئے ہیں دیکھو! ایسی زیادت کو تو سامنے رکھ لیا جس کا راوی بھی ثقہ نہیں قرآن کی آیتوں کو بھی چھوڑ دیا اور صحیح  
 احادیث کو بھی نظر انداز کر دیا۔ غضب ہے۔ اب میں آپ کو صحیح حدیث بتاؤں جو بخاری شریف میں موجود  
 ہے میرے آقا ﷺ کا مقامِ محمود پر جلوہ گر ہونا کیا شان کا موقع ہو گا کیا بات ہوگی بخاری شریف کی حدیث کے  
 الفاظ ہیں يَحْمِدُهُ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ دوسری روایت ہے يَحْمِدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ بخاری شریف کی  
 حدیث کے الفاظ ہیں فرمایا کہ تمام اولین ان کی حمد کریں گے یعنی حضور ﷺ کی اور تمام آخرین حضور ﷺ کی  
 حمد کریں گے اور کتنے پیارے الفاظ ہیں آپ ذرا غور تو فرمائیں يَحْمِدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ تمام اہل جمع، جمع  
 کے معنی ہیں محشر، جمع کہتے ہیں محشر کو، تمام اہل محشر حضور ﷺ کی حمد کریں گے كُلُّهُمْ سب، تو  
 اول تو اہل کی اضافت جمع کی طرف یہ خود اضافت اضافتِ استغراقی ہے اور پھر كُلُّهُمْ اس کی تاکید، غور تو  
 فرمائیں یعنی میدانِ محشر کا کوئی فرد ایسا نہیں رہے گا جو حضور ﷺ کی حمد نہیں کرے گا اور آپ کو معلوم ہے میدانِ  
 محشر میں کون کون ہوں گے اولین سے آخرین تک کوئی بھی ایسا نہیں ہو گا جو میدانِ محشر میں نہیں ہو کیونکہ ہر ایک  
 نے وہاں جمع ہونا ہے اور ہر ایک کا حساب و کتاب اور ان تمام کا جزا و سزا کا موقع وہی ہو گا سب جمع ہوں گے اور سب میں  
 کون کون ہوں گے خدا کی قسم تمام انبیاء علیہم السلام ہوں گے رسلِ کرام ہوں گے صدیقین ہوں گے شہداء ہوں گے  
 صالحین ہوں گے صالحات ہوں گی مؤمنین ہوں گے مؤمنات ہوں گی طیبین ہوں گے طیبات ہوں گی تمام ہوں گے اور  
 سب کس حال میں ہوں گے يَحْمِدُهُ سب حضور ﷺ کی حمد کر رہے ہوں گے انبیاء بھی حضور ﷺ کی حمد کر رہے  
 ہوں گے۔

ارے ظالم! کیسے غضب کا مقام ہے میدانِ محشر میں انبیاء تو ان کی حمد کریں اور تو یہ لفظ بول رہا ہے تجھے  
 کچھ خدا کا خوف نہیں آتا انبیاء و رسل کرام حضور ﷺ کی حمد میں مشغول ہوں گے يَحْمِدُهُ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ  
 اولین و آخرین حمد کر رہے ہوں گے اور پھر سب حمدوں میں مصروف ہونگے يَحْمِدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ میں

تمام اہل محشر میں یہ سب حضرات ہوں گے۔ ہوں گے کہ نہیں ہوں گے؟ ان کے علاوہ جتنے کفار ہیں مشرکین ہیں منافقین ہیں فساق ہیں فجار ہیں ظالمین ہیں سب وہاں موجود ہوں گے۔ بھٹی تمام کافر ہوں گے یا نہیں ہوں گے؟ فرعون بھی ہوگا، ہامان بھی ہوگا، نمرود بھی ہوگا، قارون بھی ہوگا، ابو جہل بھی ہوگا، ابو لہب بھی ہوگا، عتبہ بھی ہوگا، شیبہ بھی ہوگا، کعب بن اشرف بھی ہوگا، عبد اللہ بن اُمی بن سلول رئیس المنافقین بھی ہوگا تمام دشمنان دین ہوں گے اور پھر کیا حال ہوگا؟ یَحْمِدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ ہر ایک کی زبان پر حضور ﷺ کی حمد جاری ہوگی ارے! ابو جہل بھی تو وہاں حضور ﷺ کی حمد کرے گا کیونکہ أَهْلُ الْجَمْعِ میں وہ ہے یا نہیں ہے؟ وہ بھی حضور ﷺ کی حمد کرے گا اور ابو لہب بھی حمد کرے گا عبد اللہ بن اُمی بن سلول بھی حضور ﷺ کی حمد کرے گا اور فرعون بھی حضور ﷺ کی حمد کرے گا ہامان، شداد اور نمرود سب کے سب حضور ﷺ کی حمد کریں گے اور جتنے کافر ہیں فساق ہیں مشرک ہیں منافق ہیں سب کو حضور ﷺ کی حمد کرنا ہوگی مگر بھٹی اُس وقت حمد کرنا بیکار ہوگا آج حمد کرو گے تو کار آمد ہوگی

۷۔ آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

قیامت میں تو ابو جہل بھی حمد کرے گا ابو لہب بھی حمد کرے گا۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ جہاں، جس میدانِ محشر میں جس قیامت کے دن حضور ﷺ کے ایسے دشمن بھی حضور ﷺ کی حمد کریں گے اب وہاں یہ کہنا اور یہ الفاظ کہہ کر دل کی بھڑاس نکالنا ایمان سے کہنا یہ کیا ہے؟ اب میں اس کو کن لفظوں سے تعبیر کروں مجھے الفاظ نہیں ملتے تو اس بخاری کی حدیث کو بھی نظر انداز کر دیا باقی حدیثوں کو بھی نظر انداز کر دیا یَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ اس کو بھی نظر انداز کر دیا قرآن و حدیث سب کو چھوڑ دیا ایک زیادت ابن ماجہ کی لے لی جس کا راوی بھی ثقہ نہیں ہے کتنا فسوس کا مقام ہے۔ بہر حال میں نے آپ کو یہ بتایا کہ اللہ رب العزت جل جلالہ و عما لوالہ اپنے محبوب تاجدارِ مدنی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا کیسا دفاع فرما رہا ہے۔ دیکھو! یہ (موردی) تو اب پیدا ہوا اس نے اب یہ کہا یا جس نے یہ زیادت روایت کی وہ غیر ثقہ راوی وہ اب پیدا ہوا اللہ کو معلوم تھا کہ ایسے لوگ ایسی بات کریں گے اللہ نے پہلے فرمادیا کہ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ اللہ نے فرمادیا یہ سب جھوٹ بولتے ہیں، سب جھوٹے ہیں، سب کذاب ہیں اللہ اپنے نبی کو ہر گز ہر گز رسوا نہیں کرے گا اور نبی تو نبی جو نبی کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں اللہ ان کو بھی رسوا نہیں فرمائے گا تو مسلمانو! کس قدر ہمارے ایمانوں کو تازگی نصیب ہوئی ہے، ہاں مگر ڈنگ مارنے والا تو بہر حال ڈنگ مارتا ہی ہے پھر وہ اپنے کام سے تو باز نہیں آتا۔ ایک بزرگ ایک منظر دیکھ رہے تھے کہ ایک نیک آدمی دریا کے کنارے بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ ایک بچھو دریا میں گر گیا اب وہ بچھو ڈوبتا تھا انھوں نے کیا کیا انھوں نے کہا کہ بچھو تو مر جائے گا اور تو کوئی چیز تھی نہیں ہاتھ پر اس کو نکالا جہاں ہاتھ پر نکالا اس نے فوراً اپنا ڈنگ مار دیا وہ ہاتھ ان کا لرزا وہ پھر پانی میں گر گیا انھوں نے کہا یہ تو مر جائے گا پھر انھوں نے اٹھالیا پھر اس نے ڈنگ مار دیا وہ جو اللہ کے نیک بندے پیچھے



کھڑے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ بڑا افسوس ہے آپ کو عقل ہی نہیں ہے وہ برابر ڈنک مار رہا ہے اور آپ اس کو پھر ہاتھ میں اٹھا لیتے ہیں وہ پھر ڈنک مار دیتا ہے آپ کو اٹھانے کی کیا ضرورت ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ اپنی برائی سے باز نہیں آتا میں بھلائی سے کیسے باز آ جاؤں وہ برائی نہیں چھوڑتا تو میں نیکی کیسے چھوڑ دوں۔ تو بات یہ ہے کہ وہ اپنی وہ آن نہیں چھوڑتے ہم اپنی شان کیسے چھوڑ دیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ ایمانوں کی ضمانت تو نبی کریم تاجدارِ مدنی ﷺ کی عظمت میں ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں الہی یہی عظمتیں لیکر ہم دنیا میں زندہ رہیں اور موت آئے تو انہی عظمتوں کو ہم لئے ہوئے ہوں اور ہم قبر میں جائیں تو ہم انہی عظمتوں کو ساتھ لیکر جائیں تاکہ ہماری قبریں جنت کا باغ بن جائیں اور قیامت کے دن حضور ﷺ کا دامن نصیب ہو جہاں نہ حضور ﷺ رسوا ہوں گے نہ حضور ﷺ کے دامن میں پناہ لینے والے رسوا ہوں گے سب کو پناہ ہوگی و آخر دعونا عن الحمد لله

(سوال کے جواب میں: جانور تو کیا، قیامت کے دن تو شیطان کو بھی حضور ﷺ کی حمد کرنا ہوگی)

## الدرس الثامن عشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ " عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝  
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ط وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ ( الفتح آیت ۲۸ )

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ۝

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي اِثْنَا عَشَرَ تَارِيخِ هِے اور جمعرات كادن هِے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ  
ثم اَلْحَمْدُ لِلَّهِ هم سب روزے سے هِے اے الله تعالى تونه اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کے صدقے میں اِثْنَا عَشَرَ  
روزے رکھوا دیئے باقی دو ایک روزے جو باقی هِے وہ بھی اپنی رحمت سے پورے کرادے اور جو معمولات باقی هِے اُن کو  
پایہ تکمیل تک پہنچادے اور شرف قبول بھی عطا فرمادے ہمارے جو بھائی اعتکاف بیٹھے هِے یا الله! اُن کے اعتکاف کو بھی  
تکمیل تک پہنچادے اور ان کو شرف قبول عطا فرمادے آمین ثم آمین

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَمَا وَهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (التحریم آیت ۹)  
الله تعالى نے ارشاد فرمایا اے نبی مکرم نور مجسم ﷺ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ آپ جہاد فرمائیں کافروں اور منافقوں  
سے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور اے محبوب ﷺ آپ طبعاً نہایت ہی نرم طبع هِے آپ ذرا اُن پر سختی فرمائیے کافروں اور  
منافقوں پر آپ ذرا سختی فرمائیے مَا وَهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اُن کا ٹھکانہ جہنم هِے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ هِے  
اس آیت کریمہ میں الله تعالى نے کافروں اور منافقوں سے جہاد کرنے کا حکم اپنے نبی کریم ﷺ کو دیا هِے۔

کافر اور منافق سے جہاد میں فرق: آپ کو معلوم هِے کہ کافروں اور منافقوں کے احکام الگ الگ هِے ساری عمر

کافر کافر ہی رہے گا اور اس پر کفر ہی کے احکام مرتب هوں گے جب تک کہ وہ کفر سے تائب ہو کر مسلمان نہیں ہو جائے  
اور اسی طرح منافق عمر بھر منافق ہی رہے گا اور اس پر نفاق ہی کے احکام مرتب هوں گے جب تک کہ وہ اپنے نفاق سے  
توبہ کر کے مؤمن مخلص نہیں بن جائے۔ آپ کو معلوم هِے کہ کفر ظاہری چیز هِے اور نفاق باطنی چیز هِے جن لوگوں  
نے ظاہر و باہر کفر کیا اُن پر کفار کا حکم لگا کہ وہ کافر هِے اُن کے ساتھ جہاد بالسيف کا حکم دیا گیا کہ تلوار سے اُن پر جہاد  
کیجئے چنانچہ غزوہ بدر میں کفار سے جہاد هوا غزوہ احد میں کفار سے جہاد هوا حالانکہ غزوہ احد میں منافقین بھی  
موجود تھے لیکن منافقوں کو قتل نہیں کیا گیا اور کفار کے ساتھ مقاتلہ هوا۔ کیوں؟ اس کی وجہ یہی هِے کہ کفار کے  
ساتھ جہاد بالسيف اور جہاد باللسان نیزوں، تلواروں، تیروں کے ساتھ جہاد هِے کافروں کے ساتھ سيف و  
لسان کا جہاد اور منافق کے ساتھ جہاد باللسان، لسان کا جہاد۔ جہاں تک ہو سکے زبانی وعظ و نصیحت اور زبانی تبلیغ

اور ترغیب اور ترہیب منافقوں کے ساتھ اختیار کی جائے۔

کافروں اور منافقوں کے جہاد میں تفریق کیسے ممکن ہے؟ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کافروں کے ساتھ تو تلوار سے جہاد ہو اور منافقوں کے ساتھ زبان سے جہاد ہو لیکن یہ تفریق کیسے ہوگی؟ اور قرآن کی اس آیت پر عمل کیسے ہوگا؟ اللہ کا حکم یہ ہے کہ محبوب! کافروں سے بھی آپ جہاد کریں، منافقوں سے بھی جہاد کریں کافروں کا جہاد اور ہے منافقوں کا جہاد اور ہے تو جب تک رسول اللہ ﷺ کو ایک ایک منافق کا علم نہیں ہو جائے کہ یہ منافق ہے کس طرح کافروں کے جہاد سے اس کو ممتاز فرمائیں گے۔ آپ غور فرمائیں کافروں کا حکم الگ ہے اور منافقوں کا الگ ہے تو دونوں کے اوپر الگ الگ احکام کا جاری کرنا اور حکم جہاد ہی کو لے لیجئے اسی حکم جہاد میں کافروں کو منافقوں سے جدا کرنا اور منافقوں کو کافروں سے جدا کرنا اور ان کے لئے حکم ہے اور ان کے لئے وہ جہاد کرنا جس کا ان کے لئے حکم ہے یہ کب ہوگا؟ یہ جب ہی ہوگا جب حضور ﷺ کافر کو بھی پہچانیں اور منافق کو بھی پہچانیں اور اگر حضور ﷺ کو پتہ ہی نہیں ہو کہ منافق کون ہے اور کافر کون ہے اور مؤمن کون ہے تو آپ بتائیں کہ اللہ کے اس حکم پر حضور ﷺ عمل کر سکتے ہیں؟ پھر یہی نہیں بلکہ قرآن کی ایک اور آیت پڑھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَّ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ (بارہ ۱۰۰، التوبہ آیت ۸۴) محبوب آپ کسی منافق کے جنازے کی نماز نہیں پڑھیں۔ تو جب تک حضور ﷺ کو علم نہیں ہو کہ یہ منافق ہے تو کس طرح حضور ﷺ اس پر عمل فرمائیں گے تو یہ عمل جبھی ممکن ہے جب حضور ﷺ کو علم ہو کہ یہ منافق ہے اس علم کے مطابق حضور ﷺ عمل فرمائیں گے اب اگر منافقوں کے متعلق علم حضور ﷺ کے لئے تسلیم نہیں کیا جائے تو قرآن کی یہ آیات حضور ﷺ کے لئے قابل عمل نہیں ہو سکتیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن کی آیتیں حضور ﷺ کے لئے قابل عمل نہیں ہوں ہمارے لئے تو ممکن ہے کہ جب تک کسی آیت کا مفہوم ہمارے لئے متعین نہیں ہو جائے اس وقت تک ہم مجبور ہیں اور جب تک اس کا مفہوم متعین ہو ہم انتظار کریں اور جب حضور ﷺ پر اللہ کے احکام نازل ہوں تو کیسے ممکن ہے کہ حضور سید عالم ﷺ پر قرآن نازل ہو اور پھر ایسا قرآن نازل ہو کہ حضور ﷺ اس کا مفہوم بھی نہیں سمجھیں اس کے معنی بھی حضور ﷺ نہیں سمجھیں حضور ﷺ کو پتہ نہیں چلے کہ اللہ منافقین کا لفظ فرما رہا ہے اب مجھے (حضور ﷺ کو) کیا پتہ کہ منافق کون ہے کون نہیں ہے۔ تو پھر یہ کیا ہوا۔ تو یہ لوگوں نے دین کا مذاق بنا لیا اور یہ کہہ دیا کہ حضور ﷺ کو منافقوں کا پتہ نہیں تھا۔ یہ غلط ہے اور یہ جھوٹ ہے۔ قرآن نے تو یہاں تک کہہ دیا فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَتِهِمْ طَوْلَعَرَفْتَهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ط (بارہ ۲۶، محمد آیت ۳۰) میرے محبوب آپ نے تو ان کی پیشانیوں سے ان کو پہچان لیا اور رہی سہی بات ان کے لب و لہجہ سے ظاہر ہو جائے گی کیونکہ مؤمن کا لب و لہجہ منافق کے لب و لہجہ سے کبھی مل نہیں سکتا اور منافق کا لب و لہجہ مؤمن کے لب و لہجہ سے کبھی معاشرت نہیں کر سکتا تو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا کہ محبوب آپ نے ان کو پہچان لیا۔ اب آپ کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ اگر یہی بات

تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیسے فرمایا و مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَأَتَعْلَمُهُمْ ط نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ط (بارہ ۱۱  
 العوبة ۱۰۱) مدینہ میں جو منافقین ایسے ہیں کہ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ جنہوں نے نفاق پر تہمت اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 لَأَتَعْلَمُهُمْ ج نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ آپ ان کو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں تو اس آیت کا مطلب لوگوں نے صحیح نہیں سمجھا  
 جبکہ اللہ نے یہ بتا دیا کہ آپ تو ان کی پیشانی سے ان کو پہچان لیتے ہیں کہ یہ منافق ہیں اور پیشانی سے آپ ان کو جان لیتے  
 ہیں کہ یہ منافق ہیں اب یہ بات کہ لَأَتَعْلَمُهُمْ ط نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ط اس کا کیا مفہوم ہو گا اس کا مفہوم آگے اللہ تعالیٰ فرماتا  
 ہے سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ اللہ فرماتا ہے ان منافقوں کو آپ نہیں جانتے ہم جانتے ہیں ہم دو دفعہ انہیں عذاب دیں گے۔  
 اگر آپ غور فرمائیں تو اس کا مفہوم صاف اور واضح یہ ہے کہ یہاں جاننے سے لَأَتَعْلَمُهُمْ ط سے حضور ﷺ کے علم کی نفی  
 مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ میرے محبوب یہ آپ کے جو دشمن ہیں آپ ان کو نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں یہ  
 اس بات کے لئے ہے کہ حضور ﷺ تو رؤف و رحیم ہیں حضور ﷺ تو منافقین کا عذاب بھی نہیں چاہتے تو اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا پیارے محبوب ہم ان کو ایک نہیں دو مرتبہ عذاب دیں گے اور آپ انہیں نہیں پہچانتے آپ انہیں نہیں  
 جانتے ہم جانتے ہیں یہ کس لئے فرمایا؟ یہ اس لئے فرمایا کہ حضور سرور عالم ﷺ کو یہ فرمانا مقصود ہے کہ پیارے محبوب  
 ان کا معاملہ اب آپ ہم پر چھوڑ دیجئے آپ ان کو نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں، آپ ان کو نہیں جانتے کا کیا مطلب؟  
 آپ تو ان کے عذاب کو بھی گوارا نہیں فرما رہے کیونکہ آپ تو رحمة اللعالمین ہیں اور ہم تو ان کو ایک دفعہ نہیں دو  
 دفعہ عذاب دیں گے لہذا آپ انہیں ہم پر چھوڑ دیں۔ آپ کو معلوم ہے ایک محبوب کا دشمن جو کھلم کھلا محبوب کے ساتھ  
 دشمنی کرتا ہے اور جب محبت کو پتہ لگے کہ یہ میرے محبوب کا دشمن ہے اور محبوب بھی جانتا ہے کہ یہ میرا دشمن ہے  
 لیکن محبوب کچھ کہتا نہیں اور محبت نے کیا کیا، محبت نے اس کو سزا دینے کی تیاری کی تو محبوب نے کہا کہ آپ سزا نہیں  
 دیں تو محبت کہے گا تو نہیں جانتا اس کو میں جانتا ہوں یہ کیسا ظالم ہے۔ اس نہ جاننے کا مطلب علم کی نفی نہیں ہے اس  
 نہیں جاننے کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب آپ ان کے کفر و نفاق اور ان کے تہمت کو کوئی ایسی نوعیت نہیں دے رہے  
 کہ جس نوعیت کی بناء پر آپ ان کے عذاب کو دیکھیں اور دیکھیں کہ یہ معذب ہو رہے ہیں یہ آپ کا حسن خلق ہے آپ  
 کی کمالِ رافت ہے اور آپ کی کمالِ رحمت ہے پھر اس کے علاوہ یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر لَأَتَعْلَمُهُمْ سے یہی مراد  
 لیا جائے کہ حضور ﷺ ان کو نہیں جانتے تو پھر آپ ہی مجھے بتائیں کہ جب حضور ﷺ انہیں جانتے ہی نہیں تو وَا  
 نُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ کے کیا معنی ہونگے حضور ﷺ انہیں جانتے ہی نہیں تو کس طرح اس آیت پر عمل کریں گے  
 اور حضور ﷺ ان کو جانتے ہی نہیں تو جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ پر عمل کیوں کر ہو گا تو عمل تو جہی ہو سکتا ہے کہ جب  
 حضور ﷺ ان کو جانتے ہوں اور قرآن نے خود بھی کہہ دیا کہ میرے محبوب آپ تو ان کو ان کی پیشانی سے پہچان لیتے ہیں  
 اور ان کے لب و لہجہ سے آپ ان کو پہچان لیتے ہیں مجھے ایک واقعہ یاد آیا غالباً تفسیر بحر مواج میں ہے یا کہاں ہے کہ

سرکارِ دو عالم ﷺ کا حمار مبارک جو نہی کسی منافق کو دیکھتا تو اس کو دیکھ کر فوراً پیشاب کر دیتا اور لوگ پہچان لیتے کہ یہ منافق ہے اور منافق کی نشانی یہ مقرر ہو گئی کہ وہاں لے چلو دیکھو اس کو دیکھ کر وہ حمار شریف پیشاب کرتا ہے یا نہیں کرتا اگر پیشاب پھر گیا تو سمجھو پکا منافق ہے۔ آقائے نامدار کی عظمتوں کا کیا کہنا بھئی! حضور ﷺ کا وہ حمار شریف جس پر حضور ﷺ نے سواری فرمائی اُس تک کو اللہ تعالیٰ نے یہ امتیاز عطا فرمادیا اور یہ کہتے ہیں کہ رسول کو پتہ نہیں۔ بہر نوع میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ جن مجھ سے فرمایا یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَانَ وَالْمُنَافِقِينَ اے پیارے نبی محترم! آپ کافروں اور منافقوں سے جہاد کریں اور ہر ایک کا جہاد چونکہ الگ الگ ہے اور یہ جہمی ہو سکتا ہے جب حضور ﷺ کو کافروں کے ساتھ ساتھ منافقوں کا بھی علم ہو۔ چونکہ اللہ کا حکم یہ تھا کہ ان پر کفر کے احکام نافذ نہیں کئے جائیں اور ان کو رہنے دیا جائے ان کے نفاق کا پردہ ان پر پڑا ہے جب تک اللہ چاہے۔ تو مؤمنوں کو اس بات کی بڑی تکلیف تھی کہ یہ ہم میں رلے ملے رہتے ہیں لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ یہ مؤمن ہیں یا منافق ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ یہ خبیث پکے منافق ہیں تو ان ایمان والوں کو یہ بات ناگوار تھی کہ منافق کیوں ہم میں رلے ملے رہتے ہیں وہ چاہتے تھے کہ مؤمن الگ ہو جائیں اور منافق الگ ہو جائیں ہر مؤمن کی طبیعت کا یہ تقاضہ ہے تو مسلمان اس بات کے لئے بڑے بے چین تھے اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (بارہ: ۴۰، عمران: ۱۷۹) ایمان والو! گھبراؤ مت یہ جو تمہارے ساتھ منافق رلے ملے ہیں اور پتہ نہیں چلتا کہ منافق کون ہے اور مؤمن کون ہے یہ حال زیادہ دیر تک نہیں رہے گا اللہ ایمان والوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا کہ منافق، مؤمن کا پتہ نہیں چلے ایسا نہیں ہو گا اللہ کی حکمت ہے اُسے پورا ہو جانے دو کچھ دیر یہ مؤمنوں میں رلے ملے رہیں اس کو تم برداشت کر جاؤ لیکن یہ حال زیادہ دیر تک نہیں رہے گا آخر نتیجہ کیا ہو گا حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (ال عمران: ۱۷۹) اللہ منافقوں اور مؤمنوں کو رلا ملا نہیں رکھے گا یہاں تک کہ اللہ جدا کر دے گا خبیث کو طیب سے۔ خبیث منافق ہیں اور طیب مؤمن ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو خبیث کو طیب سے جدا کر دے گا اور تمہیں پتہ چل جائے گا کہ یہ خبیث ہیں اور تم طیب ہو۔ اب یہ بات ایسی تو تھی نہیں کہ یونہی لوگوں کو پتہ چل جائے یہ تو اللہ تعالیٰ کی ایک حکمت کے مطابق وہ تقاضہ پورا ہو تو یہ بات سامنے آئے چنانچہ اس حکمت کی تکمیل کے لئے یہ ہوا کہ جمعہ کے دن حضور تاجدار مدنی ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے حضور ﷺ کی مسجد منافقوں اور مؤمنوں سے بھری ہوئی تھی منافق اور مؤمن سب رلے ملے بیٹھے تھے دیکھنے والوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ منافق کون ہے اور مؤمن کون ہے۔ اللہ کا وعدہ تھا حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ یہاں تک کہ خبیث کو طیب سے جدا کر دیں۔ حضور ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ اے فلاں تو نکل جاؤ منافق ہے فَمَنْ يَا فُلَانُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ اے فلاں تو کھڑا ہو جاؤ منافق ہے اِذْهَبْ يَا فُلَانُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ اے فلاں تو چلا جاؤ منافق ہے ایک ایک منافق کا نام لے لے کر حضور ﷺ نے کھڑا کیا اور مسجد نبوی

میں اللہ کے حکم سے اللہ کے وعدے کو پورا کرنے کے لئے۔ اِنْفَاتًا لِبِوَعْدِ اللّٰهِ۔ اللہ کا وعدہ تھا حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ اللہ کے وعدے کو پورا کرنے کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایک منافق کو جدا جدا حکم دیا تو کھڑا ہو جا، تو بھاگ جا، تو نکل جا، تو منافق ہے تین سو سے زائد منافق مسجد سے حضور ﷺ نے باہر نکالے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اُس دن مجھے مسجد میں آنے میں کچھ تاخیر ہو گئی تو میں جب آیا تو اتنا نبوہ کثیر تھا (تین سو آدمی جب مسجد سے نکل کر باہر آئیں گے) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے گھبرائے انھوں نے سمجھا کہ جمعہ تو ہو چکا اور نمازی واپس جا رہے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے اندر آئے حضور ﷺ کو دیکھا حضور ﷺ تو ابھی خطبہ دے رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھا وہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ اب ایک بات آپ سے پوچھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کو ایک ایک منافق کا علم تھا یا نہیں تھا؟ حضور ﷺ نے نام لے لے کر سب منافقوں کو نکالا یا نہیں نکالا؟ سرکار نے صاف صاف فرمایا اُخْرَجَ يَافُلَانِ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے فَمَ يَا فُلَانِ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ اے فلاں تو کھڑا ہو جا تو منافق ہے اِذْهَبْ يَا فُلَانِ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ اے فلاں تو چلا جا تو منافق ہے تین سو سے زائد منافقوں کو حضور ﷺ نے نکالا۔

یہاں ایک بات تو یہ ہو گئی کہ حضور تاجدارِ مدنی ﷺ کو منافقین کا علم ہے اور اگر نہیں ہو تو ظاہر ہے کہ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ پر بھی عمل نہیں ہو سکتا اگر منافقین کا علم نہیں ہو تو وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا اس پر بھی عمل نہیں ہو سکتا اور وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِہ (بارہ ۱۰۰، التوبہ آیت ۸۴) ان تمام آیات پر عمل ضروری ہے اور یہ عمل بغیر علم کے ہو نہیں سکتا معلوم ہوا کہ علم ہے تبھی تو حضور ﷺ کو ان احکام کا مکلف فرمایا۔

دوسری بات یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں جو بدگمان ہیں ان کو سوچنا چاہیے کہ جو منافق تھے ان کو تو نکال دیا اور جو مؤمن تھے ان کو حضور ﷺ نے رکھ لیا تو اگر معاذ اللہ ان میں بھی کوئی ایسی بات ہوتی تو جس آقائے نامدار ﷺ نے جس ذاتِ مقدسہ نے (ان کی زبانِ مقدسہ پر کروڑوں درود ہوں) نام لے لے کر جب ایک ایک کو نکالا تو حضور ﷺ ان کو کیسے رکھ لیتے۔ معلوم ہوا کہ وہ جو نکل گئے وہ منافق تھے اور یہ جو رہ گئے یہ مسلمان تھے اور پھر ایسے مؤمن ایسے مؤمن کہ آج تک حضور ﷺ کے ساتھ ہی ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ ہیں یا نہیں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ ہیں یا نہیں؟ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت البقیع میں ہیں یا نہیں؟ حضور تاجدارِ مدنی ﷺ اہلِ بقیعہ کے لئے کتنے اچھے اچھے کلمات فرمایا کرتے تھے سبحان اللہ سبحان اللہ! بہر نوع میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے فرمایا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ

وَالْمُنْفِقِينَ اے نبی محترم ! کافروں کے ساتھ وہ جہاد فرمائیں کہ جو کافروں کے حال کے مناسب ہو اور منافقوں سے وہ جہاد فرمائیں جو منافقوں کے حال کے لائق ہو چنانچہ حضور ﷺ نے اللہ کے حکم کی تعمیل فرمائی منافقوں سے بھی جہاد فرمایا اور مؤمنوں کی معیت میں کافروں سے بھی جہاد فرمایا اور یہ عمل علم کے بغیر ممکن نہیں لہذا حضور ﷺ کا علم بھی کامل اور عمل بھی کامل ہے۔

ایمان شرط اول : ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اٰمْرٰتِ نُوْحٍ وَّ اٰمْرٰتِ لُوْطٍ ط كَاٰنَتَا تَحْتَ

عَبْدِيْنَ مِّنْ عِبَادِنَا صٰلِحِيْنَ فَخَاٰنَتَهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَقِيْلَ اَدْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ (التحریم ۱۰)

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کی مثال بیان فرمائی۔ مثل مثل مثال ایک ہی معنی میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اٰمْرٰتِ نُوْحٍ وَّ اٰمْرٰتِ لُوْطٍ اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی، دونوں کی بیویوں کی مثالیں کافروں کے لئے بیان فرمائیں كَاٰنَتَا تَحْتَ عَبْدِيْنَ مِّنْ عِبَادِنَا صٰلِحِيْنَ یہ دونوں عورتیں ہمارے دو مقدس بندوں کے نکاح میں تھیں (حضرت نوح علیہ السلام کے نکاح میں ان کی بیوی تھیں، حضرت لوط علیہ السلام کے نکاح میں ان کی بیوی تھیں) فَخَاٰنَتَهُمَا پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی نے ان سے خیانت کی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے ان سے خیانت کی۔ اگرچہ یہ نبیوں کے نکاح میں تھیں نوح علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے پہلے رسول ہیں اگرچہ وہ ان کی بیوی ان کے نکاح میں تھی لیکن کیا ہوا؟ اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی لوط علیہ السلام ان کے نکاح میں تھی لیکن کیا ہوا؟ فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا نہ حضرت نوح علیہ السلام کا رشتہ ان کی بیوی کے کام آیا نہ حضرت لوط علیہ السلام کا رشتہ ان کی بیوی کے کام آیا۔ تو پتہ چلا کہ اے کافرو! اے مشرکوں! اگر تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل ہونے پر بڑے شاداں و فرحاں ہو کہ ہم تو ابراہیم علیہ السلام کی نسل ہیں ہماری تو بڑی شان ہے کیونکہ جتنے کفار مکہ تھے یہ تو قریش تھے اور قریش ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے تو یہ نسل ابراہیمی ہونے کی وجہ سے بڑے مغرور ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے کافرو! اے مشرکوں! حضرت نوح علیہ السلام کا خاوند ہونا ان کی بیوی کے کچھ کام نہیں آیا اور حضرت لوط علیہ السلام کا خاوند ہونا ان کی بیوی کے کام نہیں آیا، کیوں؟ اس لئے کہ دونوں نے خیانت کی تھی اور تم نے تو بہت بڑی خیانت کی ہے کیونکہ تم نے تو ملت ابراہیمی کو بالکل بدل ڈالا، کہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور کہاں تمہاری یہ جاہلیت اور بت پرستی اور یہ تمہارے تمام کفر و شرک کے اطوار، تو جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ملت کو تم نے بدل دیا اور ان سے تم بالکل الگ تھلگ ہو گئے تو اب ان کی نسبت تمہارے اسی طرح کام نہیں آئے گی جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کے کام حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت نہیں آئی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کے لوط علیہ السلام کی

نسبت کام نہیں آئی تو تمہارے بھی ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی نسبت کام نہیں آئے گی کیونکہ تم نے بہت بڑی خیانت کی ہے انہوں نے بھی بہت بڑی خیانت کی تھی۔

ازواج انبیاء جنسی خیانت سے پاک ہیں : ان کی خیانت کے متعلق یہ کبھی خیال نہیں کرنا کہ انہوں نے

جنسی خیانت کی تھی کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بیویاں اگرچہ کافرہ ہوں لیکن پھر بھی جنسی خیانت نہیں کر سکتیں اس لئے کہ یہ ایک عار ہے یہ ایک ننگ ہے اللہ تعالیٰ اس عار سے اپنے نبیوں کو محفوظ فرماتا ہے لہذا انہوں نے وہی خیانت کی جیسے گھر میں عورتیں اپنے خاوندوں کے اسرار یا ان کا بھید یا ان کا راز کھول دیا۔ راز بھی ایک امانت ہے۔ کوئی بھید کی بات آپ کریں وہ ایک امانت ہے تو اگر آپ اس امانت کو ضائع کریں گے تو ضرور خیانت ہوگی یا کوئی بیوی اپنے خاوند کے مال میں خیانت کرے وہ بھی خیانت ہوگی اگر کوئی بیوی اپنے خاوند کے نظم و نسق میں اس کے خلاف کوئی تصرف کرے یہ بھی خیانت ہوگی اگر کوئی بات بیوی کو کہے یا وہ اس کا چھپا ہوا راز ہو اس نے بیوی کو نہیں کہا، چھپا ہوا راز ہے اور اس (بیوی) نے لوگوں کو بتا دیا یہ بھی خیانت ہے تو یہ اس قسم کی خیانت تھی یہ نہیں کہ ان کی بیویوں کا خدا نخواستہ کسی دوسرے مرد سے کوئی اس قسم کا رابطہ ہو سکتا ہے جس کو جنسی خیانت کہا جائے انبیاء علیہم السلام اس سے پاک ہیں کہ ان کی بیویاں جنسی خیانت کریں انبیاء اس سے پاک ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ کفر بہت بڑا گناہ ہے لیکن اس کے باوجود میں آپ سے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ ہر شہر میں بدکار لوگوں کے اڈے ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو ہی مسلمان کہتے ہیں وہ مرد بھی اور عورتیں بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں اب یہ سمجھنے کی اور غور کرنے کی بات ہے۔ دیکھئے وہ کہتے تو ہیں مسلمان اور مسلمان ہی ہیں لیکن آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں ایک بدکار مرد جو اپنی لڑکیوں کو بھی بدکاری پر مجبور کئے ہوئے ہے اور اپنے سارے خاندان کو اس نے بدکاری کی بھینٹ چڑھایا ہوا ہے اور خود بھی بدکاری میں مبتلا ہے اور سب دنیا جانتی ہے کہ اس کا پیشہ کیا ہے اور اس کے گھر والوں کا پیشہ کیا ہے تو اب وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ ہاں یہ مسلمان ہے اور اب ہم سے بھی کوئی یہ مسئلہ پوچھے تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ اگر مر جائے تو جنازے کی نماز کوئی ایسا آدمی پڑھادے کہ جو عام مسلمان ہو کوئی ایسا شخص نہیں پڑھائے کہ جو دین میں بڑی وقعت والا ہو، ہم بھی اس کے بارے میں یہی کہیں گے یہی فتویٰ دیں گے۔ لیکن آپ سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی کافر جو بالکل کھلم کھلا کافر ہو۔ اب مثال میں نہیں دیتا فرض کیجئے گاندھی یا نہرو یہ دونوں مشرک تھے یا نہیں تھے؟ ایک طرف کنجر ہو اور ایک طرف نہرو ہو لوگوں کی نگاہوں میں دونوں میں کس کی عزت ہوگی حالانکہ وہ کافر ہے بھئی ایک طرف گاندھی ہو اور ایک طرف بدکاری کا اڈہ چلانے والا کنجر ہو تو پوچھتا ہوں کہ لوگوں کی نگاہوں میں کون معزز ہوگا اگرچہ وہ کافر ہے لیکن لوگوں کی نگاہوں میں وہ معزز ہوگا اور اس (کنجر) کو نہایت ہی حقارت اور نفرت کی نگاہوں سے دیکھیں گے تو پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ کیونکہ یہ کام اور یہ بے حیائی یہ ایسی بری چیز ہے کہ اسلام کا نام لینے کے باوجود بھی



اس کی کراہت ذائل نہیں ہوتی بلکہ کوئی اس کو برداشت نہیں کرتا۔ شریف انسان اس کے تصور کو برداشت نہیں کرتا تو اس لئے کفر بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کے باوجود ایک طرف بے حیائی اور ایک طرف کفر جب دونوں کا تقابل کرو تو بے حیائی جو ہے وہ انتہائی مکروہ ہے اور کفر بہت بڑا گناہ ہونے کے باوجود اتنا مکروہ نہیں ہے اتنا ناپسند نہیں ہے۔ آخرت میں جا کر جو کچھ بھی ہو وہ تو الگ چیز ہے لیکن میں دنیا کی بات کر رہا ہوں کہ لوگوں کی نگاہوں میں وہ ایسا نہیں جیسا کہ ایک بے حیائی والا معاملہ ہے تو بے حیائی والا معاملہ جو ہے وہ تو بہت برا ہوتا ہے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کی بیویوں سے کفر ہو سکتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام کی بیویوں سے بے حیائی کا کام نہیں ہو سکتا تو اس لئے فَخَانَتْهُمَا کے معنی کوئی یہ نہیں سمجھے کہ انہوں نے کوئی جنسی قسم کی خیانت کی، انبیاء علیہم السلام اس سے پاک ہیں کہ ان کی بیویاں جنسی خیانت میں ملوث ہوں، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے کوئی پوشیدہ راز کھول دیں یا ان کی امانتوں میں، ان کے دنیوی مال وغیرہ میں غلط تصرف کریں مگر یہ بے حیائی نہیں ہے یہ بدکاری نہیں ہے۔ بدکاری اور بے حیائی کا کام نبی کی بیوی سے نہیں ہو سکتا خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مَا زَنَتْ اِمْرَاَةٌ نَبِيٍّ قَطُّ نَبِيٌّ كِي سِي بِيُوِي نِي كِبْهِي زَنَا نِهِي كِيَا اُوْر اِيَك اُوْر حَدِيْث شَرِيْف مِيں اَتَا هِي كِه مَا بَعَتْ اِمْرَاَةٌ نَبِيٍّ قَطُّ كِي سِي نَبِيٌّ كِي بِيُوِي نِي كِبْهِي بَغِي كَا كَام نِهِي كِيَا يِه بْهِي زَنَا كُو كِتِي هِيں اُوْر اِيَك اُوْر حَدِيْث مِيں اَتَا هِي اِس كَا مَفْهُوم كِچْه اِيَا هِي كِه نَبِيٌّ كِي بِيُوِي نِي سِي كَفْر هُو تُو هُو مَگر نَبِيٌّ كِي بِيُوِي نِي سِي بے حِيَايِي كَا كَام نِهِي هُو سَكْتَا۔ تُو اِس لِيْنُو ح عَلِيْه السَّلَام كِي بِيُوِي كَا فَرِه تْهِي مَگر بَد كَار نِهِي تْهِي لُو ط عَلِيْه السَّلَام كِي بِيُوِي كَا فَرِه تْهِي مَگر بے حِيَا نِهِي تْهِي۔ اُپ سَجْه۔ اَللّٰهُ نِي فَرَمَا يَا كِه هُم نِي كَا فَرُوں كِي لِيْنُو ح عَلِيْه السَّلَام كِي بِيُوِي اُوْر لُو ط عَلِيْه السَّلَام كِي بِيُوِي كِي مِثْل بِيَان كِي اُوْر مِثْل بِيَان كَرْنِي كَا مَطْلَب يِه هِي كِه اِي كَا فَرُو! تَم اَگر اِبْرَاهِيْم عَلِيْه السَّلَام كِي نَسْبَت لِي كَر آئِي هُوئِي هُو تُو اِن كُو بْهِي تُو نُو ح عَلِيْه السَّلَام كِي اُوْر لُو ط عَلِيْه السَّلَام كِي كُوِي نَسْبَت تْهِي وَه نَسْبَت اِن كِي كَام نِهِي آئِي تْهَارِي كَام اِبْرَاهِيْم عَلِيْه السَّلَام كِي نَسْبَت كِيْسِي آئِي كِي۔ اِب اِس كِي بَعْد وَقِيْل اِذْخُلَا اِلْاْرْمَعِ الدَّخِيْلِيْنَ اِن سِي كِه دِيَا كِيَا كِه جَنَم مِيں دَاخِل هُو جَاؤْ جَنَم مِيں دَاخِل هُونِي وَالُوں كِي سَا تْه۔ كَس سِي كَمَا كِيَا؟ نُو ح عَلِيْه السَّلَام كِي بِيُوِي جُو كَا فَرِه تْهِي اُوْر لُو ط عَلِيْه السَّلَام كِي بِيُوِي جُو كَا فَرِه تْهِي اِن سِي كِه دِيَا كِيَا كِه تَم جَنَم مِيں دَاخِل هُونِي وَالُوں كِي سَا تْه دَاخِل هُو جَاؤْ يِعْنِي نُو ح عَلِيْه السَّلَام كَارِشْتِي نُو ح عَلِيْه السَّلَام كِي بِيُوِي كِي كَام نِهِي آيَا، لُو ط عَلِيْه السَّلَام كَارِشْتِي لُو ط عَلِيْه السَّلَام كِي بِيُوِي كِي كَام نِهِي آيَا تُو جَب يِه دُونُوں رِشْتِي اِن كِي كَام نِهِي آئِي تُو تْهَارَا يِه رِشْتِي كِيْسِي كَام آئِي كَا جَب كِه تَم نِي مِلْت اِبْرَاهِيْمِي كُو بِالْكَل مَسْح كَر كِي رَكْه دِيَا تُو تَم كَس طَرَح اِبْرَاهِيْم عَلِيْه السَّلَام كَا نَام لِيْتِي هُو اُوْر كِيُوں كِتِي هُو كِه اُن كِي نَسْبَت هَمَارِي كَام آجَائِي كِي تُو اَللّٰهُ تَعَالٰي نِي كَا فَرُوں كِي لِيْنُو ح عَلِيْه السَّلَام اُوْر لُو ط عَلِيْه السَّلَام كِي بِيُوِي كِي مِثْل بِيَان فَرَمَائِيں اُوْر مِثْل بِيَان فَرَمَانِي كَا يِهِي مَفْهُوم هِي كِه اِن كِي خَاوندُوں كَارِشْتِي اِن كِي كَام نِهِي آيَا تُو اِبْرَاهِيْم عَلِيْه السَّلَام كَارِشْتِي تْهَارِي كَام نِهِي آئِي كَا كَفْر اِيْسِي چِيْز هِي كِه يِه تَمَام چِيْزِيں وَهَال كَام نِهِي دِيْتِيں كَفْر اِيْسِي چِيْز هِي كِه يِه نَسْبَت وَهَال كَام نِهِي دِي كِي۔

اب آدم علیہ السلام کی اولاد سارے ہیں یا نہیں ہیں؟ تو کافر آکر کہنے لگیں اور ناچنے لگیں کہ بھئی ہم تو خلیفۃ اللہ کی اولاد ہیں ہم کیسے دوزخ میں جائیں گے، ارے ظالمو! جب تم کفر کرو گے تو جاؤ گے نہیں دوزخ میں تو کہاں جاؤ گے۔ اگر کفار، مشرکین، منافقین آکر ناچنے لگیں شور مچانے لگیں کہ ہم تو خلیفۃ اللہ کی اولاد ہیں ہم چاہے کفر کریں کچھ کریں بتوں کو پوجیں جو مرضی کریں شراب پیئیں، خنزیر کھائیں جو مرضی کریں ہمیں کون دوزخ میں ڈالنے والا ہے ہم تو خلیفۃ اللہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، ارے آدم علیہ السلام کی اولاد تو تم ہو مگر یہ اولاد ہونا کام نہیں آئے گا جو جو تمہارے عقائد اور تمہارے اعمال ہیں جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا اور حضرت لوط علیہ السلام کا رشتہ ان کی بیویوں کے کام نہیں آیا خلیفۃ اللہ کی نسبت تمہارے کام نہیں آئے گی اور کافروں کے کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت نہیں آئے گی تو یہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے مثالیں بیان فرمائیں وہ مثل تو کافروں کے لئے تھی نوح علیہ السلام کی بیوی کی مثل اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی مثل تو کافروں کے لئے تھی کہ اے کافرو! تم دنیا میں کہتے پھرو کہ ہم خلیفۃ اللہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ہم ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ہم اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی اولاد ہیں ہمارا کوئی کیا بگاڑے گا، ارے بے وقوفو! جب تم نے اپنا کچھ چھوڑا ہی نہیں ہے، کفر کیا، شرک کیا، بت پرستی کی تو اب کس طرح یہ نسبتیں تمہارے کام آئیں گی، نہیں آئیں گی دیکھ لو نوح علیہ السلام کی بیوی کو کوئی بھی ان کا رشتہ ان کے کام نہیں آیا دیکھو لوط علیہ السلام کی بیوی کو کوئی بھی ان کا رشتہ ان کے کام نہیں آئے گا لہذا اپنے حال کو ٹھیک کرو، عقائد کو بناؤ درست کرو، توحید کو اختیار کرو نیکی اور پارسائی کو اپناؤ تب تو تمہارا کام بنتا ہے ورنہ نہیں اور اس کے بعد ایمان والوں کے لئے بھی اللہ نے ایک مثال بیان فرمائی وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (النحریم ۱۱) ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں اللہ نے ایمان والوں کے لئے ان کی مثال بیان فرمائی اور فرمایا إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ياد کرو جب فرعون کی بیوی نے اپنے رب کی بارگاہ میں یہ التجا کی اور دعا کی کہ اے میرے رب اپنے قرب میں میرے لئے جنت کے اندر ایک گھر بنا دے اور اُس گھر کو تیرا قرب حاصل ہو، مجھے تیرا دیدار اُس گھر میں بار بار ہوتا رہے اب یہ کتنی پاک اور کتنی طیبہ طاہرہ عورت تھیں کہ جس نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی اے میرے رب جنت میں اپنے نزدیک یعنی اپنے قرب میں، اپنے جوار میں میرے لئے گھر بنا دے وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ اور اے اللہ مجھے جنت میں ایک گھر بنا کر وہاں بلا لے اور فرعون سے مجھے نجات دلا دے اور اس کے عمل سے بھی مجھے نجات دلا دے۔ فرعون کا عمل کیا تھا؟ اس پاک دامنہ بیوی کے پاؤں اور ہاتھوں میں وہ میخیں ٹھونک دیا کرتا تھا اس قدر تکلیفیں پہنچاتا تھا بہت ظالم تھا تو اللہ کی بارگاہ میں حضرت آسیہ نے دعا کی یا اللہ! یہ فرعون کہ میں جس کے نکاح میں ہوں تو

الہ العالمین! تو اس سے مجھے نجات دلا دے اور اس کے عمل سے بھی مجھے نجات دلا دے اور اپنے قرب خاص میں مجھے ایک گھر بنا کر دے دے یہ حضرت آسیہ نے اللہ سے دعا کی۔ اس سے آگے ہے و مَرِيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (التحریم آیت ۱۲) اب یہ دو عورتوں کی بات آئی ایک تو حضرت آسیہ کی جو فرعون کی بیوی تھیں اور ایک حضرت مریم علیہا السلام کی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں پہلے ان کی بات پوری کر دوں حضرت آسیہ کی مثال بیان فرمانے کا مقصد کیا ہے؟ وہ جو اللہ نے ایمان والوں کے لئے بیان فرمائی ہے، تو جیسے کافروں کے لئے جو مثال بیان فرمائی تھی اس کا مقصد آپ کے سامنے آگیا تو ایمان والوں کے لئے ایک مثال تو یہ بیان کی ادھر کافروں کے لئے بھی دو مثالیں تھیں ایک نوح علیہ السلام کی بیوی کی، ایک لوط علیہ السلام کی بیوی کی اور ادھر بھی دو مثالیں ہو گئیں ایک حضرت آسیہ کی اور ایک حضرت مریم کی۔ حضرت آسیہ کی مثال میں ایمان والوں کے لئے کیا سبق ہے؟ اور کافروں پر کون سا رد ہے؟ یہ بات سمجھنے کے قابل ہے اصل بات یہ ہے کہ بے شک فرعون فرعون تھا فرعونیت تو بڑی عجیب چیز ہے فرعونیت کا تصور بھی انسان کو گھبرا دیتا ہے اگرچہ وہ فرعون تھا اور وہ (حضرت آسیہ) اس کی منکوحہ تھیں اور ظاہر ہے کہ عورتیں تو ویسے ہی کمزور ہوتی ہیں اور پھر مردوں کے قبضے میں ہوتی ہیں اور فرعون جیسا ظالم مرد، تو بہر حال اُس کے قبضے میں تھیں لیکن باوجود اس کے کہ فرعون اُن کا خاوند تھا اور حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرعون کی بیوی تھیں لیکن فرعون ان کو ڈھب پر نہیں لاسکا بھئی ان کو کافر نہیں بنا سکا فرعونیت قبول نہیں کر اسکا کفر قبول نہیں کر اسکا اور پھر جتنے عرصے تک اللہ تعالیٰ نے چاہا بے شک اتنے عرصہ تک وہ اس کی مصیبت میں مبتلا رہیں لیکن فرعون میں کہاں اتنی طاقت تھی کہ حضرت آسیہ کو ملک الموت کے ہاتھ سے بچا کر اور ہمیشہ اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائے رکھے بھئی! جب حضرت آسیہ کو موت آئی تو ایمان سے کہنا کہ وہ سیدھی جنت میں گئیں یا نہیں گئیں؟ عزت، مکرمت اور راحت کا مقام انہوں نے پایا یا نہیں پایا؟ تو فرعون کتنا ہی ظالم سہی لیکن اللہ کا مقابلہ تو نہیں کر سکتا جب اللہ نے چاہا اپنی نیک پاک بندی کو اس کے پنچے سے نکال لے تو فرعون دیکھتا رہ گیا کہ اب میں کیا کروں بھئی! حضرت آسیہ چلی گئیں یا نہیں گئیں؟ سیدھی جنت میں گئیں یا نہیں گئیں؟ انہوں نے دعا بھی کی کہ یا اللہ اپنے قرب میں میرے لئے اپنی جنت میں گھر بنا دے اور پھر وہ گھر اللہ نے ان کے لئے وہاں بنایا فرعون کے اندر طاقت تھی کہ وہ روک دیتا کہ وہاں ان کا گھر جنت میں نہیں بنے؟ فرعون میں یہ طاقت نہیں تھی تو پتہ چلا کہ ظالموں کے ظلم اور کافروں کے کفر کی یلغار جو ہوتی ہے وہ بالکل عارضی ہوتی ہے اُس کے بعد اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اُن کے ظلم و ستم کے پنچے سے نجات دے دیتا ہے جیسے کہ حضرت آسیہ کو فرعون کے ظلم سے نجات دے دی اسی طرح اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو کافروں سے نجات دیتا ہے اور آخری مرحلہ ان کے حق میں نجات پر منتج ہوتا ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی بات کیا تھی، ادھر تو فرعون کی طرف سے حضرت آسیہ پر ظلم ہو رہا تھا اور ادھر حضرت مریم علیہا السلام کا کیا حال تھا استغفر اللہ

آپ سے کیا کہوں جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تو یہودی بد معاش انہوں نے کیا کہا انہوں نے کہا کہ (یا مریم) یَاخْتِ هِرُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا ۝ (بارہ ۱۶ مریم آیت ۲۸) اے مریم تیرا باپ کوئی برا آدمی نہیں تھا تیرا باپ تو اچھا آدمی تھا وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا اور تیری ماں بھی زانیہ نہیں تھی اب یہ بچہ تو کہاں سے لائی یہ بتا حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ جس کی وجہ سے مجھ پر الزام لگاتے ہو اس سے پوچھ لو یہ مجھ سے مت پوچھو جس کی وجہ سے تم میری توہین کر رہے ہو اسی سے پوچھ لو تو انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کیا پوچھیں یہ بچہ ابھی پیدا ہوا ہے اور گود کا بچہ ہے اور تم ہم کو بے وقوف بنا رہی ہو کہ ہمیں کہتی ہو کہ اس گود کے بچہ سے خطاب کریں ہم اس سے کیسے پوچھیں یہ تو گود کا بچہ ہے اور گود کے بچے سے کون پوچھتا ہے حضرت مریم علیہا السلام نے یہی فرمایا میں کچھ نہیں جانتی جو کچھ پوچھنا ہے اس بچہ سے پوچھ لو۔ پھر ہوا کیا دیکھئے ادھر حضرت آسیۃ کو فرعون سے اللہ نے نجات دلائی اور ادھر حضرت مریم علیہا السلام کی عزت و عظمت کو جو چیرہ چیرہ کرنے والے اور ریزہ ریزہ کرنے والے ناپاک لوگ تھے ان کے ناپاک ظلم کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو نجات دی اور کیسے نجات دی؟ آپ نے فرمایا مجھ سے کیا پوچھتے ہو اس بچے کی وجہ سے اعتراض کر رہے ہو اس بچے سے پوچھ لو فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ طِفْ (انہوں نے بچہ کی طرف اشارہ کیا) قَالُوا (یہودیوں نے کہا) كَيْفَ نَكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ (مریم ۲۹) گود کے بچہ سے ہم بات کریں یہ کیسے ہو سکتا ہے اب وہ بات تو اسی بحث میں رہی حضرت مریم علیہا السلام نے کہا جو پوچھنا ہے اسی بچہ سے پوچھو مجھ سے کچھ مت پوچھو پھر ہوا کیا قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ طَاءَ اتْنِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ (مریم ۳۰) قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ فرمایا میں تو اللہ کا بندہ ہوں ءَاتْنِي الْكِتَابَ میرے رب نے تو مجھے کتاب عطا فرمائی ہے وَجَعَلَنِي نَبِيًّا اور میرے رب نے تو مجھے نبی بنایا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ مَلِي وَأَوْصَنِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ (مریم ۳۱) وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا اور میرے رب نے تو مجھے بہت ہی برکت والا بنایا ہے أَيْنَ مَا كُنْتُ ارے میں زمین میں رہوں تب بھی برکت والا ہوں آسمانوں پر چلا جاؤں وہاں بھی برکت والا ہوں وَبَرَّأَمِ بَوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ (مریم ۳۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ کا نام تک نہیں لیا انہوں نے کوئی نام نہیں لیا کیونکہ اعتراض تو ان کی والدہ ماجدہ پر ہو رہا تھا انہوں نے ماں کا نام نہیں لیا انہوں نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں میں اللہ کا نبی ہوں مجھے اللہ نے کتاب عطا فرمائی مجھے اللہ نے مبارک بنایا جہاں بھی میں رہوں برکت والا ہوں۔ کیا مطلب؟ اگر تمہارا اعتراض میری ماں پر ٹھیک ہو تو میں ایسا بچہ کیسے ہو سکتا ہوں بھئی! جب میں ایسا ہوں تو تمہاری بات تو تمہارے منہ پر مارنے کے قابل ہے ارے تم جو کہتے ہو، میری ماں پر الزام لگاتے ہو اگر تمہارا الزام صحیح ہو تو وہ تو میری بنیاد پر ہے اور میں تو اللہ کا بندہ ہوں، میں تو اللہ کا نبی ہوں اللہ نے تو مجھے کتاب دی اللہ نے تو مجھے بابرکت بنایا۔ اللہ اکبر! یہ دونوں مثالیں اللہ نے ایمان والوں کے لئے بیان فرمائیں اور یہ بتایا کہ اے کافرو! تمہیں تو اللہ کے محبوبوں کی نسبت کوئی فائدہ نہیں دے گی

ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد بننے سے کوئی فائدہ تمہیں نہیں ہوگا نوح علیہ السلام کی بیوی کو ان کے رشتہ کی وجہ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا لو طبع علیہ السلام کی بیوی کو ان کے رشتہ کی وجہ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا لیکن یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو وہ شرف عطا فرماتا ہے وہ فضل عطا فرماتا ہے وہ عزت عطا فرماتا ہے کہ کسی کے تصور میں بھی نہیں آسکتی فرعون کتنی کوشش کرتا رہا لیکن جب حضرت آسیہ کا وقت آیا وہ تو پہلے دعا کرتی تھیں کہ یا اللہ! اب تو میں یہاں سے تنگ آچکی ہوں اب تو اپنے پاس ہی میرا گھر بنا لے مجھے وہیں بلا لے تو بولو! ایمان سے کہو جب حضرت آسیہ گئیں تو فرعون کچھ کر سکا ہاتھ ملتا رہ گیا کچھ بھی نہیں ہوا تو پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ کافر کچھ بھی کر لیں مؤمنوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے حضرت مریم علیہا السلام کا کیا بگاڑا، جو کچھ منہ سے بچو اس کرنی تھی کرنی لیکن پھر نتیجہ کیا ہوا وہ گود کا بچہ جس کے لئے کہتے تھے ہم کیسے اس سے کلام کریں یہ تو گود کا بچہ ہے اللہ فرماتا ہے کہ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وہ خود ہی بول اٹھے اور دنیا نے سنا کہ یہ گود کا بچہ بول رہا ہے اور ماں کی عظمت کے افتاب کو چمکا رہا ہے اور ماں کی عزت و عظمت کے جھنڈے لہرا رہا ہے اس وقت حضرت مریم علیہا السلام کی عزت کا کیا مقام ہوگا۔ وہ کافروں کے لئے مثالیں تھیں اور یہ مؤمنوں کے لئے، وہاں بھی دو مثالیں تھیں اور یہاں بھی دو مثالیں ہیں باقی اگر اللہ نے چاہا تو کل انشاہ اللہ ختم کر دوں گا۔ اللہ سبکو صحت عطا فرمائے سب پر رحم کرے آمین

## الدرس التاسع عشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ه بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتَّغَى مَرَضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ه

صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الامين ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين

والحمد لله رب العالمين ه

اللهم صل على سيدنا مولانا وملجانا محمد وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ آجِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ كِي اَنْتِيْس تَارِيْح ه اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ هَم سَب روزه سے ہیں اے اللہ تعالیٰ تو نے اپنی رحمت سے انتیس روزے رکھوا دیئے اور اگر کوئی اور روزہ تیرے علم میں ہے تو وہ بھی اپنی رحمت سے رکھوادے اور رمضان شریف کے تمام معمولات بخیر و خوبی پایائے تکمیل کو پہنچادینا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس سال اللہ تعالیٰ نے پانچ جمعہ عطا فرمائے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (التحریم ۱۲) مریم بیٹی عمران کی جنھوں نے اپنی پارسائی کو محفوظ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے کافروں کے لئے دو مثالیں بیان فرمائیں تھیں ایک نوح علیہ السلام کی بیوی کی اور ایک لوط علیہ السلام کی بیوی کی یہ دونوں عورتیں کافرہ تھیں اور ان کے خاوند اللہ کے رسول، اللہ کے نبی تھے اور یہاں یہ دونوں اللہ کی نیک بندیاں مؤمنہ پارسا تھیں ایک حضرت مریم علیہا السلام ان پر الزام لگانے والے ان کے دشمن کافر تھے اور حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ظلم ڈھانے والا فرعون تھا وہ ان کا خاوند تھا۔ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام عمران ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو اپنی قدرت کا نشان بنانا چاہا اور جب ان کے بطن پاک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے اللہ نے پیدا فرمایا تو جو ان کے دشمن تھے انھوں نے ان پر بہتان باندھے تو بہتان باندھنے کی تکلیفیں حضرت مریم نے اٹھائیں۔ اب آپ سے کیا عرض کروں کہ اگر کسی کو پتھر مار دیا جائے تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جس قدر تکلیف کسی پر بدکاری کا الزام لگنے پر ہوتی ہے تو حضرت مریم علیہا السلام پر انھوں نے جو پتھر مارے اور حضرت مریم علیہا السلام کو جو اذیتیں پہنچائیں وہ ان اذیتوں سے بہت زیادہ تھیں جو حضرت آسیہ کو فرعون نے پہنچائیں لیکن باوجود اس کے نہ فرعون حضرت آسیہ کا کچھ بگاڑ سکا نہ حضرت مریم علیہا السلام پر الزام لگانے والے حضرت مریم کا کچھ بگاڑ سکے اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا تو جس طرح ان دونوں کافرہ عورتوں کو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکا ان دونوں پاک دامن بیبیوں کو فرعون اور حضرت مریم پر بہتان باندھنے والوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکا یوں کہئے ان دونوں پاک دامن بیبیوں کی وہ تکلیفیں عارضی تھیں انھوں نے برداشت کیں اور پھر جنت کو سدھار گئیں فرعون اور حضرت

مریم علیہا السلام پر بہتان لگانے والے ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکے اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بہت بڑی عظمتیں عطا فرمائیں  
 وَمَرِيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا (سورة التحريم آیت ۱۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضرت  
 مریم علیہا السلام جو بیٹی ہیں عمران کی انھوں نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی حضرت مریم نے اپنی پارسائی کو محفوظ  
 رکھا اور ہم نے ان کے چاکِ گریبان میں اپنی روح کو پھونک دیا۔ وہ اللہ کی روح کون ہیں؟ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مریم کے چاکِ گریبان میں اپنی روح کو پھونک دیا یعنی حضرت مسیح علیہ السلام جو  
 روح اللہ ہیں حضرت مریم علیہا السلام کے چاکِ گریبان سے بطنِ اقدس کے اندر حضرت مسیح علیہ السلام کو پہنچادیا اور  
 پھر فرمایا وَصَدَقْتَ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا (سورة التحريم آیت ۱۲) اور مریم نے اپنے رب کے کلمات کی تصدیق فرمائی۔ وہ رب  
 کے کلمات جن کی حضرت مریم علیہا السلام نے تصدیق فرمائی درحقیقت وہ وہ کلمات ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام  
 نے اپنی زبان سے ادا کئے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام بھی کلمۃ اللہ ہیں ان کی بھی حضرت مریم نے تصدیق فرمائی  
 اور ان کی زبان سے ادا کئے ہوئے کلمات ان کی بھی حضرت مریم نے تصدیق فرمائی وَصَدَقْتَ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُنْتُمْ  
 وَكَانَتْ مِنَ الْقَائِمِينَ ۝ ۵ ع (سورة التحريم آیت ۱۲) مریم نے اپنے رب کے کلمات کی تصدیق فرمائی اور اپنے رب کی  
 کتابوں کی تصدیق فرمائی۔ وہ رب کی کتابیں کیا ہیں انجیل ہے، تورات ہے، زبور ہے، صحفِ موسیٰ ہیں،  
 صحفِ ابراہیم ہیں رب کی کتابوں کی تصدیق فرمائی۔ وَكَانَتْ مِنَ الْقَائِمِينَ (سورة التحريم آیت ۱۲) اور وہ تو بہت ہی  
 عبادت گزاروں اور بہت ہی تابع فرمان، فرمانبراروں میں سے تھیں۔

نوح اور لوط علیہم السلام کی بیویوں کا جہنمی ہونے اور حضور ﷺ کی ازواج کا بے مثال ہونے کا قرآن

میں بیان موجود ہے: اب یہاں پر مجھے دو تین باتیں عرض کرنی ہیں آپ غور فرمائیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ  
 تعالیٰ کا قانون ہے کہ الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَ الطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ج (بارہ ۱۸ سورة النور آیت ۲۶) پاک عورتیں پاک مردوں  
 کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں (اس سے پہلے ہے) الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ج  
 ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں ایسی صورت میں یہ سمجھ میں نہیں آتا  
 کہ فرعون جیسے خبیث کے لئے آسیہ جیسی طیبہ طاہرہ اور نوح اور لوط علیہم السلام جیسے پاک مقدس نبیوں کے لئے ان کی  
 خیانت کرنے والی کافر بیویاں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی جبکہ اللہ نے فرمایا الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ اور الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ  
 تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کافرہ عورتیں کافر مردوں کے پاس ہونی چاہیں اور مؤمن مردوں کے گھر مؤمن عورتیں ہونی  
 چاہیں تو حضرت نوح علیہ السلام مؤمن ہیں ان کی بیوی کافرہ ہے حضرت لوط علیہ السلام مؤمن ہیں یہ دونوں اللہ کے  
 نبی ہیں ان کی بیوی کافرہ ہے، فرعون کافر ہے اس کی بیوی مؤمنہ، یہ کیا بات ہوئی؟ بعض لوگوں نے تو اپنا خبیث  
 باطن ظاہر کرنے کے لئے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر نوح اور لوط علیہم السلام کے گھر میں ان کی منکوحہ بیویاں کافرہ

ہو سکتی ہیں تو عائشہ اور حفصہ بھی معاذ اللہ ایسی ہو سکتی ہیں اور یہی کہہ کر اپنا خبث باطن ظاہر کرتے ہیں۔ یہ  
 کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ سید الطاہرین سید الطیبین ہیں اور حضور ﷺ کے لئے ناپاک عورتیں ہوں یہ ہم کہہ  
 رہے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ دیکھو! نوح علیہ السلام کے لئے اور لوط علیہ السلام کے لئے کافر عورت اور  
 جیسے ان دونوں نبیوں کی بیویاں کافر ہو سکتی ہیں تو حضور ﷺ کی بیویاں عائشہ اور حفصہ بھی ایسی ہو سکتی ہیں۔  
 لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو اس کا جواب تو میں پہلے دے چکا ہوں کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام  
 کی بیویوں کے لئے تو اللہ نے جہنمی ہونا قرآن میں بیان فرمادیا وَقِيلَ اَدْخُلْنَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِيْنَ (التحریم آیت ۱۰) دونوں  
 سے کہہ دیا گیا کہ جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ قرآن میں ان کا جہنمی ہونا نص قطعی میں آگیا کہ نہیں آگیا؟  
 اور حضور ﷺ کی جو بیویاں ہیں ان کے لئے کیا آیا الْمُؤْمِنَاتِ يَا، الطَّيِّبَاتِ (بارہ ۱۸، النور آیت ۲۳) آیا حضور ﷺ کی پاک  
 بیویوں کے لئے کیا آیا يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (بارہ ۲۲، الاحزاب آیت ۳۲) تو نبی کی پاک بیویوں کے  
 لئے تو یہ آیتیں اتری ہیں اور نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام دونوں کی بیویوں کے حق میں وہ آیت اتری وَقِيلَ  
 اَدْخُلْنَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِيْنَ ان سے کہہ دیا گیا تم دونوں کافر ہو جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ تو ان کے لئے  
 جہنمی ہونے کی آیت قرآن میں موجود ہے اور حضور ﷺ کی پاک بیویوں کے لئے آیا وَ اَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ (الاحزاب ۶)  
 کیا شان ان کی بتائی، کیا عظمت عطا فرمائی اور اگر وہ یہی کہیں گے کہ بھئی! دنیا میں بھی یہی حکم ہے کہ پاک کے لئے پاک  
 عورت ہوگی جیسے حضور ﷺ پاک ہیں تو حضور ﷺ کی پاک بیویاں ہوں گی جو ناپاک ہیں وہ حضور ﷺ کی بیویاں ہی  
 نہیں ہیں (یہ پہلے بیان کیا جا چکا کہ حضور ﷺ کی بیویاں تمام پاک ہیں مگر اس قانون کے تحت نہیں) اور میں کہتا ہوں کہ پھر اگر  
 یہی بات ہے تو ناپاک کے لئے ناپاک بیوی ہونی چاہیے ٹھیک ہے؟ تو پھر فرعون کے لئے حضرت آسیہ کیسے ہو گئیں یہ  
 بتاؤ تو پتہ چلا کہ یہ قانون دنیا کے لئے نہیں یہ قانون آخرت کے لئے ہے۔



الحرمین پرنٹرز

54 بینک روڈ صدر اولینڈی - پاکستان

Ph: 5510182, Fax: 5510